لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید

بعون اللہ العزیز

کتاب مستطاب لاجواب در باب اثبات صحت و ملیت نشان قدم مبارک

مسمّٰی

بالاستشفاع والتوسّل

باٰثارِ الصّالحین وسیّدِ الرسل

ملقّب

باسنادِ تبرّکات

من تصنیف نورہ وسجّادہ نشین حضرت قدوۃ العرفاء مولانا حافظ شاہ عبد العزیز صاحب

الملقب بشاہ مقبول احمد قادری دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز اعنی حضرت مولانا حافظ شاہ محمد عمر

صاحب الملقب بشاہ سراج الحق قادری دہلوی سلمہ اللہ تعالیٰ علیٰ رؤس الطالبین والمتوسلین

سنہ ۱۳۱۹ ہجری

در مطبع خادم الاسلام دہلی مطبوع گردید

حمد بیحد اوس مالکِ دوجہان خلاق زمین و زمان کو سزاوار ہے کہ جسنے بمقتضائے حکمت کاملہ ذوات تقدس سمات انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کو بارشاد عباد مبعوث فرماکر خلعت نبوت و رسالت سے سرفراز کیا اور ثنای بے انتہا اوس خالق الانس والجان کو لائق ہے کہ جسنے عنایات خاصہ و نوازش ہاے مخصوصہ سے نفوس قدسیہ انہیں حضرات بابرکات علیہم الصلوٰۃ کو بآیات زاہرہ و معجزات باہرات چراغ راہ صدق والقان کا فرمایا۔ تعالیٰ شانہ و عظم سلطانہ۔ اور درود نامحدود و تحیات غیر معدود اوس سرور انبیاء مہر سپہر رسالت بدر سماء نبوت صدر نشین ایوان دنیٰ فتدلیٰ آسمے سٹکی وسادۂ قاب قوسین او ادنیٰ اریکہ آراے لی مع اللہ مبشر بشارے لیغفر لک اللہ مقتدی ملی مہتدی احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ پر کہ جنکو اللہ سبحانہ نے اپنا حبیب خاص و محبوب با اختصاص بناکر مشرف بخطاب پاک لولاک لما خلقت الافلاک و مکرم بآیۂ کریمہ و ما ارسلناک فرمایا صلی اللہ علیہ و علی آلہ الطاہرین واصحابہ الطاہرین الی یوم الدین۔ اما بعد بندۂ ہیچمیرز ناکام ہیچمدان ننگ انام احقر الطلبہ حافظ محمد عمر الملقب بہ شاہ سراج الحق عفا اللہ عن جرائمہ بن حضرت

بقیۃ السلف حجۃ الخلف حامی دین متین حضرت سید المرسلین فخر الاماجد و الاقران سلطان الواعظین شہید فی سبیل اللہ مولانا حافظ محمد فرید الدین اسکنہ اللہ تعالی فی اعلی علیین و نبیرہ و خادم سجادہ حضرت سلطان الاولیاء برہان الاصفیاء مقبول کونین محبوب خافقین مقرب بارگاہ حضرت احمد جدی و مرشدی حضرت مولانا حافظ شاہ محمد عبد العزیز الملقب بہ شاہ مقبول احمد قادری دہلوی انار اللہ برہانہ و دامت برکاتہ خدمت میں ارباب دانش و بینش کے ملتمس ہے کہ درینولا بعد تالیف رسالہ احسن البضاعۃ فی اثبات النوافل بالجماعۃ کے بعض مخلصین خاندان و ارادتمندان اہل صدق و ایقان علی الخصوص حضرات خدام بارگاہ عرش اشتباہ قدم مبارک حضرت سالت پناہ صلعم واقع کوٹلہ فیروز شاہ بیرون شہر دہلی نے بیان کیا کہ زمانہ سابق میں بزرگان دین متین و ارباب ارادت و یقین بحسن اعتقاد و خلوص نیت دوازدہ ماہی حاضری اس دربار شریف کو پایہ شرف و مایہ افتخار جانتے تھے۔ وہ مخلصین معتقدین بقضای آلہی عالم بقا کو تشریف لیگئے۔ اور جن لوگوں کے پاس اسناد آمد قدم مبارک کی موجود تھیں وہ اسناد بوجہ مرور زمانہ موفور و انقلاب عظیم بلوہ غدر کے گم ہوگئیں اور وہ لوگ بھی واصل بہشت ہوئے۔ اب منکرین و اہل ہوا کو موقع ملا ہے کہ با عتقاد خود پیش نا واقفین اس قدم فیض شیم کو معاذ اللہ بے اصل و موضوع کہتے ہیں اور مجالس وعظ و نصایح میں علی رؤس الاشہاد بشد و مد اس کی اصلیت کا انکار کرتے ہیں حتی کہ مقام موصوف کو بلفظ پتھر گڈہ اور حاضرین باعقیدت کو سنگ پرست کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض اہناے جنس و برادران دینی اس تقریر بیباکانہ و جسارت منحرف سے جسارت ازراہ مستقیم ہوکر صدق معجزہ سے بالکل منکر ہوگئے۔ ایسے وقت صعب و زمانہ پُر آشوب میں رسالہ خاص در تعظیم تبرکات و تسلیم عظمت آثار مبارک و اسناد و صحت قدم فیض شیم میں تجھکو لکھنا و شایع کرنا ضرور ہے۔ راقم آثم نے سنکر کہا کہ احقر کے والد بزرگوار جناب مولانا محمد فرید الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ

سیف المسلول علی من انکر اثر قدم الرسول وحضرت ملاذی واستاذی جناب مولانا محمد کریم اللہ
صاحب علیہ الرحمۃ نے رسالہ برہان محکم علیٰ خذلان من نفی اثر القدم بتردید ہفوات منکرین قبیل ایام
غدر تصنیف فرماکر شایع کردیا تھا۔ وہ دونوں رسالے اگرچہ کمیاب ہین مگر بتجسس وتلاش دستیاب
ہوسکتے ہین۔ اور خاکسار احقر نے بھی سنہ ۱۳ یکہزار وسہ صد ہجری مین حضرت جدی ومرشدی
ادام اللہ برہانہ کے ملفوظ وسوانح عمری کتاب ریاض الانوار مین چند اوراق باسناد قدم مبارک
ومضمون ماہو المسئول درج کرکے شایع کردیا ہے یہہ شواہد ثلثہ اہل صدق وایقان کے لئے
رد ابا طیل ارباب انکار پر حجت قویہ وبرہان ساطع کافی ہوسکتے ہین۔ حضرات موصوفین نے کہا
کہ فی الواقع یہہ امر صحیح ہے مگر عام ناواقفین وناآشنایان علم کو ان رسایل ثلاثہ سے منزل
مقصود پر پہونچنا بمراحل دور ہے اور ہر شخص اغلاق عبارت ومطالب علمیہ کی وجہ سے اوسکے
ادراک فواید سے محروم ومعذور ہے۔ بناءً علیہ ایک رسالہ جداگانہ بعبارت سلیس خاطر انیس
اردو عام فہم اسی کے بیان مین لکہا جاوے تاکہ عموماً ناظرین اسکے ملاحظہ سے فائدہ مند ہون
جبکہ اصرار مصرین کا اس غایت کو پہونچا۔ خاکسار نے بمقتضائے "آزردن دل دوستان جہل است"
باوصف عدم فرصت اشتغال اوقات کے اس محنت شاقہ کو باین وجوہ وجیہہ تسلیم کرکے مستعد
اس کی تحریر کا ہوا۔ اول یہہ کہ خاکسار کے جد امجد ومرشد ارشد حضرت مولانا حافظ شاہ محمد عبد العزیز
الملقب بشاہ مقبول احمد قادری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز سے آستانہ قدم مبارک کی حاضری
وختم فاتحہ کو اپنا شرف وامتیاز سمجھکر مدام بعد نماز مغرب تشریف فرما ہوکر مراقبہ کرتے تھے چنانچہ
زمانۂ غدر تک ہر روز وبعد غدر کے ہر پچشنبہ ویازدہم ودوازدہم کو یہی معمول رہا۔ دوم حضرت کے
استاد عالی نژاد حضرت آخوند برہان صاحب علیہ الرحمۃ کا دوازدہم ہر ماہ کو یہی معمول تھا۔ سوم
خاکسار کے والد ماجد جناب مولانا محمد فریدالدین صاحب مغفور بمعیت وغیر معیت حضرت جدی ومرشدی

قدس سرہ اس مقام فیض التیام مین حاضر ہوکر وعظ و نصایح سے حاضرین کو مستفیض فرماتے رہے
ہیں چہارم احقر الانام بھی باتباع اقدام حضرات موصوفین آج تک انھین معمولات پر کاربند ہے چونکہ
یہ خدمت صوری آستانہ شریف کی راقم آثم کے خاندان مین زمانہ دراز سے چلی آتی ہے بنائً علیہ
تحقیق مضمون ما ہو المذکور کو خدمت معنوی و سعادت اُخروی سمجھکر اظہاراً للحق اس کی تحریر کا
ارادہ کیا اور زیادہ تر خیال میرا یون حال اوس روز سے ہوا کہ جب سے خاکسار کو خواب مین اشارہ
فیض بشارت خاتم المحدثین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ کی جانب سے ہوئی۔ وہ خواب
یہہ ہے وکفیٰ باللہ شہیدا - اوایل ماہ شوال ۱۳۱۵ھ ہزار و سہ صد و پانزدہ ہجری کو دیکھا کہ مین مسجد
فتحپوری مین ہون اور جانب راست مسجد کے جو حُجرہ و نشستگاہ بنی ہوئی ہے ایک بزرگ لباس
سُفید پہنے ہوئے تشریف فرما ہین - خاکسار نے خدمت مین حاضر ہوکر تسلیم و نیاز عرض کی منجانب اللہ
یہ القا ہوا کہ یہہ بزرگ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب ہین ان سے قدم مُبارک کی صحت کا حال
دریافت کر - خاکسار نے عرض کیا کہ حضور اس قدم مُبارک کی نسبت آپ کیا ارشاد فرماتے ہین ؟ حضرت
نے فرمایا کہ تو ایک سوال لکھکر مجھکو دے مین بہت تحقیق سے اس کی صحت کا حال لکھون گا - خواب سے
بیدار ہوا اور اس کی تعبیر بعض اساتذۂ کرام سے و سر دل مین یہی پیدا ہوئی کہ ارباب عقیدت کا تجہہ سے
اصرار ہو ہی رہا ہے اور حضرت مولانا صاحب قدس سرہ کا اشارہ بھی اسی جانب ہے - بہتر یہی ہے
کہ ایک رسالہ اُردو عام فہم قدم مبارک کی اسناد و صحت مین لکھا جاوے تاکہ فائدہ اس کا عام ہو بنا برآن
یہہ چند اوراق اظہاراً للحق لکھکر نام اس رسالہ کا **الاستشفاع والتوسل بآثار الصالحین
وسید الرسل** اور لقب **اسناد تبرکات** رکھا - اثنائے تحریر مین حضرت مولانا قدس سرہ کی
روح پر فتوح سے ایسی امداد ہوئی کہ جن کتب و روایات کا راقم کو علم بھی نہ تھا وہ ما فضلہ تعالےٰ
بلا تردد و کدّ و کاوش بہم پہونچین - چنانچہ وہ عبارات بموقع خود حیز تحریر مین آئین گی اور اکثر جگہ

عبارت عربی کا ترجمہ بھی بطور خلاصہ مضمون کے لکھدیا ہے تاکہ ہر شخص کو نفع ہو۔ اللهم تقبلها منی
واجعل سعیی مشکورا و ذنبی مغفورا واجعلها وسیلة لمغفرتی و سببا لنجاتی بحرمة حبیبک رسولک
سیدنا محمد ن المصطفی وآل المجتبی واصحابه المرتضی صلی الله علیه وعلیهم اجمعین برحمتک یا ارحم
الراحمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین۔ ناظرین نصفت آئین کی خدمت مین عرض ہے
کہ اس عجالہ کو بنظر انصاف و دیدۂ حق بین ملاحظہ فرماکر اور حوالجات کتب کو بمطابقت اصل عبارت
مطالعہ فرماکے راقم آثم کو بدعاے خیر یاد فرمائین اور بعد تسلی وتشفی تمام کے آثار مستندہ و تبرکات
مصححۃ العلماء کی تعظیم و توقیر کو لازمی جان کر ہر امر دینی و دنیوی مین استمساک و توسل تبرکات مین
طریقہ سلف کو مرعی رکھین۔ وها انا اشرع فی المقصود بتوفیق الله العزیز الکریم الودود۔ اصحاب
صدق وایقان وارباب ایمان پر واضح ہو کہ علماء دین حضرت سید المرسلین وفضلاء امت
محمدیہ علی صاحبها الف الصلوٰۃ والسلام کی اجماع کیا ہے کہ حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ علی نبینا
وعلیہم الصلوٰۃ والسلام تک جو انبیاء مبعوث ہوئے اور جسقدر معجزات وکرامات سے موصوف
ومنعوت تھے وہ کل معجزات مع دیگر معجزات وکرامات مزیدہ کے ہمارے حضور سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کو عطا کیے گئے بلکہ حضور ان کل معجزات سابقین سے بطریق فائق واتم واکمل اختصاص
وامتیاز رکھتے تھے۔ چنانچہ کتب معتبرہ اس بیان سے مملو ومشحون ہین۔ چنانچہ بعض نقول اس مقام
پر مختصراً زیب تحریر ہوتی ہین۔ کتاب سر الشہادتین مین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ افادہ
فرماتے ہین۔ اعلم رحمک الله تعالی ان الکمالات التی تفرقت فی الانبیاء علیهم السلام قد اجتمعت فی نبینا
صلی الله علیه وسلم الی ان قال وعن زید له کمالات اخر۔ ترجمہ۔ جو کمالات اور خوبیان
جدا جدا اور پیغمبروں علیہم السلام مین تھین سو سب ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ مین بالکل یکجا ہوگئین بلکہ
ان سے زیادہ اور بھی کمالات ہمارے حضرت مین تھے۔ اور کہا صاحب مواہب اللدنیہ نے

ما خص نبی لشئی من المعجزات و الکرامات الا و لنبنا کما نصوا علیہ - اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ
شفاء مین فرماتے ہین لم یؤت نبی معجزۃ الا وعند نبینا مثلها او ما هو ابلغ منها و قد نبہ الناس
علی ذلک - خلاصہ ترجمہ - یعنی کہا صاحب مواہب و شفا نے جس جس کرامات او معجزات کیساتھ
اور انبیاء علیہم السلام مخصوص تھے ان سب کے مجموعہ بلکہ زاید و فائق تران سب معجزات و کرامات
سے ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اختصاص و امتیاز رکھتے تھے - جیسا کہ تنبیہ فرمائی اس
بات پر اکابرین نے - اور بھی مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر مطبع مصطفے آفندی شاہین جو ۱۲۸۱ھ
مین طبع ہوئی تھی اس کی جلد اول صفحہ چار سو پچانوے ۴۹۵ مین لکھا ہے - الفصل الثانی فیما خصہ اللہ
تعالی بہ من المعراج اعلم نور اللہ قلبی و قلبک و قدس سری و سرک ان اللہ تعالی قد خص نبینا صلے
اللہ علیہ وسلم باشیاء لم یعطها النبی قبلہ و ما خص نبی بشئی الا و کان لسیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ
اور شرح مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر مطبع مرسیہ جو سنہ ایکہزار دو سو اٹھتر ۱۲۷۸ مین طبع ہوئی تھی جلد
پنجم صفحہ ۲۲۶ دو سو چھبیس مین تحت قول صاحب مواہب لم یعطها النبی قبلہ کے لکھا ہے ولا رسول
و لا ملک اور لفظ مثلہ کے بعد لکھا ہے فجمیع ما اوتیہ الانبیاء من معجزات و فضائل و لم یجمع
ذلک لغیرہ احصل لہ سع - خلاصہ ترجمہ متن و شرح کا یہ ہے کہ تحقیق اللہ تعالی نے خاص کیا
ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ان معجزات کے جو نہین دیا گیا کوئی نبی اور نہ رسول اور
نہ فرشتے علیہم السلام - اور جو معجزات کہ کسی نبی کو ملے تھے مثل انہین معجزات کے ہمارے حضور
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک
مین سب معجزات و فضایل جمع کئے گئے ہین اور انبیاء مین متفرق تھے یہ فضیلت ہمارے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم مین تھی اور کسی مین نہین تھی - علامہ حلبی نے سیرت حلبیہ مین لکھا ہے
و قد کان للانبیاء ای الرسل معجزات مختلفۃ ای و هو صلے اللہ علیہ وسلم اکثر الرسل معجزۃ و اعظمهم

آیتہ واظہرہم برہانا۔ اور علامہ سید احمد زینی دحلان علیہ الرحمۃ نے سیرۃ نبویہ مین لکھا ہے ومن کونہ لم یوت

احد من الانبیاء شیئا من المعجزات الا وعند نبینا مثلہا او ابلغ منہا فقد تصدی العلماء لبیان ذلک

قالوا انہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطی ما اعطیہ جمیع الانبیاء علیہم السلام واحسن بشیئین لم یعطہا احد غیرہ

ورحم اللہ الابوصیری حیث قال وکل آی اتی الرسل الکرام بہا ۔ فانما اتصلت من نورہ بہم ۔ فانہ

شمس فضل ہم کواکبہا + یظہرن انوارہا للناس فی الظلم ۔ فلم یوت احد منہم کرامۃ او فضیلۃ الا

وقد اعطی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہا فجمع فیہ ما تفرق فیہم ۔ انتہی ملتقطاً ۔ علامہ جلال الدین السیوطی

رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ کے اول مین لکھتے ہین ما اوتی احد من الانبیاء فضیلۃ الا واوتی

صلی اللہ علیہ وسلم مثلہا وزیادۃ لم یوتہا غیرہ ۔ اور اسی رسالہ کے آخر مین لکھتے ہین ما اوتی نبی

فضیلۃ الا واوتی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مثلہا او اعظم منہا وہذہ القاعدۃ مجمع علیہا ومن نص علیہا

الامام الشافعی رضی اللہ عنہ ۔ چونکہ مفاد ومآل ان عبارات کا بعینہ مفاد ومآل عبارات سابقہ کا

تھا باین حیثیت ترجمہ نہین لکھا گیا ۔ اور کیا خوب کہا ہے کسی صاحب صدق ویقین نے ؎

ہرچہ اسباب جمال است رخ خوب ترا	ہمہ بر وجہ کمال است کما لا یخفیٰ
خوبی وشکل وشمایل حرکات وسکنات	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو داری تنہا

ارباب ایمان واہل صدق وایقان پر ظاہر ہو کہ بمضمون رفعت مشحون روایات صحاح ان اللہ تعالیٰ

فضل محمداً علی الانبیاء وعلی اہل السماء وانی فضلت علی الانبیاء بست + وان اللہ بعثنی بتمام

الاخلاق ومحاسن الافعال ۔ یعنی فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ

نے فضیلت دی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء اور آسمان والون یعنی فرشتون پر اور دے شبہہ

مین فضیلت دیا گیا ہون اور انبیاء پر چھہ چیزون مین ۔ اور بیشک بھیجا مجھکو اللہ تعالیٰ نے انبیاء

علیہم السلام کے اخلاق اور خوبی افعال کے تمام کرنے کے واسطے ۔ جبکہ جناب رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت تامہ عطا ہوئی اور جن جن معجزات وکرامات کے ساتھ اور انبیاء علیہم السلام موصوف ومنعوت تھے وہ من حیث المجموع بلکہ مع شئے زائد وفائق موافق تصریح ائمۂ دین وعلمائے اعلام آپ کی ذاتِ پاک میں جمع ہیں۔ پس باین قاعدۂ منصوصی وضابطۂ کلّی بلا ارتیاب یہ امر ثابت ہوگیا کہ جو معجزہ کسی نبی کا انبیاء علیہم السلام سے بسند صحیح ثابت ہوگا اوسی معجزہ کے مثل حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلّم کے لئے اقرار اوس معجزہ کا لازم ہوگا۔ منجملہ ان معجزات باہرات کی جو محدثین و اہل سیر نے تصریح فرمائی ہے کہ جن کا بیان اس مختصر مین گنجایش نہین رکھتا معجزہ نقشِ قدم ہے کہ محدثین ماخبر واکابر اہل سیر نے بوثوق تام اس کی تنقیح وتوضیح کی ہے۔ چند عبارات ان محققین کی اس مقام پر نقل کی جاتی ہین۔ قال صاحب المواهب المقصد الرابع فيما اختص صلى الله عليه وسلم من الفضائل ومنها انه صلى الله عليه وسلم كان اذا مشى على الصخر غاصت قدماه فيه كما هو مشهور قديما وحديثا على الالسنة ونطقت الشعراء في منظومهم والبلغاء في منثورهم مع اعتضاد كل بوجود اثر قدمي الخليل ابراهيم عليه السلام في حجر المقام المنوه في التنزيل في قوله فيه آيات بينات مقام ابراهيم وبما في البخاري من حديث ابي هريرة عن معجزة اثر ضرب موسى في الحجر ستا او سبعا اذ فر بثوبه لما اغتسل اذ ما خص نبي من المعجزات والكرامات الا ولنبينا مثله كما نصوا عليه مع ما ينضم لذلك وجود اثر حافري بغلته على ما قيل في مسجد بطيبة حتى عرف المسجد بها حيث يقال له مسجد البغلة ... من سرة الساري فيما لكون ذلك اقوى في الآية واوضح في الدلالة على انبيائه ... الى او نبيها الخليل في حجر المقام على وجه على شبه انتهى ملخصاً۔ خلاصہ

ترجمہ کہا صاحب مواہب لدنیہ نے اور بعض معجزات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھر پر چلتے تھے تو آپ کے دونون قدم مبارک پتھر مین دھنس جاتے تھے چنانچہ یہ امر مشہور ہے اگلے پچھلے علماء کی زبان پر۔ شعراء اپنی نظم قدیم اور فصحاء اپنی نثر مین اس معجزہ

کو بیان کیا ہے بنا ئید و تقویت اس امر کے کہ نشان ہوئے دونون قدم حضرت ابراہیم خلیل اللہ
علیہ السلام کے بیچ پتھر یعنی مقام ابراہیم مین وہ نشان کہ بیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک
مین کہ فیہ آیات بینات مقام ابراہیم اور تقویت ہے اس معجزۂ نقش قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو ساتھ اس معجزہ کے کہ واقع ہوا ہے ثبوت اس کا بخاری شریف سے بروایت ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تا تبر ضرب عصا سے چھ یا سات نشان ہو گئے اور
پتھر وہ تھا کہ جو وقت غسل کرنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آپ کے کپڑے لیکر بھاگا تھا - اور دلیل صحت
معجزۂ نقش قدم جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحب مواہب نے اس طرح بیان کی اذ خصوا
ہی بسبع الی آخرہ یعنی اس واسطے کہ نہین خاص کیا گیا کوئی نبی انبیاء سے ساتھ کسی معجزات و ثبات
کے مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مثل اسی معجزہ کے تھے جیسا کہ تصریح کیا ہے علماء
اعلام و محدثین کرام نے و مہذا تائید کرتا ہے اس معجزہ کی نشان ہونا دونون سم حجر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے شہر مین ایک مسجد طیبہ کے کہ ایک نام شہر مدینہ منورہ کا ہے یہان تک کہ وہ مسجد نام
مسجد بغلہ کے مشہور ہے - اور نہ تھا یہہ نشان حجر کا مگر اسرار معجزات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
کا اثر گیا تھا اوس حجر مین تا کہ یہہ نشان سم حجر دلیل واضح و اقوی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
معجزہ پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے معجزہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سم حجر کا بھی نشان
ہوا اور مقام ابراہیم مین خاص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاے برہنہ کا نقش تھا - فقط دوم فاضل محمد جمال
برکی رحمۃ اللہ علیہ شرح الدرر والجان مین لکھتے ہین لا وطی علی صخرۃ الا و اثر فیہا - خلاصہ ترجمہ
نہین گذرے پتھر پر یعنی نہین چلتے پتھر پر مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کا نشان اوس
پتھر پر ہو جاتا تھا - سوم شیخ علامہ حافظ شمس الدین دمشقی معراج شریف مین افادہ فرماتے ہین

فصعد من جہۃ الشرق و علاہا	ثم توجہ نحو صخرۃ بیت المقدس و جاءہا

و اضطربت تحت قدم سیدنا و لانت | لو ما مسکتها الملائکة لما تحرکت و مالت

خلاصۂ ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گرم روی سے بیت المقدس کے پتھر کی طرف توجہ فرما کر
ترقی کی جانب سے چڑھے تھے کہ حضور کے قدم فیض شیم کی ہیبت و برکت سے وہ پتھر نرم ہوا اور کانپ
رہا تھا اگر فرشتوں نے اوس کو تھام لیا۔ واضح ہو کہ یہی روایت حضرت علی برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ
نے سیرت حلبیہ کے آخر جلد اول میں نقل کی ہے اور اس سے پہلے اور عبارت باثبات معجزہ نقش قدم حضرت
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی ہے مختصر کر کے ہم اوس کو بھی نقل کرتے ہیں قال الامام ابو بکر
ابن العربی فی شرحہ لموطا الامام مالک صخرۃ بیت المقدس من عجائب اللہ تعالی فانہا صخرۃ قائمۃ
شعثاء فی وسط المسجد الاقصی قد انقطعت من کل جہۃ لا یمسکہا الا الذی یمسک السماء ان تقع
علی الارض الا باذنہ فی اعلاہا من جہۃ الجنوب قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین رکب البراق وقد مالت
من تلک الجہۃ لہیبتہ صلی اللہ علیہ وسلم و فی الجہۃ الاخری اصابع الملائکۃ التی امسکتہا لما مالت
فہی معلقۃ بین السماء و الارض انتہی ملخصا۔ خلاصۂ ترجمہ۔ حضرت امام ابو بکر بن عربی
رحمۃ اللہ علیہ نے شرح موطا امام مالک رضی اللہ عنہ میں فرمایا ہے کہ سنگ بیت المقدس جس کو صخرۃ اللہ
[illegible] (عجائبات) [illegible] (ہر طرف سے) [illegible] وسط مسجد اقصی میں معلق ہے [illegible]
[illegible] کو اوسی ذات نے تھام رکھا ہے جو آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رہا ہے اوس
پتھر کے اوپر کی جانب جنوبی سمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے نشان ہیں جس وقت
آپ نے براق سے پتھر پر چڑھنے کا قصد کیا اسی وقت وہ پتھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت
سے جھک گیا تھا اور دوسری جانب کو ملائکہ کے ہاتھ کی انگلیوں کے نشان ہیں کہ جھکتے وقت
ملائکہ نے اوس کو تھام لیا تھا۔ پھر اسی مقام پر علامہ مذکور لکھتے ہیں و عادت صخرۃ بیت المقدس
کہیئۃ الفعل و الناس یلتمسون ذلک الموضع الی الیوم۔ انتہی ملخصا۔ ترجمہ یعنی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی برکت سے سنگ بیت المقدس مانند خمیر کے نرم ہوگیا تھا

آج تک لوگ اوسے تبرک سمجھکر مس کرتے ہین۔ اور پھر علامہ مذکور اوائل جلد اول مین لکھتے ہین

وذکر بعضهم ان نبینا صلی اللہ علیه وسلم اثر قدمه فی الحجر الصاقد فاثر فی صخرة بیت المقدس لیلة

الاسراء وان ذلک الاثر موجود الی الآن۔ **خلاصہ ترجمہ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کا

نشان پتھر مین ہوتا تھا اور بیت المقدس کے پتھر مین شب معراج کا نشان قدم آج تک موجود ہے۔

چہارم۔ قصیدہ ہمزیہ مین علامہ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ صاحب قصیدہ بردہ اس

طرح فرماتے ہین **ع** او یلثم التراب من قدم ٭ لانت حیاء من مشیها الصفواء۔ **ترجمہ**

یعنی سا بہ جو منے مٹی کے قدم مبارک سے پتھر از روے شرم وحیا کے نرم ہوجاتا تھا علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ

اسی شعر کی شرح مین افادہ فرماتے ہین ذکر الحافظ التبریزی الحنبلی تلمیذ ابن القیم اما الاثر المحدث

لما اثر علیه الصلوة والسلام فان الاثر المحدث به معروف بالنار وقد الان اللہ تعالی الحجارة

لنبیه محمد صلی اللہ علیه وسلم ولا یعرف لین الحجارة بالنار ولا غیرها وهذا ابلغ و اعجب من هذا انه

کان اذا مشی علی الصخر لانت تحت اقدامه واذا مشی علی الرمل لا یوثر فیه خرقا للعادة انتهی

انتہی۔ **خلاصہ ترجمہ** حافظ تبریزی حنبلی علیہ الرحمۃ جو شاگرد ابن قیم محدث رحمۃ اللہ علیہ کے

ہین لکھتے ہین کہ لوہے کا آگ سے نرم ہونا تو مشہور ہے مگر پتھر نہ آگ سے نرم ہو اور نہ کسی چیز سے لیکن

اللہ سبحانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر پتھرون کو بھی نرم کردیا اور عجیب بات یہ تھی

کہ جب آپ پتھر پر چلتے تو آپکے قدم کے معجزہ سے پتھر نرم ہوتا اور اوس پر آپکے قدم کے نشان

ہوجاتے اور جب ریت پر چلتے تو نشان بھی نہ ہوتا۔ **پنجم۔** حافظ حسین دیار بکری رحمۃ اللہ علیہ

خمیس فی احوال انفس نفیس مین لکھتے ہین کان لا یوثر فی الرمل نعله ویلین الصخرة تحت قدمه

یعنی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین کا ریت مین نشان نہ ہوتا اور پتھر

قدم مبارک کے نیچے نرم ہو جاتے تھے ۔ ششم ۔ ابن خطیب محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

وکذالک لا اثر مسک فی الثری ۞ والصخر قد غاصت بہ قدماک

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے سے مٹی میں نشان نہ ہوتے اور پتھر میں دونوں قدم
آپ کے دھس جاتے تھے ۔ ہفتم ۔ ابن جوزی محدث رحمۃ اللہ علیہ مولد النبی میں فرماتے ہیں

ومن آیاتہ الباہرات والمعجزات الظاہرات انشقاق القمر وکلام الحجر وحنین الجذع وسلام
الغزالۃ وکان اذا مشی لا یری ظلہ ولا یؤثر فی الرمل نعلہ ولان الصخر تحت اقدامہ ۔ ختم

ترجمہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرات وآیات بینات میں سے یہ ہے کہ
شق ہونا چاند کا ۔ کلام کرنا پتھروں کا ۔ رونا لکڑی کا یعنی ستون حنانہ کا آپ کی مفارقت میں
سلام کرنا ہرن کا ۔ دھوپ میں سایہ نہ پڑنا زمین پر ۔ اور ریت میں نعلین شریف کا نشان نہ ہونا
اور زیر قدم فیض تشیم نرم ہونا پتھروں کا ۔ فقط ۔ اور مثل اسی روایت کے سیرت حلبیہ جلد ثالث
میں ہے انہ اذا مشی فی الشمس او فی القمر لا یکون لہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل لانہ کان نورا وانہ اذا
وقع شیء من شعرہ فی النار لا یحترق وان وطء اثرہ فی الصخر وان الذباب لا یقع علی ثیابہ قط ولا علی
جسدہ الشریف ولا یمتص نحو البعوض والقمل دمہ ۔ خلاصہ ترجمہ یعنی جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم دن کو دھوپ میں یا رات کو چاندنی میں چلتے آپ کے جسم شریف کا سایہ زمین پر نہ ہوا کرتا تھا
اور اگر موئے مبارک آگ میں گر جاتا تو جلتا نہ تھا اور اگر آپ کسی پتھر پر چلتے تو قدم مبارک کے اس پر
نشان ہو جاتے ۔ مکھی آپ کے لباس پر بھی نہ بیٹھتی تھی جسم اطہر کا تو کیا کہنا ہے اور موذی
جانور مثل مچھر کھٹمل ۔ جوں آپ کا خون نہ چوستے تھے ۔ ہشتم ۔ صاحب فتح المتعال فرماتے ہیں

کان اذا مشی علی الصخرۃ غاصت قدماہ واذا مشی علی الرمل لا یؤثر ۔ یعنی جس وقت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پتھر پر چلتے آپ کے دونوں قدم مبارک اس پتھر میں دھس جاتے اور جب ریت

وتعظيمه كما في القدس ونقل منه لمصر في اماكن متعددة حتى قيل ان السلطان قايتباي اشتراه

بعشرين الف دينار واوصى بجعله عند قبره وهو موجود الى الان وانه صلى الله عليه وسلم اذا مشى

على الصخر احيانا لا يكون لقدمه اثر - **خلاصۂ ترجمہ** - حضرت علامہ شہاب خفاجی رحمۃ اللہ علیہ
شرح شفا میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھروں پر چلتے تو بعض اوقات آپ کے
نشانِ قدم مقدس پتھروں میں ہو جایا کرتے اور اس وقت تک وہ نشان باقی ہیں مٹی نہیں
اور لوگ اوس کو متبرک جان کر زیارت کرتے ہیں اور تعظیم بجا لاتے ہیں - سلطان قایتبائی نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان قدم کو بیس ہزار دینار کو خرید کر وصیت کی کہ میری قبر پر اس قدم
مبارک کو رکھنا حسب وصیت وہ نشانِ قدم آج تک اوس کی قبر پر موجود ہے - دوازدہم [12] - حضرت
شیخ محدث دہلوی مولانا شاہ عبدالحق قدس سرہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں - از جملہ آن

کہ چون بر سنگ میرفت فرو میرفت ہر دو پاے او دران - سیزدہم [13] - مدارج میں ہے - دیگر کوہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گوسفند چرا ایکرد اثر قدمین شریفین ظاہر شد - چہاردہم [14] - نثر الجواہر

میں لکھا ہے - چون بر سنگ میرفت می پذیرفت سنگ اثر قدم آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم -

پانزدہم [15] - نوادر القصص میں حضرت ابو العصمہ علیہ الرحمۃ افادہ فرماتے ہیں - معجزۂ دوازدہم مروی

از عکرمہ رضی اللہ عنہ گفت کہ بود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وقتیکہ میرفت بر سنگ نرم می شد

آن سنگ تحت قدم وے ہمچنان کہ حدید در دست داؤد علیہ السلام - شانزدہم [16] - منتخب التواریخ

میں لکھا ہے - درین ہنگام شاہ ابو تراب و اعتماد خان گجراتی کہ باہم بسفر حجاز رفتہ بودند رسیدند

و سنگے گران وزنی کہ فیلے قوی ہیکل می بایست تا آنرا بردارد و نقش پاے بران ظاہر بود ہمراہ

آوردند و شاہ ابو تراب گفت کہ این نقش قدم حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم است - شعر

بر لوح سر تربت خود نقش تو کنیم | تا روز قیامت سر ما و قدم تست

وتا چہار گروہ راہ باستقبال رفتند و آمرا را موجب فرمودند تا برداشتہ چند قدم راہ سپرند و بایت

دستور سنبہر رسانیدند۔ انتہی از صفحہ دو صد و چہل و یک [۲۴۱] مطبوعہ مطبع نولکشور مصنفہ مولوی عبد القادر

بدایونی ہے۔ ہفتدہم۔ امام محمد ہادی رحمہ اللہ علیہ جامع المعجزات میں فرماتے ہیں۔ ما مشی علی الحجر

الا کان یحدث فیہ اثر کما روی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ انہ قال لیلۃ الغار اثر قدم

النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الحجر کما یمشی علی الطین فقلت یا رسول اللہ ان الکفرۃ لعرفون اثار

قدمک ینظرون بنا فقال صلی اللہ علیہ وسلم امح یا ابا بکر فمسحتہ فذھب الاثر باذن اللہ۔ خلاصہ

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھر پر چلتے تو آپکے قدم مبارک کی نشان پتھر پر اس طرح ہوتے

جیسے مٹی پر نشان ہو جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ غار ثور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان قدم دیکھکر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکے

قدم مبارک کے نشان دیکھکر کفار سراغ لگا کر ہمکو پہچان لینگے حضور نے فرمایا ای ابو بکر

ان نشانوں کو مٹا دے۔ آپ کی موافق ارشاد کے میں نے اون کو مٹا دیا۔ اللہ تعالی کے حکم سے

وہ نشان مٹ گئے۔ ہیجدہم [۱۸]۔ موافق اسی روایت کے حضرت شیخ محمد بن محمد الجامیؒ ریاض الصالحین

میں لکھتے ہیں۔ معجزہ ششم آن بود کہ ہر سنگ کہ رسول علیہ السلام قدم مبارک خود بر آن نہادے

آن سنگ در زیر پاے نشان نرم شدے۔ چنانچہ صدیق رضی اللہ عنہ روایت میکند کہ در شب غار

نشان قدم مبارک رسول صلی اللہ علیہ وسلم در سنگ دیدم کہ ظاہر شدہ بود چنانکہ کسے بر روے گل رود

گفتم یا رسول اللہ ازین نشان قدم تو خواہند برد و بما ظفر خواہند یافت۔ فرمود یا ابا بکر دست بر آن

محو کن پس دست برہم و آثار دور کردم۔ نشان قدم از سنگ رفت بفرمان حق تعالی۔ اعتراض اگر کوئی

کہے کہ سبب تو غار ثور میں جو نشان قدم مبارک کے بطریق خرق عادت بوجہ معجزہ کے ہوئے تھے وہ سبب

باجازت جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مٹا دیے

اب قدم مبارک کے اصلی نشان کہان باقی ہین جن کی تصدیق کی جاوے - جواب یہ شبہہ
بوجوہ مردود و مخدوش ہے - اولاً یہہ کہ معترض کو یہہ حصر کہان سے ثابت ہوا کہ سوائے شب غار کے
اور کسی جگہ یہہ معجزہ نہین ہوا - فعلیہ البیان وعلینا الجواب - دوم یہہ کہ مٹانا ان نقوش کا اس
وجہ سے تھا کہ کفار ان نقوش سے سُراغ جو ہو کر آپ کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے تکلیف دہ نہون - اس سے یہہ نہین لازم آتا کہ بعد اس واقعۂ خاص کے پہر معجزۂ نقش قدم
ہوا ہی نہین - کیونکہ مکہ معظمہ کے مقامات مختلفہ مین حضور کے نقش قدم کے نشان محققین کے
نزدیک ثابت ہوئے ہین - چنانچہ تفسیر کشف الاسرار مین امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ تحت قولہ تعالیٰ

فیہ اٰیٰت بیّنٰت مقام ابراہیم کے تحریر فرماتے ہین و الصحیح ان مقام ابراھیم ھو الحجر الذی قام علیہ
ابراھیم عند بناء البیت و فیہ ظھر اثر قدمیہ کما ظھر لنبینا اثر قدمیہ فی شعاب مکۃ - ترجمہ

اور صحیح یہہ ہے کہ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وقت بناء خانہ کعبہ کے اس پر
کہڑے ہوئے تھے اور آپ کے دونون قدم کے نشان اوس مین ہوگئے تھے - جیسے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے نشان قدم مکۂ معظمہ کی گھاٹیون مین ظاہر ہوئے ہین - لفظ شعاب جمع شعب
کی یعنی گھاٹیون کے ہے - صرف غار ثور پر اطلاق نہین ہے - کیونکہ وہ ایک مقام خاص ہے بلکہ یہ لفظ
جمع تکثیر مختلف گھاٹیون مین متعدد نقوش قدم فیض شیم کے ثابت ہوئے ہین - بوجہ مصلحت خاص کے
ایک جگہ خاص میں مٹا دینے سے یہہ لازم نہین آتا کہ سب جگہ سے معدوم ہوگئے - سوم شب
معراج مین مسجد اقصےٰ مین صخرۃ اللہ کا نرم ہونا اور آج تک اوس نشان کا باقی رہنا بروایت
انسان العیون معروف بسیرۃ حلبی کما مرّ ذکرہا محقق و ثابت ہوچکا ہے - جو منکرین کہ خاصۂ ابراہیمی
کہکر معجزۂ نقش قدم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نفی کے مدعی ہین ان کے دفع وسواس
کے لئے صخرۃ اللہ پر نشان قدم موجود ہونا بجسہٖ کافی ہے - غنیمت ہے منکرین سے کہ معجزۂ نقش قدم

کے وجود کے تو مُصر ہوئے - حاصل ابراہیمی کی قید نواہین کے اقرار سے رفع ہوئی - انشاء اللہ العزیز
آیندہ اُمید قوی ہے اگر ذرا انصاف کو کام فرماینگے تو انکار دیگر نقوش معجزہ مستشنرۃ العلماء سے
بھی تائب ہو کر حرف انکار زبان پر نہ لاینگے - چوتھے - تفسیر دُرِّ مکنون مین ابو الشجاع بلخی
مالکی رحمۃ اللہ علیہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی کی تفسیر مین لکھتے ہین ظھر اثر قدمیہ
کما ظھر فی العجین فھذہ معجزۃ ظاھرۃ اتی بھا الخلیل بعنایت اللہ وحسن توفیقہ ولا طاقۃ لاحد
من البشر یاتی علیھا الا من خصہ اللہ تعالیٰ بالنبوۃ واما ما اتی بہ حبیبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فھو ابلغ واعلیٰ من ذلک بہ ظھر اثر قدمی الخلیل ابراھیم علیہ السلام علی الحجر مرۃ واحدۃ کما اخبرنا علی ان قد
ظھر اثر قدمی حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ مرۃ بعد اخریٰ باعلی وغیرھا علی ان الحجارۃ لنعلہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایضاً فلما اثر قدمی خلیلہ کان علی الحجر مرۃ ولم یضمحل من ایدی الکفار ولکن اثر قدم حبیبہ علی
رکاب البراق لیلۃ المعراج واما ما روی الفاضل العلامۃ الشیخ محمد الرھاوی صاحب جامع المعجزات
واللہ اعلم حدثنا مرویاً عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ حدیث محو اثر القدم لیلۃ الغار فھو لا یدل
علی ذھاب اثر قدمیہ الشریفین من موضع آخر کما فھم بعض الجھلۃ من المرقد بن لان المعجزۃ
شیئاً لا ینقطع علی ما فی الشفاء للقاضی العیاض وآیاتہ لا تضمحل بل تستمر علی ما فی البیضاوی ودیگر
معجزات الرسل الماضیۃ انقرضت بانقراضھم وبعد مسلمعدم ودوامھم - خلاصہ ترجمہ علامہ ابو الشجاع
بلخی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر دُرِّ مکنون مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونون قدم کے
نشان پتھر میں اس طرح ظاہر ہوئے جیسے خمیر مین ظاہر ہو جاتے ہین - یہہ معجزہ حضرت خلیل الصلوٰۃ والسلام
علیہ کا اللہ جلشانہ کی عنایت و حُسن توفیق سے ایسا ظاہر ہوا کہ طاقت بشری سے باہر ہے سوا برگزیدۂ
حق کے کہ جسکو وصف نبوت عطا ہوا ہو اور کسی سے ظاہر نہین ہو سکتا اور جناب حبیب خدا حضور سرورِ
عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو معجزہ نقش قدم مُبارک کا ظاہر ہوا وہ معجزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

معجزۂ نعش قدم سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خاص اسی جگہ برہنہ پا اس پتھر
پر کھڑے ہوتے تھے آپ کے دونوں قدم کے نشان معجزہ سے اس پتھر میں ہو گئے اور ہمارے حضور سرور کائنات
علیہ افضل التسلیمات کے قدم کے نشان بارہا بلاقید یعنی ننگے پاؤں کے بھی اور کفش پہنے ہوئے کے بھی
ہر طرح ظاہر ہوئے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھکر یہہ کہ آپ کے خچر کے سُم کا نشان بھی موجود ہے اور جیسا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا نشانِ قدم باوجود مٹانے کفار کے آج تک نہیں مٹا ہماری جناب رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان قدم فیض شیم بھی سنگ بیت المقدس پر اس وقت تک موجود ہے۔
اور امام محمد رہاوی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع المعجزات میں اور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث مرویہ
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں لیلۃ العارین نشان قدم کا مٹایا جانا بیان کیا ہے اس سے
یہہ لازم نہیں آتا کہ اور جگہ کے بھی نشان مٹا دیئے گئے جیسا کہ بعض مردود جہال کو وہم ہوا ہے
کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کبھی منقطع نہوں گے جیسا کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ
نے شفاء شریف میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیاں و معجزات گم نہوں گے اور ہمیشہ
رہیں گے۔ اور مؤید کیا اپنے اس قول کو ساتھہ ارشاد صاحب بیضاوی علیہ الرحمۃ کے کہ اور انبیاء
علیہم السلام کے معجزات بعد اون کے انتقال کے رفت و گذشت ہو گئے اور معدوم ہو گئے فقط
قائم کی۔ واضح ہو کہ مردود و جہال تعبیر کرنا صاحب تفسیر دُرِ مکنون کا خالی از کرامت و خرق عادت نہیں
کیونکہ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے سے بطریق کشف کے معلوم ہو چکا تھا کہ ایسے معجزہ باہرہ
صحیحۃ العلماء کے منکر پیدا ہونے والے ہیں اون کا استیصال ضرور ہے۔ پانچویں علامہ ابوبکر احمد بن
محمد بن عباس بلخی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عمان میں تحت قولہ تعالیٰ فیہ آیات بینات مقام ابراہیم کے

لکھے ہیں۔ قولہ تعالیٰ فیہ ای فی البیت آیات بینات ای علامات واضحات مقام ابراہیم ھو الحجر الصلب

یطر فیہ اثر القدم الذی قام علیہ عند بناء البیت او عند غسل امراۃ اسمٰعیل راس ابراہیم او حین نادی

الناس بالحج وإن وهم الواهم أن الحجر الصلب صار تحت قدمي إبراهيم مثل الطين والطس فما وجه أفضلية
محمد صلى الله عليه وسلم مع أن أفضليته على جميع النبيين والمرسلين بل على تمام المخلوقات ثابتة بلا ارتياب
قلت إن لين الحجارة تحت قدم سيدنا صلى الله عليه وسلم بل تحت ذراعه وساعده أيضا ثابتة بالدلائل
الباهرات والحجج القاهرات كما نبه بذلك الكملاء في تصانيفهم مثل إمام أبي سليمان أحمد بن محمد بن إبراهيم
الخطابي ومحمد بن المكي وإسحاق بن إبراهيم كما أخرج معاوية بن صالح عن سعيد بن سويد في إعجاز النبوة
فثبت أفضليته صلى الله عليه وسلم بهذا الوجه أيضا وبهذا الوجه ظهر بطلان قول من قال إن في
إسناد تلك المعجزة الشريفة إسنادا ضعيفا۔ **خلاصۂ ترجمہ** خانہ کعبہ میں نشانیان واضح ہیں منجملہ
انکے ایک مقام ابراہیم ہے کہ وہ ایک پتھر سخت ہے۔ ظاہر ہوئے اوس میں نشان قدم حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے جبکہ کھڑے ہوئے حضرت واسطے بنائی خانہ کعبہ کے یا کھڑے ہوئے تھے جبکہ حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام کی بی بی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سر کو دہویا تھا یا جس وقت کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے اس پتھر پر کھڑے ہوکر مخلوق خدا کو حج بیت اللہ کے لئے پکارا تھا۔ یہان پر صاحب
تفسیر عمان معترض کی تقریر بیان کرتے ہین کہ اگر کوئی وہمی وہم کرے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم
کے معجزہ سے پتھر سخت نرم ہوگیا تھا اور مثل خمیر و کیچڑ کے نرم بنگیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کیا فضیلت ہے (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو کوئی پتھر نرم نہیں
ہوا) اس شبہہ کا جواب صاحب تفسیر فرماتے ہین کہ جواب دیتا ہون مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زیر قدم فیض شیم پتھر کا نرم ہونا تو کیا چیز ہے بلکہ آپ کے بازو اور کلائی کے نیچے پتھر کا نرم ہونا دلائل باہرہ
و حجج قاطعہ ثابت ہو چکا ہے۔ چنانچہ کملاء محدثین نے اس بات پر تنبیہہ فرمائی ہے۔ اور نام اون محدثین
باتمکین کے یہ ہین۔ امام ابی سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم خطابی اور محمد بن مکی اور اسحق بن ابراہیم
اور معاویہ بن صالح نے سعد بن سوید سے کتاب اعجاز النبوۃ مین۔ پس ان محدثین کی تصریح سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ثابت ہو گئی۔ اب صاحب تفسیر
منکرین کو تنبیہ فرماتی ہیں۔ بس باطل ہو گیا قول اوس شخص کا کہ کہتا ہے اس معجزہ شریفہ کی اسناد ضعیف
ہیں۔ الحمد للہ علی احسانہ کہ اعتراض معترض کا بالکل ہدر و باطل ہو گیا وحصحص الحق وزھق الباطل ان الباطل
کان زھوقا۔ پانچوں جواب اگر معترض بنظر انصاف ملاحظہ کریگا تو انشاء اللہ العزیز دل و دماغ اور
حواس خمسہ معترض کو ضرور جلاء کامل بخشیں گے۔ آدم برآنکہ نوردہم [19] حافظ عبد اللہ حنفی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ
موارد الانوار میں لکھتے ہیں۔ اما معجزۃ اثر قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصخرۃ فقد بلغت عندی
مبلغ الشہیرۃ لعل المنکر لم یطلع الی کتب سیر خیر البشر۔ خلاصہ ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
معجزہ قدم مبارک کا میرے نزدیک از بس مشہور ہے۔ شاید منکر نے کتب سیر کو جو حضور سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے حال فیض اشتمال سے مملو ہیں ملاحظہ نہیں کیا۔ جو ایسے معجزہ مشہور کا منکر ہوا۔ [20] بستم
حضرت محمد عبد العزیز صاحب خلال لکھتے ہیں۔ عن قاسم القرطبی ان معجزۃ اثر قدم النبی علیہ السلام علی الصخرۃ معجزۃ
باھرۃ قد اثبتھا المحققون فی تصانیفھم من الثقات وما تکلم بعض الجہلۃ الاعور المعفل علی عدم
صحۃ ھذہ المعجزۃ فھو من فرط جہلہ وعدم ممارسۃ روایات المحدثین الماہرین للکتابات والاحادیث و
المرویات۔ خلاصہ ترجمہ قاسم قرطبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
معجزہ نقش قدم بین الشریفین خوب روشن و واضح ہے۔ علماء محققین نے اس کے ثبوت میں اپنی اپنی تصانیف
میں ثقات معتبرین کے اقوال نقل کئے ہیں۔ اور جو کہ بعض جہلاء کور چشم فضول گو نے اس کی صحت
میں کلام کیا ہے۔ وہ ان کے مرض جہل اور ناواقفیت کی وجہ سے ہے کہ محدثین ماہرین کی کتب کو
نہیں دیکھا۔ [21] بست و یکم۔ حضرت رزین صاحب صحاح خصائص میں فرماتے ہیں کان اذا وطی علی الصخرۃ
غاص فیہا۔ یعنی جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پتھر پر چلتے تو اوس پتھر میں نشان ہو جاتا تھا۔ فقط
اہل اسلام متبع سنت سنیہ حضرت خیر الانام علیہ افضل التحیۃ والسلام پر واضح ہو کہ جو روایات کتب

أئمہ اعلام کی بنا بر ثبوت معجزۂ نقشِ قدم حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے احقر الطلبہ نے نقل کی
ہین بنظر غور و تعمق ملاحظہ فرما کر بچشم انصاف دیکھین کہ یہہ کیسے محدثین معتبر و علماء باخبر تھے کہ
جنہون نے معجزۂ نقشِ قدم جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو کس تحقیق و توثیق سے ثابت
کیا ہے - اب بہی اگر منکر اس معجزہ کو نمانے اور فرط جہل سے کہے کہ معجزۂ نقش قدم آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے ہوا ہی نہین اور یہہ معجزہ خاصۂ ابراہیمی ہے تو سوائے مضمون آیت فیض ہدایت
ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ کے اور کیا تصور کیا جاوے - کیونکہ جب یہہ
امر مسلّم ہو چکا ہے اور علماء دین اس بات پر اتفاق بیان فرما چکے ہین کہ جو جو معجزات اور انبیاء
علیہم السلام کو دئے گئے ہین اون سب کے مجموعہ بل معجزات زائدہ اُن سے ہمارے افضل الرسل جناب
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اختصاص و امتیاز رکہتی ہے - پہر کیونکر یہہ معجزہ باوجود
تصریحات علماء دین کے خاصۂ ابراہیمی ہو سکتا ہے - اور اگر بالفرض یہہ مانا بہی جاوے تو حضور
سرور کائنات صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کے لئے بحیثیت جمیع معجزات کے فضیلت تامہ اور انبیاء
علیہم السلام پر کس طرح ثابت ہوسکتی ہے - حالانکہ یہہ امر متفق علیہ ہے کہ حضور پرنور جناب سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات فیض سمات افضل من الکل ہے - قال اللہ تعالی و رفع بعضہم درجات
ای محمدا صلے اللہ علیہ وسلم درجات علی غیرہ لعموم الدعوۃ و ختم النبوۃ و تفضیل امتہ علی سائر الامم
والمعجزات المتکاثرۃ والخصائص العدیدۃ - انتہی ما فی الجلالین - علامہ ابو سعید نیشاپوری رح
نے شرف المصطفےٰ مین لکہا ہے - ان عدد الذی خص صلی اللہ علیہ وسلم ستون خصلۃ - ترجمہ
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار عموم دعوت و ختم نبوت اور معجزات کثیرہ و خصائص بیشمار کے
جمیع انبیاء علیہم السلام پر فضیلت و فوقیت رکہتے ہین - یہان تک کہ ساٹہ خصیصے اور معجزات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین وہ ہین کہ اور انبیاء علیہم السلام مین نہین ہین - صاحب تفسیر کبیر

فرماتے ہیں۔ اجمعت الامۃ علی ان بعض الانبیاء افضل من بعض وان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم
افضل من الکل۔ ترجمہ یعنی اجماع کیا ہے اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض انبیاء
علیہم السلام بعض انبیاء سے افضل ہیں اور تحقیق محمد صلے اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں۔ اور حدیث
صحیح میں آیا ہے۔ ان اللہ فضل محمداً علی الانبیاء وعلی اھل السماء۔ ترجمہ بیشک وشبہہ اللہ تعالیٰ
نے فضیلت دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع انبیاء علیہم السلام اور ساکنان آسمان یعنی ملائکہ پر
واضح ہو کہ لفظ انبیاء ولفظ سماء محلّی بلام استغراق مُفید اس معنی کو ہے کہ جو انبیاء ومرسلین من جانب اللہ
دُنیا میں مبعوث ہوئے اور جس قدر ملائکہ آسمان پر ہیں آپ سب سے افضل ہیں۔ پس مصداق آیت و
تفسیر وحدیث کا بدون فضیلت تامہ کے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اکابر دین وفضلاء واہل علم پہلے ہی
سے منکرین نقش قدم کیلئے تنبیہاً ارشاد فرما گئے ہیں۔ گویا یہ بھی ایک معجزہ حضور سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ علماء شریعت متبعین اقدام حضرت خیر الانام کو انکار منکرین پر کشف ہو
اور ان سے احتراز واجتناب کے لئے منکران فضل محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فضلاء وقت وعلماء
اُمت اپنی اپنی تصانیف عالیہ میں تنبیہ فرمائیں تاکہ یہ باعث احتراز واجتناب کافہ انام ہو۔
علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ شرح قصیدہ ہمزیہ میں تنبیہاً فرماتے ہیں۔ [illegible] ینبغی لک ایھا الغافل
ان تستحی من مخالفتک ما جاء عن نبیک صلی اللہ علیہ وسلم لانک اذا علمت ان الحجر الاصم استحی منہ ان
یبقی علی صلابتہ مع مشیہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم فشی علیہ صلابتہ فلان استحی لیسہل علیہ مشیہ علیہ
فانت اولی بالاستحیاء منہ ان تبقی علی مخالفتک مع علمک بجلیل اوصافہ وعلی احوالہ صلی اللہ علیہ وسلم
خلاصہ ترجمہ اے غافل تجکو لائق ہے کہ شرم کر مخالفت کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
جلالت شان سے۔ باوجود اس کے کہ تو حضور کی عظمت وعلو شان کو خوب جانتا ہے جبکہ پتھر
سخت محض جماد وناشنوا سخن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کرتا ہے اور اپنی صلابت و

سختی پر باقی نہین رہنا اور شرم وحیا سے نرم ہو جاتا ہے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانا بھرنا اوس پر سہل ہو جاوے تو تو اولے و بہتر ہے کہ حیا و شرم کرے کیونکہ تو انسان ہے جبکہ پتھر سخت آپکے قدم کی ہیبت و عظمت سے نرم ہو جاتا ہے تو تو باوجود انسانیت اور رفعت شان سے واقف ہونے کے نرم نہوا اور معجزہ باہرہ سے انکار کرے - تیرا دل قساوت و سختی مین پتھر سے بڑھکر ہوا - یہ کمال ہی غفلت ہے بلکہ دور از عقل ہے - فقط - بست و دوم ۲۲ - سرہ سوریہ مین علامہ زینی احمد دحلانؒ فرماتے ہین وفی شرح المواہب للعلامۃ الزرقانی وان اثر قدمہ صلی اللہ علیہ وسلم واثر اصابع قدمہ علی صخرۃ بیت المقدس وذکر السیوطی فی الخصائص ان من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ ماشی علی صخر الا واثرت فیہ فہذہ المعجزۃ ثابتۃ متحققۃ عند الائمۃ الجہابذۃ من اہل الحدیث خلافا للانکار بعض القاصرین لہا - انتہی ملتقطا - خلاصہ ترجمہ - علامہ احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین علامہ زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم وانگشتان مبارک کے نشان سنگ بیت المقدس مین موجود ہین - اور ذکر کیا علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب خصایص مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض معجزات مین سے یہ ہے کہ آپ جب پتھرون پر چلتے تو پاے مبارک کا اوس مین نشان ہو جاتا پس یہ معجزہ صحیح و ثابت ہے علمار محققین کے نزدیک جو کوتاہ نظر کہ اس کا انکار کرتے ہین اس کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی - فائدہ جلیلہ بعض معترضین اعتراض کرتے ہین کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ معجزہ نقش قدم حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قایل نہین - چنانچہ اپنے فتاوی مین لکھتے ہین - الی لم اقف لہ علی اصل ولا سند ولا رائیت من خرجہ فی شئ من کتب الحدیث - یعنی مین نہین واقف ہوا معجزہ نقش قدم کے ثبوت اور سند پر اور نہ کوئی روایت کتب محدثین مین اس کی ثبوت مین پائی وعلی ہذا صاحب سیرۃ شامی علیہ الرحمۃ نے بہی اس معجزہ شریفہ مین کلام کرتے ہین - پس روایت منقولہ سیوطی

لوجہ متناقض ولتعارض کی کیونکر صحیح ہو سکتی ہے؟ - **جواب** اس شبہہ کا یہ ہے کہ فی الواقع علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو اوّلاً اس معجزہ کے ثبوت میں کوئی روایت معتبر نہیں ملی تھی اسی واسطے علامہ نے فرمایا کہ لم اقف لہ علی اصل ولا سند یعنی میں اس کی سند و ثبوت سے واقف نہیں ہوا - ولا رأیت من خرجہ فی شیٔ من کتب الحدیث اور محدثین کی کتب میں میں نے کوئی حدیث دیکھی - بعد تحقیق و تنقیح کے جب حضرت موصوف کو اس کے ثبوت میں روایت معتبرہ ملاحظہ میں آئی معاً قول اوّل سے رجوع فرما کر معجزہ نقش قدم کے مقر ہوئے اور خصایص الحبیب جو بعد فتاوای الکاری کے تصنیف فرمائی اوس میں اس طرح رقم طراز ہوئے - ومما اورده رزین صاحب الصحاح فی خصائصہ کان اذا وطی علی الصخر اثر فیہا - یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزات میں سے وہ معجزہ ہے کہ رزین صاحب صحاح نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھر پر چلتے تو آپ کے پاے مبارک کا نشان اوس پر ہوتا - حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سیرۃ شامی کے اوستاد ہیں معجزہ نقش قدم کے غیر محقق ہونے کی وجہ سے اپنا عدم وقوف بیان کرتے تھے - جب ثبوت کامل مل گیا اور سند صحیح حاصل کر لی تو خصائص الحبیب میں جو بعد فتاوای کی لکھی ہے اوس میں اس معجزہ کا ثبوت رزین صاحب صحاح کے قول سے نقل فرما کر مقر ہوئے - فی الحقیقت علماء اہل حق کی یہی شان تھی کہ جب تک کسی مسئلہ کی تحقیق نہ ہوتی قول اوّل پر قایم رہتے - اور جس وقت کوئی سند صحیح اوس کے خلاف میں حاصل ہو جاتی قول اوّل سے رجوع کرنے میں دریغ نہ فرماتے امثال اس کی صدہا مسایل فقہیہ کتب فقہ میں موجود ہیں کما لا یخفی علی من شاھد کتب الفقہ رزقنا اللہ تعالیٰ ایاھم - علامہ علی برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جلد اوّل سیرت حلبی میں اس واقعہ کو لکھا ہے - وہ عبارت بجنسہ

لعل لیسا فی حبہ ذکر الجلال السیوطی انہ لم یقف لما لکاری انما یروون منہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحجر علی اصل

ولا سند قال ولا رأیت من خرجہ فی شیٔ من کتب الحدیث ومن العجب ان الجلال السیوطی مع قولہ انہ لم

قال فی الخصائص الصغری ولا ادری علی صخر اثر قدمیه هذا الکلام ولعله ظهر له صحة ذلک بعد الکتابة

خلاصہ ترجمہ - حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کی تاثیر پتھر میں ہو جانی کا مجھکو ثبوت نہیں ملا اور نہ کسی محدث کی کتاب میں میں نے سند پائی۔ اب صاحب سیرت حلبی رحمۃ اللہ علیہ اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ تعجب ہے حافظ جلال الدین سیوطی سے کہ اون کے فتاوی میں تو یہی قول انکاری ہے مگر خصائص جو اون کی کتاب ہے اوس میں فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پتھروں پر چلتے تھے آپکے قدم کے نشان پتھر میں ہو جاتے تھے۔ پس ان کے قول مضطرب کی یہی تاویل ہے کہ پہلے سند نہ ملنے کی وجہ سے انکار کیا تھا جب صحت وثبوت اس کا حاصل ہو گیا تو معجزۂ نقش قدم کے قائل ہوئے۔ علامہ تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو بتفصیل لکھا ہے وہ عبارت قابل دید ہے

ومن العجب ان الحافظ الشامی لم یقف علی ما ذکره ابن سبع والنیسابوری وغیرهما من تاثیر قدمه الشریف فی الصخر اذ لو وقف علیه لنبه علی صحته او غیرها مما یتعلق به واعجب منه عدم وقوف شیخه الحافظ السیوطی علیه و اضطراب قوله فی انکاره بحث نفی فی الفتاوی وجوده بالکلیة کما قدمناه و ذکره فی الخصائص عن رزین وغیره الا ان یقال ان الفتاوی متقدمة علی الخصائص وهو فی الفتاوی نفی وجوده ثم عثر علیه بعد ذلک فاثبته فی الخصائص من بعد فقط

خلاصہ ترجمہ - تعجب ہے حافظ شامی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ابن سبع ونیشاپوری رحمہما اللہ علیہما کی تحقیقات سے واقف نہیں ہوئے کیونکہ ان دونوں محدثوں نے بسند صحیح لکھا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم فیض توام کا نشان پتھر پر ہوتا تھا۔ اگر حافظ شامی اس امر سے واقف ہوتے تو اس روایت کی صحت یا ضعف میں ضرور کلام کرتے اور زیادہ تعجب ہے ان کے اوستاد حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ان کی عبارت میں عجب اضطراب وتعارض ہے۔ اسلئے کہ اپنے فتاوی میں اس معجزہ کے انکاری ہیں اور خصائص الحبیب میں اس کے ثبوت میں اقراری ہیں پس تطبیق و

تو یہ ان دونوں قول کی یہ ہے کہ کتاب فتاوی جس میں ان کو انکار ہے وہ پہلے کی تصنیف ہے
بعد میں جب تصانیف ابن سبع در دربین صاحب صحاح کی دیکھی فوراً قول انکاری سے رجوع فرما کر قائل
بثبوت ہوئے اور خصائص میں اس کی تصحیح بیان کی - پس تحقیق سابق سے واضح ہو گیا کہ اہل سیر
و محققین با خبر کے نزدیک معجزہ نقش قدم جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہے اور اس کے
ثبوت میں بہت سے علماء دین اپنی اپنی تصانیف میں تصریح فرما گئے ہیں پس باوصف اس تنقیح و تحقیق کے
اب بھی اگر کوئی منکر معجزہ نقش قدم کو خاصۂ ابراہیمی کہے اور حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزہ
نقش قدم سے منکر رہے تو قطع نظر اس کی جہل و نادانی کے بمقابلہ ایسے محققین مدار شریعت غرا کی وہ شخص
ہرگز قابل خطاب نہیں بلکہ بمقتضائے آیت قبض ہدایت ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور چشم بصیرت
تو کیا چشم سر سے بھی بالکل بے بصر ہے - اللہ سبحانہ ایسے شخص سے حفظ و امان میں رکھے - اہل اسلام
و ارباب ایمان اس مقام پر بغور ملاحظہ فرمائیں کہ کسی ناحق شناس فاسد العقیدہ نے واسطے اغوائے ناواقفین
و دھوکہ دہی عوام کی ایسی جرأت و چالاکی کی ہے کہ کوئی عامی و نادار بھی کم کرتا ہوگا - وہ یہ ہے
کہ صاحب مدارک التنزیل حنفی المذہب رحمۃ اللہ علیہ نے جو آیت قبض ہدایت فیہ آیات بینات مقام ابراہیم
کی تفسیر فرمائی ہے - اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشان قدم اور متعلق اس کے جو معجزے اس
نشان شریف کے ہیں اُس کو اس طرح فرمایا ہے لان اثر القدم فی الصخرة الصماء آیة وغوصه فیها
الی الکعبین آیة والانة بعض الصخرة دون بعض آیة وابقاءه دون سائر آثار الانبیاء آیة لابراهیم
خاصہ - خلاصہ ترجمہ - وہ پتھر جس پر نشان قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے محض نشان
ہی نہیں بلکہ وہ معجزہ کئی معجزوں پر مشتمل ہے - ایک تو نشان قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسی
پتھر میں - دوسرے دھنس جانا آپ کے پائے مبارک کا اس پتھر میں ٹخنوں تک - تیسرے اسی پتھر
کا نرم ہو کر نشان ہونا اور کسی پتھر میں نہ ہونا - چوتھے باقی رہنا اس نشان کا عرصۂ دراز تک

مجموع من حیث المجموع خاصۂ ابراہیمی ہے - فقط- اور یہ عبارت مدارک کے حاشیہ تفسیر جلالین پر
لکھی ہوئی ہے - اس عبارت کے بعد کسی ذات شریف محشی خوش فہم نے یہ عبارت اپنی طرف سے گھڑ کر بطور
تفریع و نتیجہ کے ایسی لکھدی گویا بزعم خود یہ بات ثابت کردی کہ معجزہ نقش قدم سوا ے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے اور کسی نبی سے نہیں ہوا اور معجزہ نقش قدم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کا جو عند المحدثین واکابر اہل سیر ثابت و مشہور ہے غلط ہے اور بعد اس کے اپنے اخفا ے نام کے
لیے حرف م لکھدیا تاکہ ناظرین کتاب کو یہ دھوکا رہے کہ شاید یہ عبارت بھی مدارک التنزیل کی
یا اور کسی کتاب معتبر کی زیب حاشیہ ہے - چنانچہ وہ عبارت مصنوعی یہہ ہے - فعلم منہا ان الذین

یشہرون فی البلاد ان اثر قدم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کا دلیون لا تعبأ بقولہم لان الخاصۃ ما
یوجد فی الشیٔ ولا یوجد فی غیرہ - **خلاصہ ترجمہ** جو لوگ کہ شہروں میں مشہور کرتے ہیں کہ
یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نقش قدم بیچ پتھر کے ہے وہ لوگ جھوٹے ہیں - اون کے
قول کا اعتبار نہیں کیونکہ یہ خاصۂ ابراہیمی تھا اور خاصہ کی تعریف یہہ ہے کہ جو کسی شی میں پائی جاتی ہوئی
ہے وہ اوسی کے لئے مخصوص ہے دوسری چیز میں نہیں ہوتی - استغفر اللہ انا للہ وانا الیہ راجعون
اس محشی کو یہہ بھی سمجھنا قابل عبرت ہے - اس لئے کہ جب یہہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ حضور جناب سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم افضل الرسل ہیں اور جو معجزات وکرامات کہ انبیاء علیہم السلام کو جدا جدا عطا
ہوئے ہیں ان سب کے مجموعہ بلکہ معجزات زائدہ آپ کو عطا فرماے گئے ہیں پھر کیونکر باور کیا جا سکتا
ہے اور ذہن میں آ سکتا ہے کہ یہہ معجزہ آپ سے نہیں ہوا اور خاصۂ ابراہیمی تھا - صاحب مواہب اللدنیہ
رحمۃ اللہ علیہ افادہ فرماتے ہیں ما حصل لنبی من المعجزات والکرامات الا ولنبینا کما حصول علیہ
خلاصہ ترجمہ - جن جن معجزات وکرامات کیساتھ انبیا علیہم السلام مخصوص تھے ان سب معجزات
سے ہمارے حضور پرنور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مخصص وممتاز ہیں جیسا کہ علماء نے تصریح

فرمائی ہے۔ پس موافق اس قاعدہ مسلمہ کے جو معجزہ مسندہ بسند صحیح کسی نبی کا انبیاء علیہم السلام سے
پایا جائیگا۔ بلا طلب سند و صحت مثل اسی معجزہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اقرار اس معجزہ کا لازم آئیگا
حدا جائے کہ اس قاعدہ مسلمہ مصححہ العلماء کو محشی تسلیم کرتا ہے یا نہیں اگر مسلم ہے تو تصریح بالکل غلط
ہے۔ ورنہ تحقیق محققین کے خلاف ہے۔ اسپر طرہ یہہ ہے کہ بعد اس عبارت مصنوعی کے لکھا ہے
فافہم ولا تبتدع جو مشعر ہے اس امر کو کہ جو لوگ معجزہ نقش قدم حضور سرور اکرم سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے مقر ہیں اور علماء دین محققین کی تحقیق کے موافق معجزہ شریفہ کے قائل ہیں وہ معاذ اللہ
مبتدع ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اہل انصاف ملاحظہ فرماویں کہ اس مفتری موی
نے کیسی جرأت کی ہے۔ اوّل تو تفسیر قرآنی میں یہہ تصرف کیا کہ ایک عبارت مصنوعی بطور تفریع کے
بے محل بڑھا دی۔ دوسرے مفسر حنفی مذہب منکر فضائل احمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو مرتکب اپنے عقیدہ
فاسدہ کا کیا۔ تیسرے معجزہ محققہ مثبتہ مصححہ کا انکار کیا۔ چوتھے منکران معجزہ جناب رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کو مدعی قرار دیا۔ شاباش! (ع) این کار از تو آید و مرداں چنین کنند۔ اس بندہ خدا
کو یہہ نہ سوجھی کہ کوئی پڑھا لکھا آدمی اس حاشیہ کو دیکھکر کیا کہیگا۔ اور نسبت کرنا بدعت کا اہل حق
منکران فضائل احمدی کی طرف کس وبال جانکاہ میں مبتلا کریگا۔ حق یہہ ہی ہے اذا لم تستحی فاصنع
ما شئت۔ جب شرم و حیا کو بالائے طاق رکھدیا جو چاہا سو کیا اور جو منہ میں آیا سو کہا۔ اللہ تعالیٰ
اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اب واضح ہو کہ عبارت صاحب مدارک سے محشی کو یہہ تفریع بیان کرنی
خلاف تحقیق اور بےمعنی ہے۔ اسلئے کہ نرم ہونا پتھر کا خاص اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہوتا
کسی اور نبی کے لئے انبیاء علیہم السلام میں سے نہ ہوتا تو شاید یہہ معنی صحیح ہو جاتے۔ درصورتیکہ اور
انبیاء علیہم السلام کیلئے بھی پتھر کا نرم ہونا معجزہ ثابت ہوا ہے تو پھر یہہ معنی کیونکر صحیح ہو سکتے ہیں

حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں سنگ و آہن نرم کردہ میشود برائے انبیا

بعض انبیا جمیع ہے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک سب
شامل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام و یا خاص کسی ہی کے واسطے مخصوص نہیں تو ثبت ہیں معجزہ کے اثر
خاصۃ لابراہیم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی پر منحصر و موقوف ہو۔ پس قول محشی کا لان الخاصۃ
ما لا یوجد فی الشیٔ ولا یوجد فی غیرہ بالکل غلط ہے۔ محققین اہل سیر نے حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام
کے نقش قدم شریف کا نشان مقام سراندیپ میں موجود ہونا اپنی تصانیف میں لکھا ہے۔
حافظ حسن دیار بکری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ خمیس میں لکھتے ہیں ھبط آدم بسراندیب و موضع اثر قدم
آدم مغموسۃ فی الحجر یری علیٰ ھذا الجبل کل لیلۃ کھیئۃ البرق من غیر سحاب ولابد له فی کل یوم من مطر
یغسل قدم آدم۔ **خلاصہ ترجمہ** حضرت آدم علیہ السلام کا مہبط سراندیب ہے اور اوس میں حضرت
آدم کے قدم کا نشان پتھر میں گڑا ہوا دکھلائی دیتا ہے رات کے وقت مانند بجلی کے چمکتا ہوا ابر
وہاں ابر آکر آپ کے قدم کے نشان کو دھوتا ہے۔ علاوہ ازیں بخاری شریف میں بھی حدیث مروی
حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ موجود ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وقت غسل کرنے کے اپنے کپڑے
پتھر پر رکھے تھے وہ پتھر آپ کے کپڑے لیکر بھاگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اوس پتھر پر عصا مارا
آپ کے ضرب عصا کی تاثیر سے اوس پتھر میں نشان ہوا۔ صاحب مواہب اللدنیہ نے اس حدیث کو بلفظ
سلیئن الحجر مواہب میں بیان کیا ہے چنانچہ وہ روایت حوالہ اول میں ہم نقل کر چکے ہیں جس سے
صریح ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا نشان معجزۃً اس پتھر میں ہوا اور وہ پتھر آپ کے
تاثیر ضرب سے نرم ہو گیا۔ و نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نشان قدم کا بعض جزائر میں ثابت ہونا تحقیق
نشان سمِ شتر بزرگوار حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا بعض جگہ میں پایا جانا کتب محدثین
ارباب تواریخ سے مشہور ہے۔ ترجمہ صواعق محرقہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ میں افادہ فرماتے ہیں
نقل است در زمانیکہ بریدہ است سر مبارک حسین علیہ السلام این نوع بے ادبی کہ مذکور شد تیم بفعل آمد

اتفاقاً شخصے از جانب قیصر برسالت نزدیک یزید آمدہ بود از حال تعجب تمام کردہ گفت در بعضے

از جزائر جائے حمار عیسیٰ علیہ السلام در دیرے مدفون است و ما ہر سال از راہہائے دور بزیارت آن جا مے

آئیم و نذور و تحائف مے بریم و تعظیم آن مے کنیم بطرے لئے کہ شما تعظیم کعبہ مے کنید۔ اور عبارت عربی

کتاب صواعق کی یہ ہے وما فعل یزید برأس الحسین مام کان عند رسول قیصر فقال متعجباً ان عندنا

فی بعض الجزائر فی دیر حافر حمار عیسیٰ فنحن نحج الیہ کل عام من الاقطار وننذر النذور ونعظمہ کما

تعظمون کعبتکم فاشہد انکم علی باطل۔ فقط ص ۱۷۵ مطبوعہ مصر در سنہ ۱۲۹۲ھ۔ حضرت مولانا شاہ

سلامت اللہ علیہ الرحمۃ تحریر الشہادتین ترجمہ سر الشہادتین میں فرماتے ہیں۔ رما بکہ یزید پلید

بے ادبیہا با سر مبارک سید الشہداء میکرد رسول قیصر روم حاضر بود گفت در بعضے از جزائر نشان سُم خر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام باقی است ما آن را ہر سالہ بزیارت آن میرویم و نذر وار جواہر و لآلی و زر و سیم

ہمراہ مے بریم و مراتب تعظیم و تکریم آن بجائے آریم چنانکہ شما تعظیم خانہ کعبہ مے کنید و حرمت و احترام

آن بجائے آرید۔ حکیم ناصر خسرو بلخی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں و سنگ یک دلوار باندازہ سپرے

بر دوش بستہ اند بر آن دلوار نہادہ و آن نقش سپر اوست۔ انتہی۔ ص ۵۹ مطبوعہ دہلی۔

ان عبارات سے ثابت ہوگیا کہ نرم ہونا پتھر کا اور معجزہ نقش قدم خاصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

کا نہیں جیسا کہ مفاد عبارت مدارج النبوۃ کا ہے کہ سنگ و آہن نرم کردہ میشود برائے انبیا۔

پس بوجہ اس محقق ہوگیا کہ جو معنی محشی نے بزعم خود سمجھے ہیں وہ غلط ہیں۔ صحیح و مقبول معنی یہ ہیں

کہ یہ معجزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یعنی ہیئت مجموعی بھی اوّل تو نشان ہونا اسی پتھر پر دوسرے

دھنس جانا آپ کے پائے مبارک کا ٹخنوں تک۔ تیسرے حاصل اسی پتھر میں نشان ہونا اور کسی

پتھر میں نہ ہونا۔ چوتھے باقی رہنا اوس نشان کا اتنے عرصہ تک باوجود مس کرنے عام خلائق و

ازدحام مخالفین کے یہ مجموع من حیث المجموع خاصہ ابراہیمی ہے۔ اس ہیئت مجموعی کے ساتھ

معجزہ نقش قدم جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا یقیناً ثابت ہوگیا۔ اب بھی اگر کوئی منکر فضائل
محمدی و خصائص احمدی صلی اللہ علیہ وسلم اعجاز نقش قدم فیض شیم حضور سرورِ عالم صلعم کا انکاری رہے تو بجز
آیت قصص ہدایت من یضلل اللہ فما لہ من ہاد کے اور کیا کہا جاوے اللّٰھم احفظنا من شرور انفسنا
ومن سیئات اعمالنا۔ **تنبیہہ**۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ محدثین نے جو باثبات معجزہ نقش قدم
مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض روایات کو بکلمہ اذا بیان کیا ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی
ہے کہ جب آپ پتھروں پر تشریف لیجاتے تب آپ کے معجزہ قدم سے وہ پتھر نرم ہوجاتا اور اوس پر قدم
کا نشان ہوجاتا اسلئے کہ کلمہ اذا کلام عرب میں کثیر الوقوع کے لئے موضوع ہے جیسا لفظ کلما کہ
اس کا مفاد بھی کثیر الوقوع کے لئے ہے۔ چنانچہ اذا قام زید قام عمرو بعینہ کلما قام زید قام عمرو
کے ہم معنی ہے۔ قال فی الاتقان وقد تستعمل اذا للاستمرار فاذا قلت اذا قام زید قام عمرو افادت ان کلما
قام زید قام عمرو۔ پس موافق تقریر کے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ معجزہ کثیر الوقوع ہو۔ حالانکہ یہ
معجزہ کثیر الوقوع نہیں۔ وعلی ہذا لفظ کان کہ یہ بھی کثیر الوقوع کے لئے مستعمل ہوتا ہے پس
اس کا بھی یہی مفاد ہوا جو بعد اذا کا ہے کہ یہ معجزہ کثیر الوقوع ہو۔ قال فی الاتقان والثانی بمعنی الدوام
والاستمرار۔ **دوسرا اعتراض**۔ اگر یہ معجزہ صحیح و کثیر الوقوع ہوتا تو صحاح ستہ میں بھی اس کا ذکر ہوتا
حالانکہ کتب ستہ میں اس کا وجود ہی نہیں پس اس کی صحت و وجود کا اعتبار و وثوق کیونکر کیا
جاسکتا ہے؟ باقول بحول اللہ وقوتہ۔ یہ دونوں اعتراض بوجوہ مردود و مدفوع ہیں۔ اولاً یہ کہ اگرچہ
روایات بکلمہ اذا و لفظ کان کے بعض محدثین کو کلام ہے۔ لیکن اکثر محدثین نے بلا کلمہ اذا
وکان کے تصریح کی ہے۔ جیسا کہ عبارات کتب محولہ سابقہ سے بخوبی واضح ہے پس ترجیح بعض کی
اکثر پر کیونکر ہوسکتی ہے؟ دوم یہ کہ کلمہ اذا عند الوضع اگرچہ کثیر الوقوع کے لئے موضوع ہے مگر
کلام عرب میں استعمالاً کثیر الوقوع کے لئے عموماً نہیں لیتے۔ یہ مراد نہیں کہ جس جگہ اذا داخل ہو دخول

اوس کا کثیر الوقوع ہو۔ صدہا استعمال آیات قرآنی واحادیث نبوی وکلام عرب میں موجود ہیں جیسے اذا السماء انشقت
حساب مدان معلوم کر سکتا ہے کہ مدخول اُس کا کثیر الوقوع تو بجائے خود بلکہ اقل الوجود ہے جیسے اسعہ
آیات قرآنی وحدیث نبوی کی بابت بعض جو نقل کرتے ہیں۔ قال اللہ عزّ وجل وا ذا برق البصر وخسف القمر
دوم۔ کلا اذا بلغت التراقی سوم اذا السماء انفطرت چہارم اذا السماء انشقت ۔ پنجم واذا
طلقتم النساء۔ ان آیات بتمامہ میں مدخول اذا کا وہی روز موعود یوم القیامۃ کہ اوس کا وجود فقط
ایک ہی روز ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس حدیث شریف عن ابی بن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان
یوم القیامۃ کنت امام النبیین وخطیبہم وصاحب شفاعتہم غیر فخر رواہ الترمذی۔ اس حدیث میں بھی
مدخول اذا کا روز قیامت ہی کثیر الوقوع کیونکر مراد ہو سکتا ہے۔ اسی واسطے مفسرین کرام نے آیۂ
مقدس ہدایت اذا قمتم الی الصلوٰۃ میں وانتم محدثون او من مضاجعکم تاویل فرمائی ہے ورنہ
یہ لازم آتا کہ جب ارادہ نماز کا کرو اگرچہ باوضو ہو بموجب ظاہر مضمون آیت شریف کے کہ مدخول اذا کا
لفظ قمتم ہے تجدید وضو کی لازم ہے وہذا خلاف۔ جیسا بیضاوی نے فرمایا ہے والمعنی اذا
قمتم الی الصلوٰۃ محدثین۔ صاحب تفسیر حسینی لکھتے ہیں چون برخیزید برائے نماز وشما محدث باشید
بنا برآں حنفی کے یہاں بھی اہل سیر نے تاویل فرمائی ہے تا مدخول اذا کا صحیح ہو اور کسی قسم کا تناقض
روایات مختلفہ یعنی روایات مرویہ کلمہ اذا وبلا کلمہ اذا میں باقی نہ رہے۔ علامہ علی برہان الدین صاحب
سیرت حلبیہ فرماتے ہیں۔ کان اذا مشی ای خرقا للعادۃ۔ اور یہی حضرت موصوف لکھتے ہیں واذا
لکن ذلک شانہ فی کل حجر مشی علیہ الا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے میں پتھر پر نشان
ہوتا تھا۔ گاہ گاہ بطور خرق عادت کے نشان ہوتا۔ اور سیرۃ النبویہ میں احمد زینی دحلان رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہیں وانہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مشی علی الرمل احیانا لا یکون لقدمہ اثر۔ خلاصہ
ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے سے کبھی ریت پر بھی نشان نہ ہوتا تھا۔ سوم بر سبیل تسلیم

اگرچہ کلمہ اِذا کثیر الوقوع کے لئے موضوع ہے تاہم سائل مدعا نہیں اسلئے کہ یہ امر بالتحقیق ثابت
ہو چکا ہے کہ آپ کے قدم شریف کے نشان متعدد مقام پر ظاہر ہوئے ہیں جیسا کہ عبارت تفسیر
کشف الاسرار سے واضح ہو گیا - ظہر لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم اثر قدمہ فی شعاب مکۃ - یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نشان مکہ معظمہ کی گھاٹیوں میں پائے گئے ہیں - لفظ شعاب
جو جمع تکثیر ہے باطلاق ما فوق الثلثہ کے غیر معدود و غیر محصور پر دلالت رکھتا ہے ولما فاتہ - چہارم
یہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کلمہ اذا امارات قضیہ مہملہ سے ہے اور قضیہ مہملہ قوت جزئیہ میں ہوتا ہے جسکا
یہ مفاد ہوا کہ جو روایات بکلمہ اذا منقول ہوئی ہیں وہاں جملہ خرقا للعادۃ او علی طریق المعجزۃ مقدر
ہوگا - پس یہ معنی ہوں گے کہ ظہور اس معجزہ کا ہمیشہ اور بطریق استمرار نہیں تھا بلکہ بطریق اعجاز و
خرق عادت گاہ گاہ ظاہر ہوتا تھا - جیسا کہ مفاد عبارت کتاب سیرت حلبیہ کا ہے کہ کان اذا مشی
ای خرقا للعادۃ - ولم یعش ذلک سائہ فی کل حجر مشی علیہ - پانچویں کلمہ اذا کبھی زائدہ بھی
آتا ہے - صاحب اتقان فرماتے ہیں وقد تأتی اذا زائدۃ - یعنی اذا کبھی زائدہ بھی آتا ہے پس
اعتراض ہی غلط ہے - تنبیہ - واضح ہو کہ معترض نے صرف ایک ہی معنی کو کہ کلمہ اذا استمرار کے
لئے آتا ہے دیکھکر اعتراض کیا تھا - چونکہ اس بات سے نا علم تھا کہ کلمہ اذا متعدد معانی کے لئے مستعمل
ہوتا ہے جیسا کہ ملاحظہ عبارت تفسیر اتقان سے واضح ہے اس لئے اعتراض اس کا باطل ہے - وعلی ہذا
لفظ کان کہ یہ بھی مثل اذا کے معانی متعددہ کیلئے آتا ہے - چنانچہ اسی تفسیر اتقان میں اسکی
صداقت موجود ہے - چونکہ عبارت اس کی زبان میں ہے صرف اسقدر اشارہ کافی ہے - قال ابو بکر
الرازی کان فی القرآن علی خمسۃ اوجہ بمعنی الازل والابد وبمعنی المضی المنقطع وبمعنی الحال وبمعنی
الاستقبال وبمعنی صار - اور اس کے آگے لکھتے ہیں وکان بمعنی ینبغی وبمعنی حضر ووجد وللتاکید وبمعنی
الزائدۃ انتہی ملخصاً - بنا بریں لفظ کان و لفظ اذا کے اعتبار سے یہ اعتراض بالکل لغو و باطل ہے

اور جس صورت میں کہ صاحب انصاف کا ۔ اگر ادعا مردود ہے تو غرض ہی نہیں ہے ۔ بیشک ۔ پس اتفاق
تصریح محدثین ماجد و اہل سیر کے ظہور معجزہ عدم سرعت کا حرف علی وہ صحیح ہوا اور غیرہ باب مختلفہ یعنی
عبارات وارده بکلمہ آرا و کان و بکلمہ آ دو کان بوجہ طائفت ذی صحیح ہوتی ہیں ۔ جواب سنیے دوم کا یہ ہے
اولاً معترض کو یہ حصر کہاں سے ثابت ہوا کہ جو معجزات کتب ستہ سے ثابت ہوئی ہیں وہی صحیح ہیں تو
اور معجزات جو دیگر کتب محدثین معتبرین و اہل سیر و تواریخ سے باثبوت کو پہونچے وہ سب مردود ہیں اگر
حصر کیلئے کوئی دلیل مستند و حجت قویہ کتب ائمہ اعلام سے پیش کرنی ضرور ہے تاکہ عرض قابل سماعت ہو
کیونکہ صریح محدثین ظاہر ہے کہ بخاری و مسلم نے بھی تمامی احادیث صحیحہ کا احاطہ و استیعاب نہیں کیا ہے
حالانکہ وہ صحاح ستہ میں اصح الکتب اعلیٰ درجہ کی مسلم کی گئی ہیں ۔ حضرت شیخ جلال الدین سیوطی
رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کتاب جمع الجوامع میں بکثرت زیادہ کتابوں کی احادیث درج کی ہیں اور کہا ہے کہ
اس میں کوئی بھی ایسی حدیث نہیں ہے کہ اوس کو موضوع کہا جاوے اور بصورت حصر بعض معترض کا
صحاح ستہ میں ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا ۔ حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ فارسی مشکوٰۃ میں
لکھتے ہیں " احادیث صحیحہ منحصر نیست در بخاری و مسلم ۔ ایشان استیعاب نکردہ اند تمامہ صحاح را بلکہ
بعض صحاح کہ نزد ایشان بود بر شرط ایشان بسر یافتہ و آوردہ اند چہ جائے تعلق صحاح بخاری گفت
کہ نیاوردہ ام من درین کتاب مگر آنچہ صحیح است و ترک کردم بسیارے از صحاح را ۔ و مسلم گفت کہ ہر چہ درین کتاب
آوردہ ام از احادیث صحیحہ است و نمی گویم کہ ہر چہ نیاوردہ ام در وے ضعیف است ۔ و سیوطی در جمع الجوامع
احادیث از کتب کثیرہ آوردہ از جائے کہ بسیار است گفتہ کہ در وے حدیثے نیاوردہ ام کہ موسوم بہ
وضع باشد و بالعکس محدثین متروک مردود بود ۔ انتہی ملخصاً ۔ فقط ۔ از شرح سفر السعادہ میں حضرت
شیخ اجل محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۔ در صحیح بخاری و مسلم ایشان استیعاب نکردہ اند جمیع صحاح را
و خود تصریح کردہ ہر یکے از ایشان بعدم احاطہ و استیعاب ۔ و شیخ ابن صلاح ... مستدرک حاکم را

شود کہ احادیث بسیار از صحاح از بخاری و مسلم ماندہ است کہ در کتابہا نیاوردہ اند۔ چون یافت

کہ صحیح منحصر نیست در صحیحین و از غیر ایشان بر صحیح احادیث کرد ماخذ و مواضع آن را بیان کردہ اند کہ تصحیح

از امام معتمد توان اخذ کرد مثل ابوداؤد و ترمذی و دارقطنی و بیہقی و خطابی و غیر ایشان از اصحاب

کتب مشہورہ یا غیر ایشان از ائمہ این علم و مصنفات دیگر از مشائخ و ائمہ حدیث مثل صحیح ابن خزیمہ

و صحیح ابن حبان و صحیح حاکم کہ آن را مستدرک نام کردہ یعنی آنچہ از صحیحین از احادیث فوت شدہ آن را

استدراک و تلافی کردہ و درین کتاب ایراد نمودہ است و مختار حافظ ضیائی مقدسی و صحیح ابن عوانہ

و ابن سکن و منتقی لابن الجارود و این کتب ہمہ مخصوص بصحاح اند۔ انتہی ملتقطاً و ملخصاً۔ دوم یہ کہ

ہم پہلے ہی بحوالہ کتب علمائے اعلام مثل صاحب مواہب اللدنیہ و قاضی عیاض صاحب شفا وغیرہ رحمۃ اللہ

علیہم اجمعین سے ثابت کر چکے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام و رسل عظام جن جن کرامات و معجزات کے

ساتھ مخصوص تھے۔ ان سب کے مجموعہ بلکہ معجزات زائدہ ہمارے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مخصوص و ممتاز ہیں اور یہ خوب واضح ہے کہ وہ جملہ معجزات جو انبیاء علیہم السلام کو من جانب اللہ

دیئے گئے ہیں اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مثل انہیں معجزات کے اختصاص رکھتے ہیں وہ

کل معجزات کتب صحاح ستہ سے ثابت نہیں ہیں بلکہ بعض کتب ستہ سے اور اکثر کتب غیر صحاح ستہ سے

پایۂ ثبوت کو پہنچے ہیں اور اکابر دین و فضلائے کبار نے بوجہ اعتبار مصنفین کے ان کو بتلقی بالقبول

فرما کر اپنی تصانیف عالیہ میں بیان کئے ہیں۔ چنانچہ ناظرین کتب سیر پر یہ امر مخفی نہیں ہے۔

اگر حضور کے معجزات کی ثبوت کیلئے فقط کتب صحاح کی اعتبار کیا جائے تو سوائے ان معجزات کے جو کتب

صحاح میں موجود ہیں وہی صحیح ہوں باقی سب غلط ہو جائیں۔ یہ امر بالکل غلط و خلاف تحقیق معتبر

ہے۔ منجملہ ان بعض صاحبان صدق و یقین کے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے

کہ کتاب خصائص کبریٰ میں تخمیناً ہزار معجزے بیان فرمائے ہیں اور بعض علماء نے اس سے زائد تقریباً

میں ہزار معجزات کی تصحیح فرمائی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو صاحب مکتب نے فصل ثانی فیما خصہ اللہ تعا
لہ من المعجزات میں لکھا ہے وقد ذکر بعض العلماء انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوتی ثلاث آلاف معجزۃ
وخصیصہ۔ انتہی۔ ونیز صاحب روضۃ الاحباب نے بھی ارشاد کیا ہے بعضے از علما آوردہ اند کہ ہزار معجزہ
وبعضے گفتہ اند کہ سہ ہزار معجزہ از آنحضرت بظہور آمدہ۔ اور حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب علیہ الرحمۃ
نے رسالہ تواریخ حبیب اللہ میں بیان کیا ہے۔ عبارت یہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
اللہ جل جلالہ نے بیشمار معجزات عنایت فرمائے اور جو جو معجزے کہ ہر پیغمبر کو ملے تھے آپ کو سب ملے اور علما
محدثین اور اہل سیر نے معجزات آپ کے بقدر اپنے علم کے لکھے ہیں۔ بعضوں نے صرف معجزات کے بیان
میں کتاب لکھی ہے۔ جیسے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ تصنیف کی
اگرچہ راقم الحروف نے یہ کتاب نہیں دیکھی لیکن میں نے اہل علم سے سنا ہے کہ ایک ہزار معجزے اوس میں
مندرج ہیں اور بعض سے سنا ہے کہ علمائے محدثین نے لکھا ہے کہ تین ہزار معجزے آپ سے صادر ہوئے انتہی
الحمد للہ علی احسانہ معترض کے دونوں اعتراض رفع ہو گئے۔ اور تقریر مذکور سے یہ بھی کما ہو حقہ ثابت
ہو گیا کہ آپ کا معجزۂ نقش قدم اور نرم ہونا پتھروں کا آپ کی معجزہ یقیناً پایۂ ثبوت کو پہونچا اور یہ
امر بھی محقق ہو گیا کہ معجزۂ نقش قدم خاصۂ ابراہیمی نہیں۔ علاوہ معجزۂ نقش قدم جناب رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ یہ تو محدثین کے نزدیک کثرت روایات کی وجہ سے حد شہرت کو پہونچا ہے حضور
پر نور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان انگشتان مبارک مرفق شریف یعنی کہنی اور نشان
سر اقدس ونقش کفش پائے حتی کہ نشان سُم مرکب تک بھی پتھر پر موجود ہیں۔ اور ان آثار متبرکہ سے اہل
ایمان کا فیضیاب ہونا اور مشہور ہونا ان معجزات کا اہالی مدینہ طیبہ میں اہل سیر کی کتب سے بوجہ احسن
ثابت ہے۔ بغرض دفع شکوک واوہام منکرین واطمینان قلب صاحبان صدق ویقین وتسلی خاطر معتقدان
فضل حضرت افضل الرسل صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے چند روایات فیض آیات صدق سمات حیز تحریر میں

آئی ہیں جس کے دیکھنے سے نور ایمان زیادہ ہوتا ہے - قال صاحب السیرۃ الحلبیۃ فی باب سلام الحجر والشجر

ذکرانہ صلی اللہ علیہ وسلم اتکاء علیہ بمرفقہ وھو الذی یقال لہ زقاق المرفق وعن الحجر الذی بہ اثر الاصابع

خلاصہ ترجمہ - کہا صاحب سیرت حلبیہ نے بیچ باب سلام کرنے حجر و شجر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پتھر پر کہنی لگا کر تکیہ کیا تھا اوس جگہ کا نام زقاق المرفق ہے - اور ایک

دوسرا پتھر ہے کہ اوس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونگلیوں کا نشان ہے - اور صاحب سیرۃ النبویہ

لکھتے ہیں والناس یتبرکون بلمسہ - یعنی لوگ متبرک جان کر اوس کو مس کرتے ہیں - اور جذب القلوب

الی دیار المحبوب میں حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہہ معجزہ با دیگر معجزات کے اس تفصیل سے لکھا ہے

مسجد بنی ظفر وا ورا الآن مسجد بغلہ نامند ثبوت رسیدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در محلہ بنی ظفر با جمعی

از صحابہ مثل ابن مسعود و معاذ ابن جبل و غیر ایشان رسیدہ نماز گذارد و بر سنگے کہ در آنجا ست نشستند و

بعضے از علمائے تاریخ نوشتہ اند کہ ہر زنے کہ حمل نگرفتہ باشد چون بر آن سنگ بنشیند حامل گردد -

و این خاصیت پیش اہل مدینہ مطہرہ قدیماً و حدیثاً بحد شہرت رسیدہ است - مطری میگوید کہ در حرہ

کہ در جانب قبلہ این مسجد است سنگہا ست کہ بروے آثار است میگویند کہ آن اثر ہا فر بغلہ آنحضرت است

و بر سنگ دیگر مانند اثر مرفق واقع است - گویند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروے تکیہ فرمودہ بود

و مرفق مبارک را بروے نہادہ و بر سنگے دیگر آثار اصابع است و مردم ہمہ انہا تبرک می جویند -

انتہی ملتقطاً - علامہ مجد الدین صاحب قاموس کتاب مغانم المطابہ فی فضائل طابہ میں کہ عبارت مذکورہ

جذب القلوب گویا اوسی عبارت عربی کا ترجمہ ہے لکھتے ہیں وھی ہذہ المسجد اثر کانہ اثر مرفق

متکاً بہ علیہ الصلوۃ والسلام الکاء و وضع مرفقہ الشریفۃ علیہ وعلی حجر آخر اثر اصابع - خلاصہ

ترجمہ - جانب غربی اس مسجد کے نشان ہے کہنی مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ نے اوس پر

تکیہ لگایا تھا اور دوسرا پتھر ہے کہ اوس پر نشان انگشتان مبارک کا ہے - علامہ نور الدین سمہودی

رحمۃ اللہ علیہ وفاء الوفا فی اخبار دار المصطفیٰ میں فرماتے ہیں۔ والثانی مسجد البغلہ فیہ

اسطوان واحد ای عمود وھو حجر بہ اثر یقولون انہ اثر بغلۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلاصہ

ترجمہ مسجد کہ جو بنام بغلہ مشہور ہے اوس کے ایک ستون میں نشان ہے سُم خچر آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کا۔ یہہ دونوں روایت مولانا رضی الدین ابو الخیر عبد المجید قادری نے رسالہ

مرتجی بالقبول خدمت قدم الرسول میں لکھی ہیں۔ مدارج النبوۃ میں حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں۔ چون درآمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ما را مائل گردانید سر مبارک خود را بسوی

سنگ تا پنہان کند شخص خود را پس نرم کرد خدا تعالیٰ آن سنگ را۔ انتہی۔ صاحب قرۃ [illegible]

لکھتے ہیں تطلب یلین لذکرہ القلوب کما کانت تلین لنعلہ الجلامد۔ خلاصہ ترجمہ یعنی نرم

ہو گئے قلوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے جیسے نرم ہو جاتے تھے پتھر آنحضرت کے کفش

پائے مبارک سے۔ واضح ہو کہ یہ معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

معجزہ سے بہتر اور بلیغ تر ہے اسلئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کفش پائے سے بھی

پتھر نرم ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پابرہنہ تھے۔ الحق ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

ابن جوزی محدث رحمۃ اللہ علیہ وفا میں لکھتے ہیں قال ابو نعیم الحافظ لما دخل رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم الغار مال برأسہ الی الجبل لیخفی شخصہ عنہم فلان اللہ تعالیٰ الجبل حتی دخل راسہ واستریح الی حجر

من الجبل الاصم فلان لہ حتی اثر فیہ بذراعیہ وساعدیہ وذلک مشہور یقصدہ الحاج ویزورنہ وعاد

صخرۃ بیت المقدس کھیئۃ العجین فربط بہا دابتہ والناس یلتمسون بیدہ ذلک الموضع الی الیوم

خلاصہ ترجمہ کہا حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے جب داخل ہوئے جناب رسول مقبول صلی اللہ

علیہ وسلم غار میں۔ جھکایا آپ نے اپنا سر طرف پہاڑ کے تاکہ کفار سے اپنے تئیں پوشیدہ کریں پس

نرم کیا اللہ تعالیٰ نے اوس پہاڑ کو اور آپ اوس غار میں داخل ہوئے اور آرام لیا اور نشان

ہوگیا اس پتھر میں آپ کے بازو اور پہونچے کا۔ اور یہ معجزہ ایسا مشہور ہے کہ حجاج اس کی زیارت
کرنے کو جاتے ہیں اور یہ بھی آپ سے معجزہ ہوا کہ سنگ بیت المقدس مثل خمیر کے نرم ہوگیا
آپ نے اپنی سواری کو اوس سے باندھا تھا۔ آجتک مخلوقِ خدا اس جگہ کی زیارت کرتی ہے
اور برکت حاصل کرتی ہے۔ علاوہ ان معجزات کے جو مذکور ہوئے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ
علیہ سے کسی نے معجزۂ خندق کا حال پوچھا اور جناب ممدوح نے جواب دیا اس واقعہ کو صاحب
فتح المتعال اس طرح نقل فرماتے ہیں۔ هل ما ذكره الثعلبي و الطرطوسي في تفسيرهما ان النبي صلى الله عليه
وسلم لما حفر الخندق وظهرت الصخرة وعجزت الصحابة عن كسرها نزل صلى الله عليه وسلم الى الخندق
وضربها ثلث ضربات وانهالت و تفتتت صحيح ذلك ام ضعيف - پس جواب دیا حضرت شیخ نے
اما حديث الصخرة التي ظهرت في الخندق وعجزت الصحابة عن كسرها وضربها ثلث ضربات فكسرها
فانه صحيح و ورد من طرق بالفاظ متعددة واخرجه البيهقي وابو نعيم في دلائل النبوة من حديث
عمرو بن عوف المزني و من حديث سلمان الفارسي و من حديث براء بن عازب واصله في الصحيح من
حديث جابر قال انا يوم الخندق - خلاصہ ترجمہ۔ ثعلبی اور طرطوسی نے جو اپنی تفسیروں میں
بیان کیا ہے کہ غزوہ خندق میں وقت کھودنے خندق کے ایک پتھر نکلا اور صحابہ اوس کے توڑنے
سے عاجز تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اوس پر تین ضرب ماریں وہ پتھر نرم ہوکر
ریزہ ریزہ ہوگیا۔ یہ معجزہ صحیح ہے یا ضعیف؟ (شیخ کا جواب) حدیث اس پتھر کی جو خندق میں ظاہر
ہوا تھا اور صحابہ اوس کے توڑنے سے عاجز تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین ضربے
ٹوٹ گیا اور نرم ہوگیا۔ یہ حدیث صحیح ہے اور متعدد طرق سے وارد ہوئی ہے۔ اس حدیث
کو بیان کیا ہے بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں عمرو بن عوف مزنی سے اور حدیث سلمان
فارسی سے اور حدیث براء بن عازب سے اور اصل اس حدیث کی جابر سے ہے کہ کہا جابر نے

بھی حاضر تھا غزوۂ خندق میں۔ اور ریاض الناصحین میں حضرت محمد بن شیخ محمد الجامی فرماتے ہیں
جہودے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آمد و سنگ در دست داشت و گفت یا محمد این سنگ
است از سنگ ہائے داؤد۔ رسول علیہ السلام آنرا بدست گرفت در دست وے ہمچو موم نرم شد۔ یہودی
این معجزہ دید و در حال مسلمان شد و ایمان آورد۔ ارباب ایقان پر یہ امر مخفی نہیں کہ حضور سید
عالم صلے اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے نرم ہونا پتھروں کا حتیٰ کہ نشان جرگ بعض
انبیاء جیسا کہ نشان سم خچر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و سواری حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا موجود ہونا حوالجات سابق سے بوجہ احسن ثابت ہو چکا ہے حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے اکابر امت بھی ببرکت اتباع اقدام ایسی قسم کی کرامات و خوارق سے ممتاز ہوئے ہیں
چنانچہ نشان سم خچر بزرگوار حسب حوالہ سفرنامہ ناصر خسرو بلخی کے پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے۔ اور حضرت
بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ برحق حضرت سلطان العرفاء سلطان نصیر الدین روشن چراغ
دہلی علیہ الرحمۃ کے ملفوظ جوامع الکلم میں حال فیض اشتمال حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہے۔
ذکرے در باب ابتداء سلف صالح بود فرمودند خواجہ احمد میفروش بود جامی ازاں میگویند اندر ابتدا
خنبک شراب بر لاشہ بار کردہ در شہر آوردے و فروختے۔ روزے خنبک شراب بار کردہ بر لاشہ می آورد
کنارہ آب رسید لاشہ قدرے درنگ کرد یک چابک محکم زد۔ چابک دیگر محکم تر ازاں زد لاشہ
سر بالا کرد و گفت چہ کنم احمد صلی اللہ علیہ وسلم میگوید مرو۔ و احمد میگوید برو من گفت کہ بشنوم شیخ
ہماں جا خنبک شراب پارہ کردہ راہ کوہ گرفت۔ دوازدہ سال ہمدراں بادیہ بالائے کوہ بود۔ آں جائے
کہ از شیخ منقول است ہمہ آں کوہ با نگستان بر سر سنگ نبشتہ است و عکس نقش بر سنگ بر آمدہ۔
انتہت عبارتہ۔ جبکہ متبعین اقدام حضور سرور انام علیہ التحیۃ والسلام کے لئے خرقاً للعادۃ نرم ہونا
پتھروں کا ثابت ہوا ہے تو حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا استعجاب ہے۔ بلاشک

وار بنابر موافق تحقیق محدثین کرام و اہل سیر عظام کے صدور و وجود اس معجزہ کا یقیناً ثابت ہے۔ اب
بھی اگر منکر اس کی تکذیب کرے اور خاصۃً ابراہیمی ہے کہے تو سوائے آیت ثم قست قلوبکم من بعد ذلک
فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ کے اور کیا کہا جا سکتا ہے حفظنا اللہ و ایاکم من قساوۃ القلوب و
اساءۃ الاعتقاد۔ احقر الطلبہ۔ خادم انام نے چند روایات مااثبات متعلق صدور معجزہ نقش قدم
جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم موافق کتب معتبرہ محدثین محققین و اہل سیر سے نقل کردیں بخوف
اطناب انہیں روایات پر اکتفا کر کے اخبار صادر النقش قدم حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اثبات
وصحت اسناد میں جو سروں شہر شاہجہان آباد دہلی۔ کوٹلہ فیروز شاہ بادشاہ سابق دہلی میں زیارتگاہ
انام و مرجع خاص و عام ہے چند اقوال صلحائے کرام و مورخین ذوی الاحترام کی نقل کرتا ہے۔ طالبان صدق
شعار مخلصان درست کردار پر واضح ہو کہ یہ نقش قدم فیض شیم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کا بتصریح علماء دین و محدثین با تمکین و مورخین صدق آئین و صلحائے امت حضرت رسول امین
علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین بلا ارتیاب صحیح و مستند ہے اور صحت اس نشان قدم مبارک کی
اہل یقین کے نزدیک اس درجہ پایہ ثبوت کو پہونچی ہے کہ اصلا اباء و انکار کو گنجایش دخل نہیں ہے و بلا
اشتباہ بروایات اکابر و اہل تواریخ معتبر اس سنگ حامل نقش قدم شریف کو حضرت مخدوم جہانیان
جہان گشت رحمۃ اللہ علیہ زمانہ سلطان فیروز شاہ میں مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و عظماً سے دہلی میں
لائے اور سلطان مذکور نے کمال عظمت و اجلال سے اس قدم فیض شیم کے لئے کوٹلہ یعنی چھوٹا سا
قلعہ سنگین با حصار متین و دروازہ ہائے رفیع و مسجد و حظیرہ متبرکہ کے بتعظیم تمام و تکریم و احترام جینہ
قبر شاہزادہ فتح خان مبرور پسر بعض کے نزدیک فرزند ارشد و بعض کے نزدیک نبیرہ شاہزادہ موصوف
بنایا جیسا کہ ناظرین رسالہ ہذا کو ملاحظہ روایات آیندہ سے معلوم ہو جاویگا نصب کرایا اور اسی زمانہ سے
آجتک علمائے نامدار و مشائخ کبار و سلاطین ذوی الاقتدار و امرائے والا تبار اس کی تعظیم و تکریم کو

سید جلال الدین بخاری عنب او مخدوم جہانیان است جامع است میان علم و ولایت و سیادت
و او مرید شیخ الاسلام شیخ رکن الدین ابو الفتح قریشی است قدس سرہ و خلیفۂ شیخ نصیر الدین محمود با امام
عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ در مکہ معظمہ صحبت داشتہ و خزانۂ جلالی کہ از ملفوظات اوست از وے
مسائل سلوک بسیار کردہ و از بسیارے از اولیا نعمت و برکت یافتہ و در عہد سلطان فیروز کرات
از محروسہ اوچہ بحضرت دہلی آمد و سلطان مراسم اعتقاد و اخلاص آنچہ مے باید بجا مے آورد انتہی [illegible]
سفینۃ الاولیا میں لکھا ہے۔ حضرت مخدوم جہانیان رحمۃ اللہ علیہ نام ایشان سید جلال بخاری
ست از بزرگان صحیح النسب است۔ جامع علوم ظاہر و باطن بودہ اند خوارق و کرامات زیادہ از حد از ایشان
بظہور رسیدہ و در مکہ معظمہ رسیدند با امام عبداللہ یافعی ملاقات کردند و میان این دو عزیز اتحاد
و محبت بمرتبہ رسیدہ کہ بالاتر از آن نباشد و از مکہ معظمہ کہ باز ہندوستان آمدند در دہلی بحضرت شیخ
نصیر الدین چراغ دہلی ملاقات نمودہ خرقہ مشترکہ خلافت زار لبنان پوشیدند فقط انتہی ملخصاً۔ اور
اخبار المتاخرین میں یہ حکایت حضرت مخدوم صاحب موصوف کی لکھی ہے۔ واضح ہو کہ یہ کتاب
سنہ ۱۱۲۰ھ گیارہ سو بیس کی لکھی ہوئی ہے حکیم غلام رضا خان صاحب برادر زادہ حکیم محمود خان صاحب
مرحوم کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ راقم نے حکیم صاحب موصوف سے کتاب مذکور مستعار لیکر یہ
حکایت نقل کی ہے۔ نقل است چون مخدوم بطواف مدینہ منورہ[۵] مشرف شدند بعضے رؤس اکابر آنجا
و سادات انسان تحسین کردند۔ مخدوم دست جانب روضہ مطہرہ سید عالم قرار کرد و گفت السلام علیک
یا جدی۔ از قبر مزار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ندای شنیدند و علیک السلام یا ولدی۔ بشنیدن
این آواز حاضران متعجب ماندند شیخ عبداللہ یافعی گفت واللہ ہذا صوت النبی علیہ السلام و ہر یکے
تصدیق کردند و بتواضع تمام نیز عذر خواہی کردند۔ مرتبہ دیگر مردم بسیار بروئے ایشان ایستادہ

۵ ملکہ یہ حکایت مولوی سید نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی نے اپنے رسالہ [illegible] الاکمال السامی میں بھی صفحہ ۱۳۱ میں لکھی ہے۔ ۱۲

بود ندا اسے شنید ندکہ یا ر داری لا تلفو ما اشن بیدی ولدی - یعنی اسے زیارت کنندگان کر
شوید پیش دست فرزند من - پس حاضران دور شدند - مرتبہ دیگر ندا سے شنیدند یا جلدی لا ت
بین یدی زواری اسے فرزند من استادہ شو پیش دست زیارت کنندگان من - انتہی
حضرت احمد بربی رحمۃ اللہ علیہ جو مرید حضرت مخدوم صاحب موصوف ہیں کے اسی حکایت کو زیادہ تفصیل
کے ساتھ بیان فرماتے ہیں - چونکہ وہ حکایت گویا ایک رسالہ جسکا نام سیر نامہ ہے انشاء اللہ
بعد حال سلطان تغلق فیروز شاہ و تولیت نامہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
کے نقل کیا جائیگا -

حال سلطان تغلق فیروز شاہ بادشاہ دہلی

خزینۃ الاصفیا میں مفتی غلام سرور نے لکھا ہے - فیروز شاہ بادشاہ تغلق بن سالار رجب
ابن بادشاہ بسیار نیکنام و نیکوکار و رعایا پرور رحیم و کریم بود - رعایاے ہند وجود ذی جود او
از مغتنمات وقت می شمردند و سے تا دم حیات در تعمیر انہار و حوض و مساجد مصروف ماند و تشنف ؟
حرا بیہا سے زمانہ سلطنت بخوبی کرد - انتہی ملخصاً - حضرت سیدنا سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ
سبع سنابل میں افادہ فرماتے ہیں - نقل است کہ بعد از نقل آن بادشاہ کل خوانین و سلاطین
سپاہ بر سلطان فیروز راضی گشتند کہ اکنون بادشاہ ما سلطان فیروز باشد و سلطان فیروز
بادشاہی راضی نمیشد و میگفت کہ بار جملہ خلایق بر سر خود نہادن و در قیامت از ہر فرد سے
جواب دادن و چندین حساب را متعہد شدن کار فردمندان نیست - بادشاہان خردمند
بادشاہی خود را ترک کردہ بفقر و مسکنت در آمدہ اند منکہ بفقر و مسکنت خود را گذاشتہ بادشاہی
اختیار کنم جز حماقت نباشد - ذیہیچ نوع سلطان فیروز بادشاہی قبول نمیکرد و بر تخت نمی

تا آنکہ مخدوم شیخ نصیر الدین محمود خود رفتند و فرمودند اے فیروز بر تخت نشین و بادشاہی قبول
کن۔ فیروز را ضرورت شد و از فرمودۂ ایشان ہیچ گریز ندید۔ گفت کہ حضرت مخدوم چند التماس دارم
مخدوم فرمود آنچہ کہ گفتنی است بگو۔ گفت یک التماس من آن است کہ بادشاہی باین شرط قبول
کنم کہ ہیچ فردے از افراد کل عالم از دست فیروز جورے و ستمے نرود کہ بسبب آن در قیامت ماخوذ
گردد۔ مخدوم فرمود آرے فرمان میشود کہ از دست فیروز بر ہیچ احدے و بر ہیچ فردے جورے و
ستمے اندک و بیش نخواہد رفت۔ فیروز گفت۔ التماس دوم آنست تا آنکہ بادشاہی فیروز باشد
در مملکت فیروز امساک باران نشود و قحط نیفتد تا خلق عالم را تنگی معاش نباشد۔ مخدوم فرمود
آرے فرمان میشود تا آنکہ بادشاہی فیروز است در ولایت فیروز امساک باران و قحط نخواہد شد۔
باز فیروز التماس کرد تا کہ بادشاہی فیروز باشد اگر بہ ولایت فیروز آفت آسمانی نامزد شدہ باشد آن
قحط و وبا بر سر فیروز نازل شود و نہ بر ولایت فیروز۔ مخدوم فرمود فرمان میشود تا آنکہ بادشاہی
فیروز است قہر نازل نخواہد شد بر سر فیروز و نہ بر ولایت فیروز۔ آنگاہ مخدوم بازوے فیروز بگرفت
و بر تخت بنشاند۔ فقط۔ ناظرین با تمکین کو جبکہ معلوم ہو گیا کہ حضرت مخدوم صاحب علیہ الرحمۃ بزرگ
صاحب البصیرت جامع علوم صوری و معنوی و مسلم الثبوت تھے اور حضرت موصوف کا مرید و خادم
صادق سلطان فیروز سا بادشاہ اولوالعزم عادل داد گستر دین پرور نیک سیرت تھا پس
ایسے لوگوں کا قدم مبارک کی غایت درجہ کی تعظیم کرنا اور ارباب علم و اہل ظن و صاحبان تواریخ
معتبرہ کو وثوق کے ساتھ اس کی تصحیح کرنا اہل یقین کے لئے واسطے ثبوت اصلیت اس نقش قدم
مبارک کے دلیل بین و برہان روشن ہے۔ اب خاکسار راقم الحروف کیفیت لانے اس مقدس نقش
قدم شریف کی کہ حضرت مخدوم صاحب موصوف زمانہ سلطان فیروز میں مدینہ طیبہ سے دہلی میں لائے
اور فیروز شاہ مذکور نے یہ کوٹلہ و مسجد و حظیرہ وغیرہ اس کے لئے تعمیر کرایا اور بعد انتقال شاہزادہ

فتح خان کے اس حظیرہ مین سہ قدم فیض ستیم اوس مرحوم کے سینہ پر نصب ... روضہ وفات فتح خان

و دیگر حوالجات لبعدہ تولیت تا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ... شیخ ...

بادشاہ وقت اس مقام فیض الہام کے امین و متولی ہوئے ...

رسالہ سیرنامہ حضرت احمد بری علیہ الرحمۃ مرید با اختصاص حضرت مخدوم صاحب موسوم ...

سیرنامہ حضرت مخدوم کے زمانہ حیات مین آپ ہی کی ارشاد سے لکھا گیا تھا اور کتاب طبقات مسالک

سے نقل کرکے ناظرین کی خدمت مین پیش کرتا ہے - ... مین لکھا ہے - نقل سجل

سلطان فیروز معتقد و مرید ایشان بود و بموجب التماس او تحفہ بسیار مقدار یک کرور بنده انگہ

تنگہ رواج ہند از جنس و متاع و نقد بخلیفہ مصر رسانیده قدم سید عالم مصطفی آدم صلواة الله علیہ

علی آلہ و صحابہ بحوالی دہلی آوردند سلطان فیروز با اعیان و اشراف ده کروه پیشوا رفتہ در سر خود

نہاده بدار الصفا المشتہر بفیروز آباد آورد و تبلیغ و نقد و جنس بسیار بمردم داد - و بعد از وفات فتح خان

نبیرہ خود بر سینہ او داشت و مدرسہ و مسجد و حصار وسیع و چاه بزرگ عمارت فرمود و چہ از آب

زمزم در سرکار بادشاہی جمع شده بود در اچاه ریختہ و فرشے از سنگ ...

شود راست کرد و طعام بسیار ... لنگر یومیہ مقرر شود و اراضی بسیار و باغات از بیع خاص کہ نام آن ...

است مشتمل بقطعات مختلفہ بعضے ... احاطہ تفصیل آن در فرمان فیروز بست وقف

کرد و در ماه صفر ختم الله بالخیر والظفر در سنہ ۷۶۶ ست و ستین و سبع مائة وقف نامہ مہر و دستخط علمائے کرام

و مشائخ انام و قضات اسلام و اعیان ممالک نظام دار السلطنت حضرت دہلی درست کرده بخادمان کہ

از مصر ہمراه آمده بودند حاجی شمس الدین و حاجی محمد سپرد کہ حاصلات آن را بہ مستحقان و مسکینان

صرف نماید - کمترین ... ابن ... ماه ربیع الثانی سنہ خمس والف آن وقف نامہ را از اولاد

حاجیان مذکورین طلبیده و بتقید مطالعہ و زیارت دستخط مخدوم جہانیان و بزرگان دیگر کرده ...

آن سلطان فیروز نیز خطے بدستخط خود نوشتہ بود - فقط -

واقعہ وفات فتح خان مرحوم ابن بانبیرہ سلطان فیروز مغفور

کتاب طبقات حسامیہ مین کہ یہ کتاب حضرت شیخ العرفا شیخ عبید اللہ علیہ الرحمۃ عرف حضرت خواجہ
خورد خلف ارشد حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ نے مولانا محمد حسام الدین
رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ برحق حضرت خواجہ صاحب موصوف کے نام سے تصنیف فرمائی ہے - اسی کتاب مین
حضرت خواجہ خورد علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہین - وقتیکہ سلطان فیروز بملازمت مخدوم العالمین نفتن
خواستہ بود فتح خان کہ درمیان او و سلطان عہد قدم مبارک حضرت سرورکائنات صلی اللہ علیہ
وسلم بود تا ہرکس کہ پیش از بلدیگر بعالم بقا شتابد آن نشان والاشان بسینۂ او گذارند فتح خان
مذکور بمجرد استماع واقعہ حضرت مخدوم جہانیاں وصحت یافتن ایشان بدعا حضرت قطب المکرمین
براست ماد پا سوار شد کہ تنہا بود یا لی بپنہ شتافت و بوقت شام در آنجا رسید و اسپ را بر
در خانقاہ عرش اشتباہ حضرت مخدوم العالمین گذاشتہ اندرون رفت حضرت مخدوم درون حجرہ
مشغول بود - و مخدوم شیخ زینا کہ از خلفاے خاص حضرت قطب المکرمین بود حلقہ حجرہ در دست
گرفتہ ایستادہ بسان قبل مست می جنبید - فتح خان با پرسیدہ دلیرانہ درون حجرہ رفتن خواست
حضرت مخدوم شیخ زینا گفت اے بچہ کجا میروی نخواہی کہ بسلامت باز آئی - گفت مستلا میروم
و بسلامت باز آیم - آنجناب فرمود کہ اگر سلامت بیائی پیرہن من پارہ گئی و الا من جامہ ترا پارہ کنم
فتح خان چون خواہان ہمین تفاول بود دلیرانہ درون حجرہ رفت و دید کہ حضرت مخدوم العالمین
در استغراق اند فتح خان دست بستہ بایستاد - پس بے آنکہ کسے آنحضرت را خبردار سازد از زبان
مبارک حضرت لفظ برآمد - برو بگیر قدم آن سرور را - فتح خان شاد شد زمین بوس نمودہ آمد - و
ہمچنان مخدوم شیخ زینا راست ایستادہ بدید گفت یا شیخ چگونہ مستلا برآمدم - فرمود اے بچہ

تیر بہدف رسید از ینجا خود فضا گرفتہ آمدی اما تا دہلی خود سلامت میتوان رسید فتح خان گفت
باحضرت آرزوے من از دل وجان ہمین است بجہت ہمین تفاول دینجا آمدہ بودم الحمد للہ والمنۃ
کہ مکرر بشارت یافتم۔ پس بنہایت شگفتگی و تازہ روئی ازانجا بر اسپ سوار شدہ روانہ گشت چون نزدیک
دہلی رسید بیدرستے فرازآمد خوابش گرفت وچادر بر روے کشید وجان بحق تسلیم نمود۔ چون این خبر
بسلطان رسید وعدہ خود بجا آورد ونشان قدم مبارک حضرت رسالت پناہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم بر سینہ او گذاشت۔ انتہیٰ کلامہ۔ واضح ہو کہ یہی عبارت صاحب سیر الاقطاب نے حضرت مخدوم
جلال الدین کبیر الاولیاء قدس سرہٗ کے احوال میں بعض استعمال بن لکھی ہے۔ راقم آثم کے والد ماجد
حضرت مولانا حافظ قاری محمد فرید الدین شہید علیہ الرحمۃ نے رسالہ سیف المسلول علی من انکر اثر
قدم الرسول میں اسی عبارت کے حاشیہ پر جو مضمون کہ تنبیہاً لکھا ہے وہ قابل دید ولائق عبرت اہل نظر
ہے۔ تنبیہ۔ اس جگہ سے خیال کرنا چاہئے کہ کتنا وثوق تحقیق اس قدم مبارک کا اور اعلیٰ سوا م
ایمانی اور فتح خان کو حاصل ہوا تھا جسنے کہ دونون نے آپس مین وعدہ کیا تہا کہ جو پہلے جان بحق
ہو اس قدم مبارک کے سینہ پر رکہے کا مستحق ہو اور واسطے استحصال اس عظمت وبرکت کے ہر ایک کو
آرزوے تقدیم مرگ تہی یہانتک کہ سلطان نے بہی استدعا باجناب الکرمین کیا اور فتح خان
آرزوے عجلت اون سے پہلے جا حاضر ہوا۔ سبحان اللہ ایک وہ اہل ایمان وایقان ہے کہ نقش قدم
سینہ پر رکہنے کے لئے تقدیم مرگ کو گوارا اور جان نثار کرتے تہے ایک یہہ کہ بزرگوار کا انکار نہیں تو ا م
اس کے اصرار ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ انتہیٰ کلامہ اور تحفۃ
ونیز طبقات حسامیہ مین لکہا ہے۔ ازانجملہ مدرسہ فتح خان است کہ حالا آنرا حظیرہ فتح خان خوانند
واین فتح خان پسر سلطان مذکور بود وگویند پیش از سلطان فیروز شاہ فوت کرد۔ قبر وے درجان
مدرسہ است وبالاے قبر وے نقش قدم معظم آن سرور است کہ از مدت مدید وعہد بعید زیارت گاہ

حلالش است و سلطان بعد قرن بعد قرن بخدمت لنگر آن مقام تبرک قیام نمودہ آمدہ است انتہیٰ۔
صاحب سیر المنازل لکھتے ہیں در نواح دار الخلافت واقع مکانات دہلی قدیم از انجا کوندہ قدم شریف
کرینا ساختہ فیروز شاہ بادشاہ است۔ و آنجا قدم شریف صلی اللہ علیہ وسلم از آل شریف آوردی آیت
کہ تخمیناً پانصد سال شدہ باشد کہ قدم مبارک را مخدوم جہانیان جہان گشت از ملک سورہ آوردہ بودند
حضرت شیخ اجل محدث دہلوی مولانا شاہ عبد الحق علیہ الرحمۃ تاریخ ذکر ملوک میں سلطان فیروز کے
احوال میں لکھتے ہیں۔ سلطان بگفتہ شدگان پسر فتح خان را کہ بہرہ ورے بود و کار ہا و فتح ہاے
عظیم کردہ ہم در حالت حیات سلطان فیروز شاہ مُرد و لتابل قدم حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ
وسلم بر سر قبر وے نشاندہ بود۔ غیاث الدین تغلق شاہ لقب دادہ و لیعہد خود گردانید و کار و بار سلطنت
تمام با و تفویض نمودہ در ہمین سنہ تسعین و سبعمائہ ۷۹۰ رحلت کرد فقط۔ ملا محمد صادق کشمیری رحمۃ اللہ
علیہ شاگرد رشید حضرت شیخ محدث دہلوی موصوف علیہ الرحمۃ کتاب کلمات الصادقین میں کہ جو سنہ
ایک ہزار تیئیس ہجری زمانہ نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ میں تصنیف کی ہے حضرات دہلی کی تعریف و
توصیف میں تحریر فرماتی ہیں۔ چون ہمیشہ این شہر مسکن عزیزان و برگزیدگان الٰہی و مقربان و مقبولان
بادشاہی بودہ ہر مکانی اثرے خاص و برکتے جدا دارد و درگاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
و حوض شمسی و مسجد عیدگاہ و مسجد خواجہ معین الدین و خانقاہ حضرت سلطان المشائخ در فیروز آباد دہلی
نسبت بسائر اماکنہ این شہر زیادتی برکت مخصوص و مشہور اند۔ انتہیٰ۔ مولوی محمد حبیب اللہ علیہ الرحمۃ
کتاب تذکرہ اولیاے دہلی میں کہ یہ کتاب حضرت موصوف نے بزمانہ محمد شاہ بادشاہ ہندوستان
سنہ ایکہزار ایکسو پچاس میں تصنیف فرمائی ہے سلطان فتح خان مرحوم کے حالات میں لکھتے ہیں
از صلحاے شجاعت نشان فتح خان بن سلطان فیروز شاہ مرد صاحب جمال محب درویشان باکمال
بود و ہر گاہ مخدوم جہانیان سنگ حال نقش قدم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بدہلی آوردہ حوالہ سلطان

نمود و سنگ در قلعچہ ساخت و فتح خان اقرار کرد ہر کہ اول ازین جہان رحلت نماید این سنگ قدم شریف
نبی الثقلین بر قبر او نصب نمایند۔ پس فتح خان از خدمت صاحب دلالت آئین زین عالم بجنت است کہ از سلطان
بہشت بمیرد و ہمچنان شد و آن سنگ در قلعچہ بر قبرش منصوب گشت۔ و تاریخ فوتش بعد از سہ ماہ و چہار
واقع شد و فوت سلطان فیروز در سن ہفتصد و نود و نہ بود رحمۃ اللہ علیہما۔ کتاب تذکرۃ الاعلام میں حضرت
شاہ محمد اکرم علیہ الرحمۃ حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کے حالات میں لکھتے
ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ مغفور ہمیشہ بوقت شب در درگاہ قدم شریف حاضر می شد۔ تمام
شب نزد قدم مبارک آن سرور مراقبہ منور می بودند تا آنکہ کمال ظاہری و معنوی حاصل شد۔ فقط۔
حضرات القدس میں مولانا محمد بدرالدین خلیفہ حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ در سنہ [illegible]
زیارت قدم مبارک رسالت پناہ مشرف گشت۔ آنکہ مجاوران در قدم معظم [illegible]
بپا ستادہ و گریہ با دست داد و از آنجا مبشر بمغفرت گشت۔ فقط۔ آثار الصنادید میں لکھا ہے
قدم شریف یا مقبرۂ فتح خان۔ یہ درگاہ بہت نامی اور درحقیقت یہ مقبرہ ہے شہزادہ فتح خان
بن فیروز شاہ کا۔ جبکہ شاہزادہ فتح خان نے انتقال کیا تو اوس کی لاش یہاں دفن ہوئی
اور فیروز شاہ نے اوس کے گرد مکانات اور مدرسہ اور مسجد بنائی اور چہار دیواری کے پاس ایک
بہت بڑا حوض بنوایا کہ اب تک موجود ہے۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معجزہ یہ تھا
کہ اس کے سبب پتھر پر نقش قدم پڑ گئے تھے۔ چنانچہ اکثر کتابوں میں یہ مذکور ہے مشہور ہے کہ ایسا
نقش قدم کے پتھروں میں کا ایک پتھر فیروز شاہ کے عہد میں آیا اور بادشاہ نے وہ پتھر
اپنے بیٹے کی قبر پر لگا دیا اور اسی سبب سے یہ مقبرہ قدم شریف کے نام سے مشہور ہوا۔ اس قبر پر حوض
بنا دیا ہے اور اوس کے گرد سنگ مرمر کا کٹہرہ لگا دیا ہے اہل بیت پانی بھرتے ہیں اور نقش
قدم کو دھو کر پانی کا تبرک لیجاتے ہیں اور زبان حال سے یہ شعر پڑھتے ہیں

پالی قدم شریف کا آب حیات ہے۔	ایجضرودل اسی کے پینے سے نجات ہے

حضرت شیخ الشیوخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھائی کو مکتوب منظوم میں کہ بطریق نصیحت واسطے التزام زیارت حضرات دہلی کے لکھا تھا۔ چند اشعار اوس قصیدہ کے لکھے جاتے ہیں

اشعار فیض آثار

گاہے بسوے مقام خواجہ — آئی و شوی غلام خواجہ

آن خواجہ کہ قطب چرخ دین است — ماہ فلک و شہ زمین است

آرے اندری بہ حوض سلطان — چون خضر شوی آب حیوان

بخشندہ حیات جاودانی — یارب کہ ہمیشہ زندہ مانی

بستر اوان بعرس حضرت — شیخ دو جہان نظام ملت

گہ کردہ ز شوق پاے تا سر — آئی سوے مقدم پیمبر

بوسی قدم شریف اورا — مالی رخ خود بخاک آن پا

خلقش ہمہ کعبہ مے شمارند — زان اہل صفاش سعی دارند

آن کعبہ چو در مقام دہلی ست — زان مکہ خورد نام دہلی ست

دہلی و ہزار جاے دلکش — ہر جا چو بہشت جاودان خوش

اور تذکرہ نوسبت نامہ حضرت شیخ اجل محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا جو مولانا محمد احسان الحق صاحب مرحوم و مغفور نے بغرض عنایت راقم اثم کو ارزانی فرمایا تھا چنانچہ وہی تذکرہ نوسبت نامہ جناب مولانا مولوی محمد انوار الحق صاحب دام مجدہ خلف الصدق حضرت ممدوح کے پاس اس وقت تک موجود ہے۔ اوس کی عبارت یہ ہے۔ این ذکر نسبت در بیان آنکہ مخدوم انام سید جلال الدین بخاری معروف بہ مخدوم جہانیان جہان گشت نبیرۂ قطب احدیت و فرد حقیقت حضرت سید

جلال الدین بخاری سبع رحمہما اللہ تعالیٰ از ممالک حجاز نقش قدسے مظہر البرکات والاعجاز از جناب
رسالت مآب سید المرسلین و مالک قاب قوسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ اہل بیتہ و اصحابہ ا
جمعین باشارات و بشارات غیبی و لاریبی درین دیار ہندوستان آوردند۔ سلطان آن عصر
فیروز شاہ یک منزل پیادہ پاے باستقبال آن ستادہ و ہم دران اثناے راہ از حضرت مخدوم
درخواستہ کہ چنین آثار کرامت بار را زیارت گاہ عوام سازد و عمارتیہ عالیہ جہت انتصاب آن
پردازد و آنہمہ از آن ایشان است۔ مگر آنکہ ہر کہ از ما سبقت علت آخرت ما در سینہ دعاے
آن بخشش اعظم باشد۔ حضرت مخدوم فرمودند چون مارا سیاحت ناگزیر است احداث آن بتبرع طیب
کہ اہتمام و نظام مہام و تملک و تولیت و تسلط و تصرف و حکومت آن من کل الوجوہ بملک معزالدین
بخاری باشد کہ او شان ہموطن و ملوک زادہ بافضال و کمال من است و از معبود ثانی من نیز
امر شمار یدواحدے در تسلیم و تفویض و تجویز بعضے ننمایند و آن سلطان و اعقاب او و دیگر سلاطین
امر تملک و تسلط ملک معزالدین مذکور و اولاد او نسلاً بعد نسل و ہم اولاد امجاد مخدومی بحیثیت
حضرت مخدوم را باعتقاد احرار اسنند و تجویز صدام و جمیع اہتمام آن آستانہ را تجویز و تفویض براے
آنہا گذاشتہ آمدہ و در عہد صاحبقران ثانی اورنگ نشین خلافت و جہانبانی کار فرماے حقایق و
دقایق نکتہ دانی شاہجہان بادشاہ غفران پناہ انار اللہ برہانہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
قدس سرہ و نبیرۂ ملک موصوف بنا بر کبرسنے ستمرہ و ادرارات و اخراجات آن آستانہ از سرکار
خاص بادشاہی نیز مقرر گردانیدند۔ ہمچنین بہ رفاقت بادشاہزادہ مرزا محمد دارا شکوہ نبیل سعادت
درخواست خدمت امانت آن نمود۔ آن بادشاہ حق پرست فرمود کہ تولی را چون تعلقی ہم باشد
این گماشتن بر مالک جبر بیّن است و خدمت امانت ہم بضمیمۂ یکروپیہ یومیہ بحضرت شیخ مفوض
داشتند۔ انتہی موضع الحاجت - نفعہ واضح ہو کہ اس تولیت نامہ پر جو سوا مہر دستخط علماء نامدار

دستخطیان شرع شریف نے تصدیق اس تذکرہ تولیت نامہ کے ثبت فرمائے تھے اون کی نقول جناب مولانا محمد انوار الحق صاحب دام مجدہ نے راقم اثم کو مرحمت فرمائی اور اس پر یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ فلان عالم و مفتی فلان بادشاہ کے عہد معدلت مہد مین اس تذکرہ تولیت کی تصدیق فرما ہوئے ہین - چنانچہ وہ عبارت مولانا موصوف کی بعد نقول بعض مواہیر کے اس مقام پر لکھی جاتی ہے - ہکذا -

نقل نقشہای مواہیر مثبتہ محضر نامہ مشتمل بر ذکر تولیت آستانہ قدم مبارک

بخاندان حضرت شیخ اجل محدث دہلوی قدس سرہ

قاضی عبد الوہاب ۱۱۰۲
حامی شرع شریف

شیخ نور ہی ۱۱۰۹

محمد انور مفتی شرع خلیل الدین خان ۱۱۵۰

محمد امین الدین خان ۱۱۶۰

محمد معین الدین خان ۱۱۶۵

میر عبد الرحمن ۱۱۶۳

مفتی شرع کریم الدین ۱۱۷۰

فدوی عبد الرحمن ۱۱۸۰

فدوی عبد الغفور خان

نقل عبارت محررہ مولانا مولوی محمد انوار الحق صاحب دام مجدہ

قاضی عبد الوہاب کی مہر عہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی - اور شیخ نور ہی کی مہر عہد بہادر شاہ ابن عالمگیر بادشاہ کی - اور مفتی محمد انور خلیل الدین خان کی مہر عہد محمد شاہ بادشاہ کی - اور محمد امین الدین خان و محمد معین الدین خان اور میر عبد الرحمن کی مہر عہد احمد شاہ ابن محمد شاہ کی - اور مفتی کریم الدین کی مہر عہد شاہ عالم بادشاہ کی اور نیز عبد الرحمن اور عبد الغفور خان کی مہر عہد شاہ عالم بادشاہ کی بلاحظہ سالہا رفتہ معلوم ہوتی ہین - اس سے ظاہر ہے کہ تصدیق واقعات عہد شاہجہان بادشاہ مندرجہ محضر نامہ پر ایسے پرانے لوگون کی مہرین ثبت ہین جو بہت قریب العہد شاہجہان بادشاہ سے تھے جن کی وفات ماہ رجب ۱۰۷۶ھ ہجری مین ہوئی تھی

راقم الحروف اب رسالہ سیر نامہ حضرت احمد برنی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کرتا ہے۔ چونکہ یہ رسالہ طویل ہے مختصراً نفس مدعا اس رسالہ سے انتخاب کرکے لکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

بدانکہ این رسالہ است مجموعہ از تقریر قطب العالم مقتدائے مشائخ صالحین سلطان سادات آل یٰسین جلال الحق والشرع والدین حسنی الحسینی بن احمد کبیر الحسینی البخاری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ چنین گوید بندہ امیدوار رحمت پروردگار احمد برنی کہ یکے از مریدان و معتقدان خدمتگاران اولاد پیغمبر علیہ السلام بوقت بازگشتن سید السادات از مہم ٹھٹھہ در سمت دارالملک دہلی حرسہا اللہ تعالیٰ عن الآفات در ماہ مبارک رجب سنہ اثنی وسبعین وسبعمائۃ یعنی ہفتصد و ہفتاد و دو روز پنجشنبہ این بندہ را سعادت قدمبوس بفضل اللہ تعالیٰ بوقت نماز پیشین حاصل شدہ انواع کرم و شفقت ارزانی فرمودند۔ تا چند روز این فقیر در خدمت مبارک بود بانواع فوائد دارین مشرف مے شد۔ روزے بخاطر گذشت کہ از زبان مبارک سید السادات چیزے از احوال سیر و طیر و بیان آوردن قدم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کنم۔ خدمتگار عرض کرد کہ اگر اشارت باشد چند ورق این مقدمہ بیان کنم۔ بکرم فرمان شد بنویس نیکو باشد تمام این مجموعہ سیر نامہ نہادم تا خوانندگان را لذتے و ثواب پدید آید و این رباعی را از سر حال نوشتم۔

رباعی

ترا عزت بتاج و تخت شاہی	مرا عزت ز خاک پائے درویش
الٰہی احمد بیچارہ دل را	بدہ تمکنت ز خاک پائے درویش

چون بعد از فوت سلطان محمد تغلق سلطان فیروز بن رجب بادشاہ شد با ملکی و مشائخ

دفن کردند و آن قبر من برلب رباط زیارت گاہ خلق است وکان ذلک فی سنہ خمس وخمسین وتسعمائۃ

زبدۃ المقامات میں حضرت مولانا محمد ہاشم علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کے

حال فیض اشتمال میں افادہ فرماتے ہیں۔ بتقریب با یاران بآن موضع رسیدہ اختیارا

حوض کردہ وساختہ دوگانہ گذاردہ بودند و خاک آن موضع پاک بدامان ایشان چسپیدہ

بود برزبان شریف راندند کہ خاک این موضع دامنگیر باشد لاجرم دران مکان کہ قدسگاہ حضرت

رسالت است ور دیگر شہرہ آن شاہ اقلیم ارشاد را گنج وار سپردند۔ کتاب مرآۃ آفتاب نما

مصنفہ عبدالرحمن خان صاحب المخاطب بشاہ نواز خان ہاشمی وزیر شاہ عالم بادشاہ دہلی

حضرت خواجۂ خواجگان محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کے حال میں لکھتے ہیں۔ خواجہ باقی باللہ

بست و پنجم جمادی الثانی در سنہ یکہزار و دوازدہ وفات نمودہ متصل قدم شریف دفن شدند

مولانا محمد حبیب اللہ ... کتاب تذکرہ اولیاے دہلی میں احوال اون حضرات کے جو

آستانہ وحوالی آستانہ قدم مبارک کی مدفون ہیں لکھتے ہیں:۔ بر حوض عرفات باقی خواجہ

عبد الباقی ... بست و پنجم جمادی الآخر روز شنبہ سنہ یکہزار و دوازدہ چہل سالہ از جہان فانی

بعالم جاودانی رفتہ ... نعش ... قدم رسول مدفون گشت مزار مبارک بے گنبد است

رحمۃ اللہ علیہ۔ ایضاً فیہ۔ سیادت ونجابت قرین دانشمند وطبیب حاذق با تمکین سید شمس الدین

در حوض عشق ... ساقی سید ابوطالب عراقی باہم عقد اخوت بستہ در سیر وسیاحت معمورۂ عالم

موافقت و مرافقت نمودہ بدہلی رسیدند در سنہ نہصد ونود و پنج شہادت یافتند و در درگاہ

النقش ... ... رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دفن کردند۔ اکنون قبور ایشان زیارتگاہ

خلائق است رحمۃ اللہ علیہما۔ انتہیٰ ملخصاً وملتقطاً۔ ایضاً فیہ۔ حافظ ابو اسحٰق بن شیخ حسین

... ... ہموارہ ہمت خویش بر انجاح مرام صالحان وخدمت درویشان

فایق میگذاشت در سنہ یکہزار و یکصد و شش نود سال از جہان رحلت نمود پہلوے راست نقش قدم مدفون گشت رحمۃ اللہ علیہ - انتہی ملتقطاً ایضاً فیہ - شاہ بہلول قادری بزرگ مرتاض مجاہد تقویٰ شعار - ولادت (۵) ربود شب پنجشنبہ چہارم رجب سنہ یکہزار و ہفت و نہ حیات بجلاق عالم سپرد و در جوار آستانہ نقش قدم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدفون گشت رحمۃ اللہ علیہ انتہی - ایضاً فیہ مقبول درگاہ صمد شیخ حاجی محمد خان سلسلہ عالیہ قادریہ درویش صاحب کمال بہ ذوق حال بود اوایل رمضان بعد از یک و نیم ماہ از وفات شیخ بہلول سنہ یکہزار و ہفت از جہان برفت و نزدیک قلعہ نقش قدم پہلوے شیخ بہلول قادری مدفون گشت رحمۃ اللہ علیہ - انتہی - ایضاً فیہ - مقتدے بن احمد شیخ ولی محمد بلوچ از مریدان شاہ عبد العزیز صاحب حال وقال بسیار با کمال بود - ہژدہم جمادی الآخر سنہ ... ہجری بحیرت حق پیوست و در راہ نقش قدم عقب مسجد عبد الکریم مدفون گشت رحمۃ اللہ علیہ ایضاً فیہ، بندہ خداداد شیخ عثمان در سنہ یکہزار و یکصد و دہ از جہان درگذشت ... نقش قدم سرِ راہ مدفون گشت رحمۃ اللہ علیہ انتہی ملتقطاً - ایضاً فیہ ولایت مرتبت دستگاہ پناہ شاہ نور اللہ بتاریخ نوزدہم جمادی الآخر سنہ یکہزار و یکصد و بیست و پنج از جہان رخت اقامت بیرون برد و متصل قلعہ نقش قدم مدفون گشت رحمۃ اللہ علیہ - انتہی ملتقطاً - کتاب مرأۃ آفتاب نما میں لکھا ہے - سید عبد اللہ از اقارب مخدوم جہانیان نزدیک نقارخانہ قدم رسول در یکہزار و ہفت مدفون شدند -

الحمد للہ علی احسانہ کہ روایات معتبرہ منقولہ مقرآن فضایل احمدی و معتقدان نقش قدم حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وثوق عقیدت و رسوخ ارادت و ثبوت صحت کیواسطے دلایل قاطعہ و براہین ساطعہ کافی و وافی ہیں - ان عبارات و تصریحات کو دیکھکر ہر ذی عقل

دہوش یقیناً عیان ہوسکتا ہے کہ حضرت علماء دین و محدثین و مورخین باتمکین نے اس درگاہ
شریف کو کیسے کیسے الفاظ تعظیمی سے بیان کیا ہے ۔ اگر ان حضرات موصوفین کو اس نقش قدم
مبارک کی صحت کا وثوق نہ ہوتا تو کیوں ایسے ایسے الفاظ تعظیم لکھتے ۔ وائے برحال جہال زمانہ
کہ بلا تحقیق رجماً بالغیب اس مقام قیض التیام کو بلفظ پتھر گڑھ اور اس آستانہ کے حاضرین کو سنگ
پرست کہتے ہیں اور تحقیقات محدثین کرام و مورخین عظام کو بے محابا غیر معتبر و غیر صحیح بیان کر کے
مصداق ضلوا و اضلوا کے ہو رہے ہیں ۔ و للہ در القائل ۔ ؎

نقش پائے کہ جبین افتادہ است	اہل دل را دلنشین افتادہ است
کے نشیند بر دل آن بد گہر	کش دل وے از سنگ باشد سخت تر

اللہم اہدنا و ثبت اقدامنا علی صراط مستقیم ۔ مقام غور ہے کہ حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
جیسے محقق مقام موصوف کے متولی ہوں اور زمانہ فیض نشان حضرت ظل سبحان شاہجہان
بادشاہ غازی غفر اللہ لہ ان کی تولیت متحقق ہو کر پیشگاہ بندگان عالی سے یومیہ مقرر
ہو ۔ بعد ازان زمانہ ہدایت نشانہ حضرت اورنگزیب شاہ شریعت پناہ عالمگیر میں جن کا عہد
دولت مہد مجمع صد ہا محدث متبحر و فضلاء مستندین کا تھا اس وقت کے علماء و صوفیہ صافیہ
سے قولاً و فعلاً کوئی امر خلاف تعظیم و تکریم اس قدم فیض شیم کی نسبت ارباب تواریخ
معتبرہ سے منقول نہیں ہوا ۔ بلکہ بعض ملازمان خاص نے بحصول سعادت یہاں کی خدمت کو مایہ
افتخار سمجھا ۔ چنانچہ بر سر دروازہ حظیرہ بیرونی کے بصرف خاص تیار کرا کر یادگار خدمت کا ایک کتابہ
دروازہ سوکی کی پیشانی پر نصب کرا دیا ۔ چنانچہ آج تک وہ عبارت کندہ شدہ موجود ہے بشکل
کتابہ یہ ہے ۔

محمد میر	لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ	عالمگیر شاہی
تحویلدار	۱۱ ۱۴	چیلے خانہ

علیہ الرحمۃ کے ان بعض صاحبون کے عقائد مین باب انحراف ہوا کہ وہ مذہب ترک کو توبہ تو بے اصل
و موضوع کہنے لگے ۔ نعوذ باللہ والامان والحفیظ ۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کے صاحبزادے
مولوی محمد عمر صاحب علیہ الرحمۃ جن کی نسبت حضرت جدی و مرشدی قدس اللہ سرہ فرماتے تھے
کہ مولوی صاحب موصوف ہمیشہ دربار قدم مبارک مین تشریف لا کر مراقب ہوا کرتے تھے ۔ انہین
مولوی صاحب مرحوم و مغفور کی دو حکایتین مولانا محمد انوار الحق صاحب دام مجدہ نے دست خاص سے
لکھکر خاکسار کو عطا فرمائین ۔ وہ حکایات بعینہٖ نقل ہوتی ہین ۔ **حکایت اول** مولوی محمد عمر
صاحب مغفور خلف مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید صاحب تقویۃ الایمان ہر پنجشنبہ کو قریب شام اپنے
مسکن واقع مدرسہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی سے واسطے زیارت و استغفار کے
درگاہ قدم شریف جاتے تھے اور جہان تک ہو سکتا کبھی دفری آستانہ موصوف کی شام
یوم الخمیس کو موقوف و ملتوی نہ فرماتے تھے جہان تک کہ [illegible] بارش ہی جیسا [illegible] سے
ایسا پانی برس رہا ہے اور بازار مین راہ پر مثل ایک نہر کے پانی رواں ہے دیکھا ہے کہ
اطراف سر و دامن لپیٹ کر کو سمیٹے اور اوڑھتے ہوئے آستانہ درگاہ مبارک کو جاتے
حکایت دوم ۔ بعض صحیح راست گفتار سے سنا گیا ہے کہ ایک دفعہ عبد اللہ نامی ایک طالب علم
مدرسہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ مین مقیم تھے اون کو بسبب سلسلہ [illegible] نقشبندیہ
مین جناب مولوی شاہ عبد الغنی صاحب مجددی سے نسبت [illegible] مولوی محمد عمر صاحب ممدوح الصدر
نے حافظ عبد اللہ سے فرمایا کہ تم بطور خود ہی اپنے مرشد سے دریافت کرنا کہ بعض مسائل
شہر دہلی مین اول کس مقام پر نازل ہوتا ہے اور دو تین بار اس سوال [illegible] کرنے کو
تقاضا ہی فرمایا لیکن بسبب ادب اور ملاحظہ ضیق فرصت شاہ صاحب سے حافظ صاحب نے جواب
حاصل نہ کیا ۔ آخر الامر مولوی محمد عمر صاحب نے فرمایا کہ حافظ جی تم کو اس سوال کے جواب حاصل

کرنیکی توفیق نہین ہوئی - اب ہماری طرف سے اپنے پیرومرشد کو سلام کیے بعد یہہ عرض کرنا کہ محمد عمر
یہہ کہتا ہے کہ فیض آسمانی دہلی مین اول درگاہ قدم شریف پر نازل ہوتا ہے اور اس مقدس
درگاہ سے دوسرے بزرگان دین اور اولیاء کاملین مثل حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکی
اور حضرت سلطان المشائخ اور حضرت چراغ دہلی وغیرہم رحمہم اللہ کو اس فیضان کے حصص
پہونچتے ہین - فقط - اندرین باب آپ یعنی شاہ عبد الغنی صاحب کیا فرماتی ہین - جواب اس کے
حافظ عبد اللہ نے زبانی اپنی پیرومرشد کے سلام اور پیام دیا کہ درباب نزول فیض آسمانی
اول بآستانۂ نقش قدم شریف مولوی محمد عمر صاحب نے جو کچھہ فرمایا ہے وہی صحیح ہے رضی اللہ عنہم
ورحمۃ اللہ علیہم اجمعین - فقط - انتہت عبارتہ - تنبیہہ ہماری اس تحریر منصفانہ اور تفسیر
نصحیت سے جو ہمنے بتائید وتصدیق عظماء کرام وعلماء ومشایخ عظام ومورخین ذوی الاحترام
مذکورین کے لکھی ہے عبارت رسالہ الفرع النامی من الاصل السامی کا جواب یا دفع ناقل حاصل
ہوسکتا ہے اور بملاحظہ روایات منقولہ کے ناظر رسالہ ہذا کو خوب ظاہر ہوجائیگا کہ مضمون رسالہ
مذکور کا محض خیالی ہے - خلاصہ اس اجمال کا یہہ ہے کہ رسالہ فرع النامی من الاصل السامی مصنفہ
نواب سید صدیق حسن خان صاحب جو مطبع بہوپال سنہ ۱۳۰۱ھ تیرہ سو ایک ہجری مین چھپا تھا - مولف نے
اس کے صفحہ سالیس ۴۶ مین حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت رحمۃ اللہ علیہ کے احوال مین اس
قدم شریف واقع دہلی کی نسبت جو کچھہ لکھا ہے وہ عبارت نقل کرکے جواب دیتے ہین ہکذا عبارتہ
وشہرت ایشان مستغنی است از ذکر فضایل ومناقب عوام بلکہ خواص اہل ہند میگویند کہ آثار
شریف نبوی وسنگ نقش پاے مصطفوی کہ در دہلی ست آوردۂ ایشان است لکن روایتے
از سنت صحیحہ نزد محدثین بدان ثابت نشدہ کہ در خور اعتماد واعتبار باشد ودر حدیثے نیامدہ
کہ نقش پاے مبارک بر سنگے چسپیدہ باشد - اما صوفیہ کہ قومے خوش عقیدہ صاف دل نیک

گمان نبرد کس وناکس اندر اثبات این قسم چیزها بجا اند والله اعلم۔ انتہی عبارتہ۔ اقول یہ کہ
اکابرین صوفیین جن کا تقدس وصلحا ہونا اظہر من الشمس وسلم عند الکل ہے اور یہہ بھی خوب
معلوم ہے کہ یہہ حضرات محدث ومفسر وعلم شریعت وطریقت مین مقتدائے وقت تھے اپنی اپنی
تصانیف عالیہ مین تحقیق فرما چکے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک کا نقش
پتھرون پر جما اور اس قدم شریف کو حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت مدینہ طیبہ سے دہلی
مین زمانہ فیروز شاہ تغلق مین لائے اور شاہ موصوف نے جسکا مدفن ہونا کتب تواریخ
ومدکار سے روشن وآشکار ہے اس کوٹلہ وحظیرہ شریفہ کو تعمیر کرا کر فتح خان کی قبر پر نصب کرایا اور
علماء ومشائخ کرام اس قدم مبارک کے فیضان سے مستفیض ہوئے۔ اب اس کی صحیح ومستند
ہونے مین کیا کلام رہا۔ اگر ایسے ایسے اکابر کی تصدیق وتحقیق قابل اعتماد واعتبار کے نہوگی تو کیا
آجکل کے لوگون کی تسنیع قابل اعتماد ہوگی۔ ان ہذا الا شئ عجاب فاعتبروا یا اولی الالباب
اور سب لطف یہہ ہے کہ حضرات صوفیہ صافیہ کی نسبت یہہ لکھا جاوے "اما صوفیہ کہ قومے خوش عقیدہ
صاف دل تنگ گمان نبرد کس وناکس اند در اثبات این قسم چیزہا بجا اند" گویا صوفیہ علم سے
بالکل ناآشنا ہین۔ محض افواہ عوام پر اعتماد کرکے اعتقاد رکھتے ہین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
جن حضرات مصنفین کے نام نامی واسماء گرامی ہم لکھہ چکے ہین وہ حضرات علوم ظاہری وباطنی
مین مقتدائے وقت تھے۔ بلکہ اکثر علماء وفضلاء ومشائخین صاحبان ارشاد اہل ہند کے استاد
ومرشدین کرام مین سے تھے جن کو ہر شخص جانتا ہے۔ فافہموا وتدبروا۔

التماس ادباس

ارباب ایمان وبرادران دینی وناظرین رسالہ ہذا کو لازم ہے کہ بمقتضائے صدق ویقین روایات
مصرحہ ومندرجہ بالا کو مطابقت کتاب ملاحظہ فرما کر اس قدم مبارک کو کہ ایسے ایسے اکابر نے تصدیق

وطریقت کی تصدیق و ارشاد سے بارہا صحت کو پہونچا ہے یہ نسخہ معتبر و صحیح چنانچہ کرامردینی و
دنیاوی میں خلوص سے وحصول مطلب توسل چاہتے اور امراض جسمانی و روحانی کے لئے پانی
قدم شریف کا شفا سمجھتے اور حسن ادب میں طریقہ سلف صالحین مرعی رکھیں کہ یہ امر باعث
سعادت ہے اور انکار و تعصب سبب حرمان و محرومی و وبال ہے۔ کیا خوب کہا ہے کسی
صاحب عقیدت نے ؎

اے سر دل سی کے بیئے سے نجات ہے	پانی قدم شریف کا آب حیات ہے

اب اس مقام ارادۂ الاختصار میں دو تین حکایات عبرت آیات اس مضمون کی لکھی جاتی ہیں کہ اس
قدم شریف کی بے ادبی کرنیوالوں کو جو مصیبت پیش آئی اور مبتلاے بلا ہوئے وہ قابل عبرت
و محل توبہ و استغفار ہے۔ راویانِ معتبر و حاکیانِ راست گفتار سے مسموع ہوا ہے کہ قبل ایّام
غدر بعض معتقدان سرگروہ وہابیہ نے باشارت و اغواے بعض عقائد نجدیہ کے یہ بات چاہی
کہ اس قدم شریف کو کسی ترکیب سے اوٹھا کر ایسی جگہ غائب کیجئے کہ نام و نشان تک باقی نرہے
اور ہمیشہ کو یہ قضیہ پاک ہو جاوے۔ چنانچہ اس فعل شنیع کے لئے سات آدمی آمادہ ہوئے
منجملہ ان کے چار شخصوں کے یہ نام ہیں۔ کریم بخش حجام۔ بنہاراج۔ حاجی مقبول۔ امیرخان
چھہ آدمی ایک دوسرے کے معاون اور امیرخان واسطے سرقہ قدم مبارک کے مقرر ہوا۔ جب
یہ ناعاقبت اندیش واسطے سرقہ کے گیا اور قریب قدم مبارک کے پہونچا حضور سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے صدق معجزہ کی کرامت اور ارادۂ گستاخی کی شامت سے اندھا ہوا اور اوس کے معاون
بھی اندھے ہوئے جس وقت خدام بارگاہ کو یہ خبر ملی فوراً حاضر دربار ہو کر خوب پاپوش کاری کرکے
خارج از دربار کیا۔ اور حضرت ظل سبحانی شاہ دین پناہ بہادر شاہ بادشاہ مرحوم و مغفور کو اس امر
سے اطلاع دی۔ شاہ موصوف نے دو سپاہی ایک نجو خان دوسرا کوئی اور شخص واسطے

حفاظت قدم مبارک کے مقرر فرمائے تا نوبت بنوبت پہرہ دیتے رہین اور حاضر باش رہیں۔ اور
سطر آستحکام سنگ قدم شریف کو سیسہ مصالح وغیرہ سے مستحکم کرادیا اور حوض خاص کو کہ قبل اس
واقعہ کے مربع تھا جانب طولانی زائد کرادیا تاکہ سرپوش چوبی قدم شریف کو بوقت زیارت کے
اوٹھا کر اس مقام پر رکھین اور بعد زیارت کے پوشش کردین۔ چنانچہ آجتک یہی دستور ہے کہ
سرپوش ہر وقت ڈھکا رہتا ہے اور وقت زیارت کے اوس کو اوٹھا کر زیارت کر کے ڈھانپ
دیتے ہین بعدہٗ ایام بلوہ غدر مین ہر شخص بخوف جان و مال ارکہ گمر بخبر تھا کسی نابہنجار نے میخ
آہنی کے ذریعہ سے سنگ حامل نقش قدم مبارک کو اکھاڑنا چاہا۔ حضور کے معجزہ کی برکت سے
قدم شریف قایم رہا اور میخ آہنی کی وجہ سے سنگ شریف کی جانب اصل بقدر ایک گرہ گڑھا پڑگیا
بحکم قادر مطلق وہ عمق برابر ہوتا جاتا ہے۔ چنانچہ مقدار سر انگشت کے ابھی تک باقی ہے۔ اس واقعہ
کے دیکھنے والے اور بیان کرنے والے ابھی تک زندہ ہین۔ ایک شخص کو ان ہفت اشخاص سے
احقر نے بھی دیکھا تھا کئی سال گذرے کہ مرگیا۔ خاکسار راقم اثم نے یہ حکایت ریاض الانوار ملفوظ
حضرت جدی و مرشدی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھی تھی۔ چونکہ صحیح طور پر نہین لکھی گئی تھی اشخاص احیا
سے اس کی تصحیح کر کے مکمل کردی اللہم احفظنا من شرور انفسنا ومن اساءۃ الادب فیما دنا القلم

حکایت دوم - میر حسین علی ولد میر بدر علی باشندۂ دہلی درگاہ قدم مبارک مکان غلام مرتضیٰ
صاحب مرحوم خادم درگاہ شریف موصوف راقم آثم سے بیان کرتے تھے کہ بعد غدر کے ایک عورت
ہر پنجشنبہ کو قدم مبارک کا پانی جھجھری مین لینے آیا کرتی تھی مین اوس کو جھجھری پانی کی بھر دیتا
تھا۔ میر ولایت علی نامی ایک شخص کہ طریقہ وہابیہ رکھتا تھا میرے مکان کے قریب مسکا مکان
تھا۔ مین اور وہ ہر روز مسجد درگاہ شریف مین نماز پڑھا کرتے تھے۔ اوس عورت کو دیکھکر ہمیشہ
نصیحت کیا کرتا۔ عورت مذکورہ موافق اپنی عقیدت کے حاضر ہوتی اور پانی لیجایا کرتی اتفاقاً

مین ایک پنجشنبہ کو حاضر تہا وہ عورت حسب معمول آئی اور میر ولایت علی سے بالی بہرے کو کہا تابہ وہ
اوس عورت کو سب وسم کرتا ہوا چھری لیکر درگاہ مین گیا اور حوض بر آب مین سے پانی بھر رہا تھا
کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے انکار معجزہ کی شامت سے اوس کو یہہ سزا ملی کہ سر چراغان
چوبی جو بفاصلہ پانچ چار گز رکھا ہوا تھا اور اوسپر چراغ روشن تھا یکایک اوس سے ایک شعلہ
برآمد ہوا اور بابر دہ کے قریب آکر ڈاڑھی و موچہہ کو جلاکر فرو ہوگیا - میر ولایت علی لرزان چار طرف
شرم و حیا سے چہرہ کو رومال سے ڈھانپ کر باہر آیا اور اوس عورت کو چھری دیکر بادیدۂ گریان
اپنے گھر چلا گیا - جب مین آیا اور شخص مذکور کو موجود نہ پایا اوس کے گھر پر گیا اور آواز دی طوعاً
و کرہاً گھر سے نکلا - خلاف معمول اوس کے چہرہ کو بندھا ہوا دیکھکر مین نے حقیقت دریافت کی
کمال شرم و حیا سے اس حکایت کو بیان کیا - مین نے خوب ملامت و سرزنش کی - حضور کے
معجزہ کی برکت سے اللہ تعالی نے اوس کو ہدایت نصیب کی اور عقاید فاسدہ سے تائب ہو کر
ہر روز بلا ناغہ تا دم مرگ درگاہ شریف مین حاضر ہوتا رہا - راقم آثم نے یہہ حکایت میر حسین علی صاحب
سے کئی شخصوں کے روبرو سنکر درج اوراق کی ہے - میر صاحب موصوف ۱۳۱۱ھ تک زندہ
تھے اب خدا جانے زندہ ہین یا انتقال کیا - سبحان اللہ و بحمدہ حضور پرنور جناب نبوت مآب
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم اطہر کے معجزہ سے کیا فیضان جاری ہوا کہ بے ادب
گم گشتہ راہ کو کس تنبیہہ و تادیب سے ہدایت نصیب ہوئی - قسام ازل نے اون کے لئے طریق ہدایت
اسی طرح سے مقسوم فرمایا تہا - فی الواقع جن کو ہدایت دینی منظور ہوتی ہے اون کے لئے ویسے
ہی سامان عالم غیب سے پیدا ہوتے ہین ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء - حضور جدی و مرشدی
انار اللہ برہانہ کو جو لوجہ تک اندازی مولوی اسمٰعیل صاحب کے تنبیہ ہوا اس واقعہ عبرت و حسرت
آمیز کو خاکسار لکھتا ہے - فرماتے تھے حضور پرنور جدی و مرشدی قدس سرہ کہ بعد انتقال

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب و سید السید رحمہ کے مولوی اسمٰعیل صاحب کے وعظ دلپذیر و تقریر
دلپذیر سے اکثر لوگ بصدق معتقد نقش قدم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہو گئے
تھے اور اس زمانے میں بہت سنتا رہتا درگاہ مولوی صاحب کی مجلس وعظ میں چلا جایا کرتا تھا
اتفاقاً ایک روز مولوی صاحب نے اس قدم شریف کی موضوعیت و مصنوعیت کا بیان کیا
فقیر کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا لاحول ولا قوۃ الا باللہ شاید یہ قدم مبارک بے اصل ہو۔
بفضل اللہ العزیز السلام و توجہ مرشدی کرام و عنایت خاص حضرت خیر الانام علیہ افضل التحیۃ والسلام
شب کو خواب میں یہ واقعہ دیکھا کہ اندرون حظیرہ مقدسہ کہ جہاں قدم مبارک ہے جناب
سرور عالم حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و
اصحابہ واتباعہ اجمعین مع اکثر بزرگان اولوالعزم تشریف فرما ہیں و بیرون حظیرہ مقدسہ صحن مجلس خانہ
میں دیگر بزرگان دین تشریف رکھتے ہیں۔ ہر شخص نوبت بنوبت بحصول شرف زیارت اندرون
حظیرۂ مقدسہ حاضر ہو کر جمال جہان آرائے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر
باہر آ جاتا ہے۔ جب یہ فقیر بھی باستعمال شرف پابوسی حاضر ہوا حضور پرنور علیہ السلام نے اس
فقیر کو دیکھ کر بلب مبارک حق ترجمان ارشاد فرمایا اس بدعقیدہ کو اندر نہ آنے دو ہمارے معجزۂ نقش
قدم سے منکر ہے۔ یہ فقیر سینہ فگار و دیدۂ اشکبار ملتجی ہوا کہ یا رسول اللہ مجھ سے قصور ہوا آئندہ
کبھی حضور کے معجزۂ نقش قدم کا منکر نہ ہوں گا۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنا بر
رحمۃ للعالمینی میری تقصیر عفو فرمائی۔ اس وقت یہ فقیر بتقبیل اقدام و پابوسی سے شرف حاصل
کر کے حظیرۂ مقدسہ سے باہر آیا۔ خواب سے بیدار ہو کر شکر حق بجا لایا، اور بعد توبہ و استغفار کے بعزم
خالص یہ نیت کی کہ تا تکیہ اس حجرہ مقدسہ کے ہر پنجشنبہ کو حاضر ہو کر شکرانے میں ناچیز پر فاتحہ حضرت آں
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا کروں گا۔ چنانچہ تا دم واپسیں حضور حجرہ و مرشدی قدس سرہ

کا یہی معمول رہا۔ بحمد اللہ سبحانہ یہہ خادم سجادہ راقم آثم آجتک اسی معمول پر قائم ہے کہ ہر پنجشنبہ کو
بعد نماز عصر کے اوّل فاتحہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی باللہ علیہ رحمۃ اللہ کا مزار پر انوار پر حاضر
ہوکر کرتا ہے۔ بعدہ قدم مبارک مین بعد نماز مغرب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاتحہ کرتا ہے
الثنا بر اللہ العزیز برین زیستم ہم برین بگذرم۔ بلکہ حضور پر نور جدّی و مرشدی علیہ الرحمۃ نے اس
حکایت کی تصدیق اپنے بعض مریدون کو بیشگاہ بندگان جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سے بھی کرا دی تہی۔ چنانچہ میر محفوظ علی صاحب مرید جناب والا کے بیان کرتے تھے کہ حضور پر نور
قدس سرہٗ کے قدم مبارک مین تشریف لیجانیکی وجہ بعض یاران طریقت و برادران ہم خرقہ سے
سنکر خاکسار کو یہہ خیال ہوا کہ اگر یہہ واقعہ حضرت مرشد برحق بنفس نفیس اپنی زبان فیض ترجمان
سے بیان فرماوین تو باعث تقویت و زیادتی اطمینان مجھہ نیازمند کا ہو۔ اتفاقاً مین ایک
روز بعد نماز مغرب کے حاضر ہوا۔ ایک ارادتمند بملازمت والا حاضر تھے اور حضور پر نور اون سے
کلام فرما رہے تھے۔ نیازمند کے خطرہ و شبہہ کو جناب والا نے باشراق باطن معلوم فرما کر اون صاحب
سے فرمایا کہ تم پنجشنبہ کو درگاہ قدم مبارک مین نہین حاضر ہوتے۔ اونہون نے عرض کیا کہ
عوائق دنیاوی کی وجہ سے حاضری سے قاصر رہتا ہون۔ جناب مستطاب نے فرمایا کہ یہہ فقیر تیس
برس تک ہر روز بعد نماز مغرب کے حاضر ہوا ہے اور فیضان معنوی سے مشرف ہوا ہے۔ تم لوگون کو
اس دربار کی قدر نہین۔ صدہا اولیاء کبار و ارباب کمال اس مقام فیض التیام سے مستفیض ہوئے
ہین۔ چنانچہ خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ و حضرت مجدد الف ثانی و مولانا شاہ عبد العزیز صاحب
و مولانا شاہ عبد القادر صاحب و دیگر اکابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قدم مبارک مین حاضر ہوکر
فیضیاب ہوئے ہین۔ پس بعد حضور اقدس نے واقعہ مذکورہ بیان فرمایا۔ نیازمند کو اطمینان
ہوا۔ پھر خیال پیدا ہوا اگر بتوجہ جناب سامی بیشگاہ بندگان جناب نبوت مآب حضور سرور عالم

صلے اللہ علیہ وسلم سے بشارت اس معجزہ شریف کے صدق کی عطا کرادیجے تو کمال بندہ
نوازی ہے۔ مگر اس گذارش کو بپاس ادب عرض نکر سکا۔ رخصت ہوکر مکان پر گیا اُسی شب
للعالم خواب بیہہ واقعہ دیکھا کہ ایک مکان مین مجلس ہے اور جناب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق
افروز ہین اور حضرت مرشد برحق بھی تشریف فرما ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی
زبان معجز بیان سے اس قدم مبارک کی صدق کی بشارت فرمائی۔ خواب سی بیدار ہوکر شکر حق
بجالایا کہ حضرت قبلہ وکعبہ کی عنایت وکرم سے یہہ سرفرازی حاصل ہوئی۔ علی الصّباح بادائے نماز
صبح آستانہ فیض کاشانہ پر حاضر ہوا حضور تبسم فرماکر بالائے حُجرہ تشریف لے گئے۔ بعد ازان
بوقت ظہر لغد زینبیر شیرینی لیکر حاضر ہوا۔ حضرت والا نے اُسپر فاتحہ جناب سرور کائنات
صلے اللہ علیہ وسلّم کا دیکر حاضرین کو تقسیم فرمائی۔ ارباب ایمان واہل اخلاص ان حکایات
عبرت سمات کو بغور ملاحظہ فرماکر صدق ویقین کو ضرور کام فرماوینگے اور بمقتضائے حُسن
عقیدت شک وشبہہ ووسواس موسوسین کو دل سے دور رکھکر اس قدم فیض شیم کو صحیح
ومستند جانینگے اور تعظیم وتوقیر ورعایت حُسن ادب مین طریقہ صالحین مرعی رکھینگے۔
کیونکہ بہ تحقیق وتنقیح علماء دین واکابر شریعت یہہ امر ثابت ہوا ہے کہ جس مقام پر حضور پرنور حضرت
سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبرک ہوتا ہے وہ مقام فیض التضمام باعث نزول ملائکہ
ہوتا ہے۔ اس جگہہ ملائکہ حاضر ہوکر قرآن شریف پڑہتے ہین۔ اور تبرکات کی برکات سے شہر
اہل شہر بلا سے محفوظ رہتے ہین۔ امام محمد رہاوی جامع المعجزات مین لکہتے ہین۔ روی

ان ابابکر رضی اللہ تعالی عنہ اخذ شعرتین من لحیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووضع فی تکیۃ تبرکاً

فسمع ابو بکر من بیتہ صوت القرآن باحسن الاصوات وطلب القاری ولم یجد احداً حتی اتی

الی موضع الشعرین فسمع القرآن عندہما فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واخبرہ بذلک فقال صلعم یا ابابکر اما علمت ان الملائکۃ

مجتمعون علی شعری و یقرؤن القرآن عندہ - خلاصہ ترجمہ روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے دو بال جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کے لیکر تبرکاً
اپنے گھر مین رکھے تھے تو نہایت خوش آوازی سے قرآن شریف کا پڑھنا سنا۔ مگر پڑھنے والا کچھ
نپایا۔ قاری قرآن کو ڈھونڈتے ہوئے آپ کے موے مبارک کے پاس آئے تو قرآن مجید پڑھنے
کی وہین آواز سنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوکر عرض حال کیا حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تم نہین جانتے کہ ملائکہ میرے بالون کے پاس جمع ہوکر
قرآن شریف پڑھتے ہین - فقط - صاحب روح البیان اپنی تفسیر مین لکھتے ہین - قولہ تعالے

فآمنوا باللہ و رسولہ النبی الامی الذی الایہ - قالوا لو وضع شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
او عصاہ او سوطہ علی قبر عاص لنجا ذلک العاصی ببرکات تلک الذخیرۃ من العذاب وان کانت فی
دار انسان او بلدۃ لا تصیب سکانها بلاء ببرکاتها وان لم یشعروا بها ومن هذا القبیل ماء
زمزم والکفن المبلول به وبطانة استار الکعبة والتکفن بها قال الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ
اذا اردت المثال عن خارج فاعلم ان کل من اطاع سلطانا وعظمه فاذا دخل بلدۃ ورأی فیها
من جنبیہ او سوطہ فانه یعظم تلک البلدۃ واهلها فالملائکۃ یعظمون النبی صلی اللہ
علیه وسلم فاذا رأوا ذخائرہ فی دار او بلدۃ او قبر عظموا صاحبه وخففوا عنه العذاب و
لذلک السبب ینفع الموتی ان لو وضع المصاحف علی قبورهم وتتلی علیهم القرآن وکتب القرآن
علی القراطیس وتوضع فی ایدی الموتی کذا فی الاسرار المحمدیۃ - انتہی عبارتہ - خلاصہ
ترجمہ - کہا ہے علماء دین نے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موے مبارک یا عصا و تازیانہ
کسی گنہگار کی قبر پر رکھے جاوین تو اوہن کی برکت سے وہ میت عذاب قبر سے نجات پاوے
اور اگر کسی شخص کے گھر مین یا کسی شہر مین حضور کے تبرکات ہون تو اوس شہر کے رہنے والے

آفات سے محفوظ رہیں اور یہی ظاہر ہے آب زمزم کی اور خانہ کعبہ کے پردہ کی اور پردہ کو کفن میں رکھنے کی کہ گنہگار اوس کی برکت سے نجات پاتا ہے۔ حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثال اس طرح بیان فرمائی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی بادشاہ کا تابع اور فرمان بردار ہے اوسنے کسی شہر میں آکر اوس بادشاہ کی کوئی نشانی مثلاً تیر یا تازیانہ دیکھا تو اوس شہر و اہل شہر کی اس کے وجہ سے تعظیم کرتا ہے۔ اسی طرح ملائکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع فرماں ہیں جبکہ حضور کے تبرکات کو کسی شہر میں دیکھتے ہیں تو اوس شہر و اہل شہر کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ اموات بسبب قرآن شریف کے کہ اون کی قبروں پر رکھا جاوے و یا پڑھا جاوے و یا کسی کاغذ پر لکھکر میت کی پاس رکھا جاوے تو اموات اس سے نفع حاصل کرتی ہے۔ فقط اور یہہ بھی واضح رہے کہ تبرکات کی تعظیم زمانہ حضرت آدم علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے آجتک چلی آتی ہے۔ خواہ وہ تبرکات اصلیہ ہوں و یا تمثال و مشابہہ اون تبرکات اصلیہ کے ہوں اور ارباب حوائج اون کے توسل اور وسیلہ سے کامیاب ہوتے رہے ہیں اور بے ادبی و بے تعظیمی سبب خسران و وبال جان ہوئی ہے۔ علماء دین و فضلاء امت حضرت خیر البریہ علے صاحبہا الف الثنا والتحیۃ نے اس کی تصریح بوجہ احسن کی ہے۔ راقم آثم اولاً تبرکات اصلیہ اور اوس کی تعظیم و تکریم کا ثبوت بآیات قرآنی و احادیث مرویۃ الصحاح وغیرہ نقل کرتا ہے۔ بعدہ تشابہہ و تمثال تبرکات اصلیہ کی عظمت و توقیر کا اثبات کتب معتبرہ سے بیان کریگا۔ قال اللہ تعالےٰ عز و جل۔ و قال لہم نبیہم ان اٰیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم و بقیۃ مما ترک اٰل موسیٰ و اٰل ہارون تحملہ الملائکۃ۔ یعنی کہا ان لوگوں کو اون کے نبی شمویل نے کہ نشانی سلطنت و بادشاہت طالوت کی یہہ ہے کہ آوے تمہارے پاس ایک صندوق کہ جس میں تمہارے پروردگار کیطرف سے دلجمعی ہے اور باقی رہی ہوئی چیزیں متروکہ آل موسیٰ و آل ہارون کی اوٹھا لاویں اوس کو فرشتے

پر آیت مبارکہ تبرکات انبیاء کی تعظیم و تکریم کے لئے نص صریح ہے۔ صاحب تفسیر معالم التنزیل نے
تابوت سکینہ کے قصہ کو اس طرح لکھا ہے۔ وکانت قصۃ التابوت ان اللہ تعالی انزل تابوتا علی
آدم فیہ صور الانبیاء علیہم السلام وکان من عود الشمشاد نحوا من ثلثۃ اذرع فی ذراعین فکان
عند آدم الی ان مات ثم بعد ذلک عند شیث ثم توارثہ اولاد آدم الی ان بلغ ابراھیم ثم کان عند
اسمٰعیل لانہ کان اکبر ولدہ ثم عند یعقوب ثم کان فی بنی اسرائیل الی ان وصل الی موسی فکان
موسی یضع فیہ التوراۃ ومتاعا من متاعہ وکان عندہ الی ان مات موسی علیہ السلام ثم تداولتہ
انبیاء بنی اسرائیل الی وقت اشمویل وکان فیہ عصا موسی ونعلاہ وعمامۃ ھارون وعصاہ
وقفیز من المن الذی کان ینزل علی بنی اسرائیل فکان التابوت عند بنی اسرائیل فلما عصوا
وفسدوا سلط اللہ علیہم العمالقۃ فغلبوھم علی التابوت۔ انتہی ملتقطاً۔ **خلاصہ ترجمہ**

تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق تھا دو گز چوڑا تین گز لمبا۔ حضرت آدم علیہ السلام پر
نازل ہوا تھا اوس میں انبیاء علیہم السلام کی تصویریں تھیں۔ جب تک حضرت آدم علیہ السلام زندہ
رہے وہ صندوق اون کے پاس رہا۔ بعد حضرت آدم کی وفات کے حضرت شیث علیہ السلام کے
پاس رہا پھر رفتہ رفتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس
پھر حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہونچا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا
اسباب رکھا کرتے تھے۔ یہانتک کہ زمانہ شمویل تک پہونچا۔ اس تابوت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام
کا عصا اور نعلین اور حضرت کے بھائی ہارون علیہ السلام کا عصا اور عمامہ اور قدرے من جو بنی
اسرائیل پر نازل ہوا کرتا تھا رکھا ہوا تھا۔ بنی اسرائیل وقت جنگ کے اوس کو برکتاً آگے رکھتے
تھے تاکہ اس کی برکت سے فتحیاب ہوں۔ جب ان لوگوں نے نافرمانی شروع کی اور اس تبرکات کی بے ادبی
کی اونپر یہ وبال آیا کہ اللہ تعالی نے اونپر عمالقہ کو مسلط کیا اور وہ تابوت بنی اسرائیل سے چھین کر

کرے گئے - جب ان لوگون نے بہی سے بے ادبی کی تب اللہ تعالیٰ نے اون پر بہی بلا نازل کی اور بحکم
خدا تعالیٰ ملائکہ نے اون سے لیکر بنی اسرائیل مین پہونچا دیا - اور اسی مضمون کو بلکہ زیادہ اس سے صاحبزادہ
عبد المجید خان صاحب ابو الخیر مولوی رضی الدین صاحب داماد نواب وزیر الدولہ بہادر والیٔ ٹونک نے قول السدید
مین لکھا ہے - عبارتہ ہکذا - در تفاسیر معتبرہ مرقوم است کہ در داخل آن تابوت عصا و نعلین حضرت
موسیٰ و عمامہ حضرت ہارون و قدرے از من سر کہ ہنگام در جنگل تیہ بر بنی اسرائیل نازل می شد
بود و آن تابوت در اصل نزد بنی اسرائیل بود کہ بسبب آن در جنگ ہا فتحیاب مے شدند - باز چون
از ایشان عصیان سرزد اللہ تعالیٰ قوم عمالقہ را بر آنہا گماشت تا آن تابوت را از ایشان بُردند
بعد ازان چون عمالقہ بنسبت تبرکات آن تابوت بے ادبی کردن آغاز نہادند اللہ تعالیٰ بر
عمالقہ بلا ہا مسلط ساخت و امراض ردیّہ در اوشان از کثرت شیوع یافت - درین وقت
رائے عجوزہ از بنی اسرائیل کہ در عمالقہ بود باوشان اہتدا نمود کہ این ہمہ بلا ہا کہ بر شما می آید از
جہت بے ادبی تابوت است باید کہ این تابوت را باز بہ بنی اسرائیل برسانید تا از بلا ہا برہید - پس
اوشان حسب رہنمونی آن پیرزال تابوت معلوم الحال را بر پشت دو نر گاوان بار کردہ بہ بنی اسرائیل
روانہ ساختند - آنگاہ حق تعالیٰ چہار فرشتگان را فرستاد تا اوشان را ارشاد راہ آن ہر دو
گاو از انکہ تابوت بر آن محمول بود کشیدہ نزد طالوت رسانیدند و آن طالوت کہ بنی اسرائیل بادشاہ
شدن آن را بواسطہ عدم تمول متعذر و مستبعد مے انگاشتند ببرکت آن تابوت بپادشاہت
رسید - ازینجا بوضوح پیوست کہ مراعات آداب با آثار شریفہ بزرگان موجب حصول مرادات
و فتحیابی بر دشمنان است و سوء ادبی بنسبت آن مورث ابتلا ببلیات و نزول قہر قاہر یزدان
اگر گفتہ آید کہ این جملہ احکام امم ماضیہ برائے ما قابل استشہاد و تمسک و احتجاج نمے تواند گردید
چہ جائز است کہ این مرادبان آنہا بدرجۂ جواز و استحباب باشد و در دین ما ازان بکارت و اجتنا

چون استفتاح تصویر ذی روح که در انہا ممنوع نبود و در دین ما بس مفتوح زیرا که تحریم تصویر
جاندار شریعت مجددہ است بے انکار کذا نص علیه القسطلانی فی الارشاد - وان سلمنا که احکام من
قبلنا حجت ساطعه است برائے ما تا آنکه در باب آن از طرف شارع ممانعت صریح ما لفظاً و ایماءً
کاین ہم صحیح است صدور نیافته باشد کما ہو مصرح فی الاصول و در امر مانحن فی صدده چون از
حضرت شارع ممانعت مصدر نیست لا لفظاً ولا لحظاً - اگر پس احکام پیشینه را دراں محل
باشد چه محذور را وضع آنکه غرض از استنباط تقویت ثبوت آنست به نفس ثبوت چه نفس ثبوت
از حضرت شارع موجود است - چنانچه اشعار پر انوار در ایام حج باصحاب کبار و دادن جامه از ملبوس
خاص بعضے اشخاص برائے کفن شاہد عدل است برین سخن - معهذا الیها رسے از صلحائے امت در
تحشیت حوائج که تدبیر آن بظاہر رو باختفا نہاده چون توسل بتبال الحال میت اتصال ملتجی به
درگاه ایزد لایزال گشته اند بالفور فائز بمطلوب و محرز ما ہو المرغوب شده اند - کما ہو المثبت بالمشاہدة
بلا ریب فانی دلیل یکون اقوی من رائ العین چنانچه گفته اند عیان را چه بیان - انتہے۔
دوسری دلیل تعظیم تبرکات اصلیه کی یہ ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ
تفسیر آیۃ صراط الذین انعمت علیہم مین لکھتے ہین - برکت در کلام و در اقوال و در افعال
و در مکانات ایشان و ہم در صحبتیان و اولاد و نسل ایشان و در زیارت کنندگان ایشان پے در پے
ظاہر مے گردد - دلیل سوم - اور قولوا حطۃ کی تفسیر مین فرماتے ہین - بعضے مواضع متبرکہ که مورد
نعمت و رحمت الٰہی گشته اند - یا بعضے خاندانہا ے قدیم اہل صلاح و تقوی خاصیتے پیدا میکنند
که در انہا احداث توبه نمودن و طاعت بجا آوردن موجب سرعت قبول و ثمرات نیک میباشد و از ہمین
جاست که ابن مردویہ از ابو سعید خدری رض حکایت کرد که ما روزے ہمراه آنجناب علیه السلام ہنگام شب
در غزوه یا در سفرے میرفتیم چون آخر شب شد در شپنه کوہے گذشتیم که آن را ذات الحنظل میگفتند

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرسودند ما مثل هذه الامة الا كمثل الباب الذى قال الله تعالى
ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطة نغفر لكم خطايا كم - **خلاصہ ترجمہ** - بعض مکانون مین اللہ
تعالیٰ کی رحمت ونعمت نازل ہوتی ہے یا بعض خاندان قدیم اہل اصلاح وتقوی کے ایسی
ایسی خاصیت پیدا ہوتی ہے کہ ان مین توبہ کرنا اور عبادت بجالانا بسبب برکت قبولیت کے
نیک ثمرے حاصل ہوتے ہین اور اسی کی موافق ہے مضمون حدیث کا کہ ابن مردویہ نے ابوسعید
خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک رات ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی
غزوہ یا سفر مین چلے جاتے تھے کہ آخر شب مین ایک پہاڑ کے ٹیلے پر گذری - اس جگہ کا نام
دار الحنظل تھا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جگہہ مثل اسی دروازے کے ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم فرمایا تھا کہ اس دروازے مین سجدہ اور عاجزی کرتے ہوئے - اور
حِطّہ کہتے ہوئے داخل ہو - تمہاری خطائین معاف ہونگی - **چوتھی دلیل** - حضرت شاہ صاحب معصوف
تفسیر آیتہ ان الصفا والمروة من شعائر الله مین لکھتے ہین - ارشعائر اللہ بودن محض کبرت
صبر حضرت ہاجرہ حاصل گشتہ کہ محبت خاصہ حضرت حق سبحانہ جل وعلا در میان ہین دو کوہ بکوہ
درحق ایشان جلوہ گرشد وحل مشکل ایشان فرسود - ازان باز معنی شعائر اللہ بودن درین ہردو کوہ
بمنزلہ جوہر ذاتی آنہا گشتہ - **خلاصہ عبارت ہذا** - کوہ صفا ومروہ کا شعائر اللہ ہونا حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہی کی برکت سے ہوا اور انہیں دونون پہاڑون مین اللہ جل شانہ
کی محبت خاصہ نے ظہور فرماکر اون کی مشکل کو حل کیا پھر شعائر اللہ ہونا ان کا بمنزلہ جوہر ذاتی کے
ہوگیا - **پانچوین دلیل** - حضرت موصوف سورہ انا انزلناہ کی تفسیر مین تحریر فرماتے ہین - از
مضمون این سورہ معلوم میشود کہ عبادات وطاعات را بسبب اوقات نیک ومکانات
متبرک وحضور اجتماع صالحان در ایجاب ثواب وایراث برکات وانوار مزیتے عظیم حاصل میشود

ان آیاتِ قرآنی و تفسیر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے بوجہِ احسن ثابت ہوگیا کہ مواضع و مکانات
متبرکہ واوقات حسنہ میں اعمال وافعال صالحہ موجب برکات وقبولیت دعا ہوتے ہیں علی الخصوص
ایسے مواضع و مواقع میں جس میں حضرت شارع علیہ السلام خود اون کی تعظیم وتکریم اور قبولیت دعا
کا اشارہ بلکہ تصریح فرماویں وہ بطریق اولےٰ معظم ومکرّم ہوں گے۔ پس طالبانِ راہ سنّت
ورشد وہدا کو ضرور ہوا کہ جو مقامات متبرکہ شارع کی جانب سے مشار الیہا ہوں و باصلحاء کرام و
علماء عظام کے ارشاد سے مشہور ہوئے ہوں اون کی تعظیم وتکریم من طریق سلف صالحین کولازم
وواجب سمجھیں۔ کتاب جواہر الایقان فی حفظ الایمان مؤلفہ مولانا مفتی حکیم عبدالکریم صاحب مرحوم
دہلوی جن کا تبحّر علمی و اعتبار اون کی سوانح عمری سے جو اسی کتاب کے اوّل میں درج ہے معلوم
ہوتا ہے۔ مولوی محمد انوار الحق صاحب فرماتے تھے کہ یہہ حضرت مولانا مفتی محمد صدرالدین خان
صاحب مغفور صدر الصدور دہلی کے شاگرد اور عدالت راج الور کے مفتی تھے اون کی یہہ کتاب
مطبع افضل المطابع دہلی میں چھپی ہے۔ حضرت مولف مرحوم نے تعظیم تبرکات آثار مبارک میں ایک
فتویٰ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہے جس سے صریح ثابت ہے کہ تبرکات اصلی
ہوں و یا نقل و مثال تبرکات اصلیہ کے ہوں اُن کی تعظیم وتکریم علماے اُمّت کے نزدیک خلفاً
عن سلف ماثور و متوارث ہے۔ عبارت فتوے کی یہہ ہے:۔ چہ میفرمایند علماء دین در تعظیم

تبرکات انبیاء و صلحا و تبرک بآثار ایشان جائز است یا نہ۔ مثلاً پیغمبرے یا پیرے درجائے نماز گذارد
یا اعتکاف نمودہ آن مکان را متبرک دانستن و عبادت را دران بہتر دانستن و محل قبولیت
دعا و عبادت فہمیدن چہ حکم دارد؟۔ و بارچہ پوشش و عصا و امثال آن اشیاء مستعملہ بزرگان
متبرک دانستن و باحتیاط داشتن و ہمچنین موے و ناخن وغیرہ را چہ حکم و لقمہ آب وضو و پس خوردہ
و دم کردہ بزرگان را متبرک دانستن و از جاے بجاے بردن چہ حکم دارد؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب - تبرک بآثار صالحین شعار دین است قدیماً و حدیثاً و از کتاب و سنت ثابت،
انکار آن و کلام در آن غیر از الحاد و زندقه چیزی نتوان گفت - در قرآن مجید وارد است یأتیکم التابوت
فیه سکینة من ربکم و بقیة مما ترک آل موسی و آل هارون تحمله الملائکة - در تفاسیر
معتبره مرویست که بود در آن صندوق پاره‌هاے الواح و عصاے موسی و عمامهٔ هارون و غیره و بود
بدست بنی اسرائیل و در وقت قتال پیش میکردند آن را و بسبب آن فتحیاب مے شدند بر اعداء
و وقت جنگ فرشتگان بر مے داشتند بالاے سر تا بنی اسرائیل و بنی اسرائیل قتال میکردند چون
که از آن تابوت آوازے مے آمد نصرت می یافتند هرگاه بنی اسرائیل عصیان و فساد نمودند الله تعالی
مسلط نمود بر ایشان عمالقه را که آن تابوت از ایشان سلب کردند هرگاه بے ادبی کردند با تابوت
الله تعالی بر آن کفار بلا مسلط نمود هر که قریب آن بول و براز میکرد به بواسیر مبتلا گردید پس
کفار دانستند که این بلا بسبب بے ادبی تابوت است بر گاوان نهاده خود روانه ساختند فرشتگان
بمنزل طالوت رسانیدند - و در صحیح مسلم از ابن مالک مرویست - قال اصابنی فی بصری بعض
الشیء فبعثت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم انی احب ان تاتینی فتصلی فی منزلی فاتخذه
مصلی قال فاتی النبی صلی الله علیه وسلم ومن شاء الله من اصحابه فدخل وهو یصلی فی منزلی
واصحابه یتحدثون بینهم الخ و در روایت دیگر مسلم آمده فقال خط لی مسجدا فجاء رسول الله صلی الله
علیه وسلم الخ - نووی در شرح مسلم نوشته قوله فخط لی مسجدا ای علم لی علی موضع لاتخذه مسجدا
ای موضعا اجعل صلوتی فیه متبرکا بآثارک وفی هذا الحدیث انواع من العلم تقدم کثیر منها
ففیه التبرک بآثار الصالحین - و در صحیح بخاری در باب خضاب مرویست که بود نزد ام سلمه رض موی
مبارک آنحضرت صلی الله علیه وسلم در جلجله از نقره - هرگاه بسر کسی از صحابه رنجی میرسید نزد ام سلمه رض
و عرض مے کردند پس می آورد آنرا و حرکت میداد در آب و استشفاء میکردند صحابه رض بآن و حدیث

طلق ابن علی درباره تبرک گروه بردن آب بقیه وضوے آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم به بلاد خود
در مشکوٰة از نسائی منقول است۔ ملا علی قاری در شرح نوشته وفیه التبرک بفضلة صلی اللہ علیه
وسلم ونقله الی البلاد لیطهر ما ذکره فانه صلی الله علیه وسلم کان اسمحهم من مرحمته
لیتبرک به اهل البلد بنیة ویاخذون من ذلک ان فضلة واربابهم من العلماء والصلحاء کذلک
همچنان شیخ عبدالحق در ترجمه وشرح ودیگر شرح نوشته۔ الغرض کتب وسیر ازین امور پر اند شفاء
قاضی عیاض وشروح آن ونصانیف سمهودی باید دید ودر جذب القلوب ودیگر کتب شیخ عبدالحق
هم این مطلب بخوب وجه ادا گردیده است۔ نزد فقیر این امر قابل استفتا واجازت نیست۔
محبت باکسیکه واجب التعظیم است بالطبع اقتضاے محبت تعظیم آثار ومنسوبات او میکند تناول
وعدم اعتنا بآن دلیل است بر عدم محبت با تبعه ومنسوبات و کاوکاویکه در تنقید روایات واثبات
اصلیت آثار میکنند خالی از سوء سیرت نیست۔ اصل اهتمام این امور در علمیات است پیشتر در عملیات
و در فضائل اعمال وغیره وسعت است الم یکفک ان سمعت اگر شنیده باشند در امثال همین
امور است باد نے نسبتے وقلیل مشابهتے تعظیم بجا آورد۔ کابس ابن ربیعه هرگاه داخل شد بر
معاویه ابن ابی سفیان معاویه بلحاظ آن گونه مشابهت که با آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم داشت
از تخت خود بپا بانه برائے تعظیم برخاسته کابس را بر تخت نشانده خود در بادب نشسته بتوقیر تمام
رخصت نمود و مداخل مرغاب را بکابس گذاشت۔ در مواهب لدنیه وغیره مذکور است و شیخ
عبدالحق در مدارج نقل نموده که یکے از اهل بیت کرام را که نام او یحیی بن القاسم بن محمد بن جعفر بن محمد
بن علی بن الحسین بن علی کرم اللہ وجهه که ملقب بود بشبیه در موضع خاتم نبوت شامه بود مقدار
بیضة الحمام مشابه خاتم النبوت چون در حمام مے در آمد و مے دیدند او را مردم درود میفرستادند بر حضرت
رسول صلی اللہ علیه وسلم واز دحام مے نمودند بروے ومی بوسیدند لتیت اورا تبرکا۔ انتهی العوی

حضور سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے زمان ہدایت نشان مین وما بعد وفات حضور کے زمانۂ صحابہ وصحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تبرکات کی جو تعظیم وتکریم کہ کتب صحاح وغیرہ مین ماثور ومنقول ہوئی ہے خاکسار اون احادیث واقوال کو نقل کرتا ہے تاکہ ناظرین ناتمکین کو بوجہ احسن معلوم ہو جاوے کہ تبرکات کی تعظیم بلا قیل وقال صحیح علیہ وسلم عند الکل ہے پس بجملہ تعظیم تبرکات سے

حضور کے آب وضو کی تعظیم

کتب مشکوٰۃ باب السترہ مین یہہ حدیث شریف وارد ہے۔ عن ابی جحیفۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ وھو بالابطح من قبۃ حمراء من ادم ورأیت بلالا اخذ وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورأیت الناس یبتدرون ذلک الوضوء فمن اصاب منہ شیئا تمسح بہ ومن لم یصب منہ اخذ من بلل ید صاحبہ - **خلاصۂ ترجمہ** - ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ دیکھا مین نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مین مقام ابطح خیمۂ سرخ چرمی مین تشریف فرما تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آب وضو کو تبرکاً لے رہے ہین اور لوگ بہی اوس پانی کو لینے کے لئے دوڑے جس شخص کو وہ پانی ہاتھہ لگا اوس نے اپنے مُنہہ اور جسم پر ملا اور جسکو نہیں ملا اوسنے دوسرے شخص کی ہاتھہ کی تری کو لے لیا - ایضاً قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا فصل فی عادۃ الصحابۃ فی تعظیمہ علیہ السلام مین لکہتے ہین قال عروۃ ابن مسعود حین وجھتہ قریش عام القضیۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورأی من تعظیم اصحابہ لہ ما رأی وانہ لا یتوضأ الا ابتدروا وضوءہ وکادوا یقتتلون علیہ ولا یبصق بصاقا ولا یتنخم نخامۃ الا تلقوھا باکفہم فدلکوا بھا وجوھھم واجسادھم ولا تسقط منہ شعرۃ الا ابتدروھا واذا امرھم بامر ابتدروا امرہ واذا تکلم خفضوا اصواتھم عندہ وما یحدون الیہ النظر تعظیما لہ فلما رجع الی قریش قال یا معشر

فارس الی جنب کسریٰ فی ملکہ و قیصر فی ملکہ والنجاشی فی ملکہ وانی واللہ ما رأیت ملکا فی قومہ قط مثل محمد فی اصحابہ - **خلاصہ ترجمہ** قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں لکھا ہے کہ قریش نے جنگ حدیبیہ میں جب عروہ بن مسعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صلح کرنے کے لئے بھیجا تو عروہ نے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس طرح تعظیم کرتے دیکھا کہ جب آپ وضو کرتے حضور کے آب وضو کے لینے کے لئے اصحاب کرام باہم کٹے مرتے اور اگر آپ تھوکتے یا ناک پاک کرتے تو اوس تھوک و رینٹ ہی کو دوڑ کر لیتے اور تبرکاً اپنے اپنے جسم پر ملتے تھے - اگر آپ کا کوئی بال زمین پر گرتا تو اوسکو لیکر بحفاظت تمام اپنے پاس رکھتے اور جس کام کا حکم فرماتے فوراً اُس کی تعمیل کرتے - اور جس وقت آپ کوئی بات کرتے بہت آداب سے آواز کو پست کر کے اوس کا جواب دیتے - اور کمال عظمت کی وجہ سے آپ سے آنکھ نہ ملاتے - یہ کیفیت دیکھکر جب عروہ واپس آئے تو قریش کو کہا اے قریش واللہ میں بادشاہ فارس و حبشہ و روم کے دربار میں گیا ہوں میں نے کسی بادشاہ کی ایسی تعظیم کرتے نہیں دیکھا جیسے اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی تعظیم کرتے ہیں - منجملہ آن

حضور کے آب وضو سے مریضوں کو شفا

صحیح بخاری باب عیادۃ المغمی علیہ میں یہہ حدیث شریف وارد ہوئی ہے - عن ابن المنکدر سمع جابر بن عبد اللہ یقول مرضت مرضا فاتانی النبی صلے اللہ علیہ وسلم یعودنی وابو بکر وھما ماشیان فوجدانی اغمی علی فتوضا النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم صب وضوئہ علی فافقت فاذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم - **خلاصہ ترجمہ** - حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بیمار تھا - جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر رضی اللہ عنہ میری عیادت کو تشریف لائے - مجکو بیہوش پایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسوقت وضو کر کے مجھپر پانی وضو کا ڈالا - میں بیہوشی سے ہوشیار ہوا

تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تشریف فرما دیکھا - منجملہ آن

حضور کے پانی پینے کے پیالہ کی تعظیم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا فصل فی کراماتہ وبرکاتہ میں لکھے ہین حدثنا القاضی الوعلی

عن شیخہ ابی القاسم بن المامون قال کانت عندنا قصعۃ من قصاع النبی صلے اللہ علیہ

وسلم فکنا نجعل فیھا الماء للمرضی فیستشفون بھا - خلاصہ ترجمہ - ابوالقاسم بیٹے مامون کے

کہتے ہین کہ ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ تہا ہم اوس مین پانی ڈال کر مریضون کو

پلاتے - مریض اس سے شفا پاتے - صاحب بخاری باب الشرب من قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مین لکھتے ہین عن عاصم الاحول قال رأیت قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند انس بن مالک

قال انس لقد سقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھذا القدح اکثر من کذا و کذا -

قال ابن سیرین انہ کان فیہ حلقۃ من حدید فاراد انس ان یجعل مکانھا حلقۃ من ذھب

او فضۃ فقال لہ ابوطلحۃ لا تغیرن شیئا صنعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فترکہ -

خلاصہ ترجمہ - حضرت عاصم بیان کرتے ہین کہ مین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ دیکہا - حضرت انس رضی کا بیان ہے کہ مین نے اس پیالہ مین اکثر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی پلایا ہے - ابن سیرین علیہ الرحمۃ کہتے ہین اس پیالے میں

حلقہ لوہے کا لگا ہوا تھا - حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا اسکی جگہ چاندی یا سونیکا حلقہ

لگادین حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے انس اسکو نہ بدلو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسی طرح رکھا ہے - حضرت انس رضی نے اوس کو ویسا ہی رہنے دیا - علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ شمائل

مین لکھتے ہین - ثم بعد ذلک اشتری ابوطلحۃ ھذا القدح من میراث النضر بن انس رضی اللہ عنہما

بثمان مائۃ الف درھم وعن البخاری انہ رأیتہ بالبصرۃ ذلک القدح بلا قدح وشرب منہ تبرکا لہ

خلاصۂ ترجمہ - علامہ ابن حجر کہتے ہین کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بعد وفات حضرت
انسؓ کے اون کے بیٹے نضر سے وہ پیالہ آٹھ لاکھ درہم کو خریدا اور امام بخاریؒ سے روایت ہے کہ
انہون نے وہ پیالہ بصرہ مین دیکھا اور اوس مین تبرکاً پانی پیا - امام نووی شارح صحیح مسلم
باب اباحۃ النبیذ الذی لم یشتد ولم یصر مسکراً تحت حدیث ابو حازم فاخرج لنا سہل ذلک القدح
فشربنا فیہ ثم استوھبہ بعد ذلک عمر بن عبد العزیز فوھبہ لہ رواہ مسلم کے لکھتے ہین یعنی
القدح الذی شرب منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا فیہ التبرک باٰثار النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وما مسہ او لبسہ او کان منہ فیہ سبب وھذا نحو ما اجمعوا علیہ واطبق السلف والخلف علیہ
من التبرک بالصلوٰۃ فی مصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الروضۃ الکریمۃ ودخول الغار
الذی دخلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیر ذلک ومن ھذا اعطاؤہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا طلحۃ
شعرہ لیقسمہ بین الناس واعطاؤہ صلی اللہ علیہ وسلم حقوہ لتکفن فیہ بنتہ وجعلہ الجریدتین
علی القبرین وجمعت ملحان عرقہ صلی اللہ علیہ وسلم وتمسحوا بوضوئہ صلی اللہ علیہ وسلم ودلکوا
وجوھھم بنخامۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واشباہ ذلک کثیرۃ مشہورۃ فی الصحیح وکل ذلک
واضح لا شک فیہ - انتہی کلام النووی - **خلاصۂ ترجمہ** - امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح
صحیح مسلم ابو حازم کی اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین جس کا ترجمہ یہہ ہے حضرت سہل رضی اللہ
عنہ نے وہ پیالہ جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا تھا نکالکر زیارت کرائی - عمر بن
عبد العزیز نے اس پیالہ کو اون سے مانگا اُنہون نے وہ پیالہ عمر بن عبد العزیز کو ہبہ کر دیا - رواہ مسلم
اس حدیث کی شرح مین امام نووی علیہ الرحمۃ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد معجزات بیان کئے
ہین وہ یہہ ہین - یہہ حدیث سند ہے واسطے تبرک لینے کے آثار مبارک سے خواہ وہ آثار ہون
جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مس کیا ہو یا پہنا ہو یا کوئی اور سبب ہوا جس جگہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی ہو اس جگہہ نماز پڑہنی اور جس غار مین حضرت تشریف لے گئے ہون وہان تعظیماً و تبرکاً جانا - اور انہین تبرکات مین سے ہے کہ آپنے اپنے موے مبارک ابوطلحہ کے ہاتھہ سے تقسیم کرائے اور اپنی صاحبزادی حضرت زینب کے کفن کے واسطے تہ بند دیا اور دو قبر گنہگارون پر ٹہنی کہجور کی رکہی تا میت کا عذاب رفع ہو - اور آپکے پسینے کو ملحان نے جمع کیا اور آپکے آب وضو اور ریزش بینی کو لوگون نے تبرکاً جسم پر ملا اور اسی قسم کے تبرکات کی تعظیم وتکریم سلفاً عن خلف مشہور ومعروف ہے - جسے کہ صحابہ وغیرہ نے اس پر اجماع کیا ہے - حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصریح سے بوجہ احسن ثابت ہو گیا کہ تبرکات کی تعظیم وتکریم بلا انکار مجمع علیہ ہے - مولوی عبد الحلیم لکھنوی علیہ الرحمۃ رسالہ نور الایمان فی آثار حبیب الرحمن مین لکہتے ہین

وکان عند عمر بن عبد العزیز اشیاء من متروکاتہ صلی اللہ علیہ وسلم منہا الخفان والقطیفۃ والکسانۃ وغیرہا کان ہو یحافظہا ویہتم بہا وکان یزورہا کل یوم مرۃ واذا جاء عندہ واحد من الاشراف اذہب بہ الیہا ویقول ہذہ امانۃ من اکرمکم اللہ واعزکم بہ کذا اوردہ الشیخ الدہلوی ومن ذلک لمس الحجر الذی فی مکۃ فی زقاق الحجر من طریق ست ام المومنین خدیجۃ وہو مرکب فی الجدار ترہ الناس ہم متبرکون بمسح ہذا الحجر قال ابن حجر المکی الہیتمی انہ نقل متواترا من اہل المکۃ ان ہذا الحجر ہو الحجر الذی کان یسلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل النبوۃ - **خلاصہ ترجمہ** - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مال متروکہ مین سے عمر بن عبد العزیز کے پاس تبرکات تہے - جیسے موزہ - چادر - تیردان چرمی - آپ اوس کی بہت حفاظت رکہتے اور ہر روز ایک بار اوس کی زیارت کرتے - اور اگر کوئی شریف آدمی اون کے پاس آتا تو اون کو تبرکات کی زیارت کراکر کہتے کہ یہہ تبرکات اون کے ہین جو اللہ تعالے کے نزدیک برتر ہین اور جن کی بدولت تم کو اعزاز حاصل ہوا ہے - اور ایسا ہی مکہ معظمہ زقاق الحجر مین ایک

دیوار میں پتھر چسپاں ہے وہ پتھر ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا کرتا تھا۔ لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اور تبرکاً ہاتھ پھیرتے ہیں۔ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے تواریث اہل مکہ کا نقل فرماکر کہا ہے۔ وہی پتھر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل نبوت آپ کو سلام کیا کرتا تھا۔ صاحب روضۃ الاحباب قریب خاتمہ جلد اول کے لکھتے ہیں۔ ومرویست کہ بعضے از متروکات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش عمر بن عبدالعزیز بود وآں را در خانہ مضبوط نگاہ میداشت وہر روز یکبار میرفت وآنہا را زیارت میکرد وگاہ بود کہ چون بعضے از اشراف قریش پیش وے آمدندے ایشان را بآنخانہ مے برد وآنہا را بایشان مے نمود ومیگفت ھذا میراث من اکرمکم اللہ تعالیٰ به وگویند در آنخانہ سریرے وبالشتے ازادیم کہ حشو آن از لیف خرما ویک جفت موزہ وقطیفہ واشیاء دستی وکنانہ کہ دران چند تیر بود ودر قطیفۂ آنحضرت از وسخ سر مبارک بود ومردے زحمت عظیم داشت وشفائی یافت از عمر بن عبدالعزیز التماس نمودند کہ بعضے ازان وسخ را بشویند وباسعوط در بینی آن بیمار چکانند قبول نمود وچنان کردند بیمار شفا یافت۔ علامہ عینی شارح صحیح بخاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں فیہ دلیل التبرک من حیث صلی اللہ علیہ وسلم وانیتہ من باب السلوک بآثارہ وکان ابن عمر رضی اللہ عنہما یصلی فی المواضع التی کان صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فیہا ویبرک ناقتہ حیث ادارھا تبرکا بالاقتداء وحرصا علی اقتفاء آثارہ

خلاصہ ترجمہ۔ یہ حدیث دلیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالہ وغیرہ میں پانی پینے کی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے تھے اور جس جگہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی سواری لیجایا کرتے یہ بھی اپنی سواری کو تبرکاً لیجاتے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس اتباع کی مفصل کیفیت جذب القلوب میں لکھتے ہیں۔ مسجد الغزالہ گویند سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم در وے نماز گذاردہ ودر بعضے

کہ اورا نابہ گوشت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما درآنجا نزول سفر بود و میگفت ھذا منزل رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم و در آنجا درختے بود کہ چوں ابن عمر درانجا نزول میکرد وضو میساخت بقیہ آب

در بیخ درخت مے افگند و میگفت ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مروایتے آمدہ کہ

بہ گرد درخت گردید و در بیخ او آب مے انداخت بقصد اتباع آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام و رضی اللہ عنہم

منجملہ آن

حضور کے لباس کی تعظیم

مشکوٰۃ باب غسل المیت وتکفینہ میں یہ حدیث شریف ہے عن ام عطیۃ قالت دخل علینا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نغسل ابنتہ فقال اغسلنہا ثلثًا او خمسًا او اکثر من ذلک بماء وسدر واجعلن

فی الآخرۃ کافورًا او شیئًا من کافور فاذا فرغتن فآذننی فلما فرغنا آذناہ فالقی حقوہ وقال اشعرنہا ایاہ

خلاصہ ترجمہ ام عطیہ کہتی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہم آپ کی

صاحبزادی حضرت زینب کو غسل دے رہی تھیں حضرت نے فرمایا کہ بیری کے پتے اور پانی سے تین بار یا

پانچ بار یا زیادہ نہلانا اور آخر میں کافور یا خوشبو ملکر مجھکو خبر کرنا۔ جب ہم غسل دیکر فارغ ہوئے تو

حضرت کو خبر کی حضور نے اپنا تہبند دیکر فرمایا اسکو شعار کرو یعنی زیر کفن جسم سے ملا ہوا رکھو۔

حضرت محدث دہلوی قدس سرہ لکھتے ہیں تا برکت آن بوے رسد و درینجا استحباب تبرک بلباس

صالحین و آثار ایشان بعد از موت در قبر چنانکہ قبل از موت نیز ہمچنین بود۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

شعار کے معنی لکھتے ہیں ومعنی اشعرنہا ایاہ اجعلنہ شعارًا لہا وھو الثوب الذی یلی الجسد والحکمۃ

فی اشعارہا بہ تبرکہا ففیہ التبرک باٰثار الصالحین ولباسہم۔ خلاصہ ترجمہ یعنی اشعرنہا

کے یہ معنی ہیں جو کپڑا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا وہ جسم سے ملا رہے تاکہ میت

کو برکت حاصل رہے اور صلحاء و اولیاء کرام کے لباس تبرکا لینے کی یہی یہ حدیث دلیل ہے۔

عینی شارح بخاری اسی حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں والحکمۃ فیہ التبرک بما مارہ الشریعۃ وھو
اصل فی التبرک بآثار الصالحین - انتہیٰ ملخصاً - قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا میں لکھتے
ہیں عن اسماء بنت ابی بکر انہا اخرجت جبۃ طیالسۃ وقالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یلبسہا فنحن نغسلہا للمرضیٰ نستشفی بہا - خلاصۂ ترجمہ - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دختر
اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنا ہوا جبہ تھا - بعد وفات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اوس کو دھو کر بیماروں کو پلاتی تہیں - اس پانی سے مریض شفا پاتے
تاریخ الخلفاء میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ان کعب بن زھیر رضی اللہ
عنہ لما انشد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قصیدتہ بانت سعاد رمی الیہ ببردۃ کانت علیہ فلما کان
زمن معاویۃ رضی اللہ عنہ کتب الی کعب بعنا بردۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعشرۃ آلاف درہم
فابی علیہ فلما مات کعب بعث معاویۃ الی اولادہ بعشرین الف درہم و اخذ منہم البردۃ - ❖
خلاصۂ ترجمہ - کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو جو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے قصیدہ
بانت سعاد کے صلہ میں چادر دی تہی حضرت کعب اس چادر کو تبرکاً اپنے پاس رکھتے تھے - حضرت
معاویہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں کعب کو دس ہزار دینار اس چادر کی قیمت دی - کعب نے منظور نہیں کیا
بعد اون کی وفات کے حضرت معاویہ نے اُن کی اولاد سے وہ چادر بیس ہزار دینار کو خرید لی -
اس واقعہ کو تواریخ شبیب الخ میں بھی لکھا ہے - منجملہ آن -

حضور کے موئے مبارک کی تعظیم

مشکوٰۃ باب الحلق میں یہ حدیث شریف وارد ہوئی ہے - عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی
منا فاتی الجمرۃ فرماھا ثم اتی منزلہ بمنا ونحر نسکہ ثم دعا بالحلاق وناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ
ثم دعا ابا طلحۃ الانصاری فاعطاہ ایاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلق فاعطاہ ابا طلحۃ فقال

اقسمہ بین الناس- **خلاصہ ترجمہ**- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ میں رمی جمار کر کے منا میں تشریف لائے اور قربانی کر کے موتراش کو بلایا اور داہنی جانب سر کے بال حلق کرا کر موئے مبارک ابوطلحہ انصاری کو دیئے پھر بائین طرف سے سر کو حلق کرا کے موئے مبارک ابوطلحہ کو دیکر فرمایا ان بالون کو لوگون مین تقسیم کر دے- حضرت محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے ترجمہ مین لکھتے ہین پس بہر یک یک تارہ موے و دو تارہ موے نصیب رسیدہ- گویا شاعر باین قصہ اشارت کردہ است ؎

	مرا از زلف تو موئے بسند است
فضولی میکنم بوئے بسند است	

وہمچنان ناخنان نیز تقلیم کردہ برحاضران قسمت فرمود واین برکات درمیان امت تا الیٰ یومنا ہذا باقی ماند کہ باعث تذکرہ و یادداشتے بود از اجزاے وجود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم- گویا بوئے بسند است گفتہ است ہمین مراد است- رسالہ تذکرۃ الاحباب من کلام من اختص بالوحی والکتاب مین لکھا ہے- واضح ہو کہ یہہ رسالہ صاحبزادہ مولوی حاجی محمد عبد المجید خان صاحب مرحوم داماد نواب وزیر الدولہ بہادر رئیس ٹونک کا تصنیف کیا ہوا مولانا محمد انوار الحق صاحب دام مجدہ کے کتب خانہ مین قلمی موجود ہے- حضرت مولانا موصوف نے یہہ عبارت اوس رسالہ مین سے نقل فرما کر خاکسار کو عنایت کی تھی تعظیم موئے مبارک کی سند مین راقم نقل کرتا ہے:- **الفائدۃ السادسۃ عشر فی باب الحلق** انہ علیہ السلام رمی ونحر وقال للحلاق خذ واشار الی جانبہ الایمن ثم الایسر ثم جعل یعطیہ الناس قال ابو کریب فبدأ بالشق الایمن فوزعہ الشعرۃ والشعرتین بین الناس واستعمل منہ التبرک بشعرہ علیہ السلام وکذلک بجمیع آثارہ وعن عبیدۃ السلمانی لان تکون عندی شعرۃ منہ احب الی من کل بیضاء وصفراء علی وجہ الارض وبطنہا- فقط علامہ جلال الدین سیوطی

رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء مین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حال مین لکھتے ہین وکان عندہ
لشئ من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قلامۃ اظفارہ فاوصٰی ان تجعل فی فمہ وعینیہ
وقال افعلوا ذالک وخلوا بینی وبین ارحم الراحمین - **خلاصہ ترجمہ** - حضرت معاویہ رضی اللہ
عنہ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موے مبارک وناخن تھے - وقت مرنیکے اُنہون نے
وصیت کی کہ یہہ تبرک میرے منہہ اور آنکھون مین رکھہ دینا کہ مجکو بھی نفع دین گے اور اللہ تعالیٰ
ارحم الراحمین ہے - مشکوٰۃ باب الطب والرقی مین یہہ حدیث ہے عن عثمان بن عبد اللہ بن
موھب قال ارسلنی اھلی الی ام سلمۃ بقدح من ماء وکان اذا اصاب الانسان عین او شئ بعث
مخضبۃ فاخرجت من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت تمسکہ فی جلجل من فضۃ فخضخضۃ
لہ فشرب منہ قال فاطلعت بالجلجل فرأیت شعرات حمراء - رواہ البخاری - **خلاصہ ترجمہ**
حضرت عثمان بن عبد اللہ کہتے ہین میری زوجہ نے مجکو حضرت ام سلمہ کے پاس پیالہ پانی لیکر بھیجا
اور جب کسیکو نظر لگتی یا کوئی اور مرض ہوتا ایک بڑے برتن مین پانی لیکر حضرت ام سلمہ کے پاس
بھیجدیتی تہین انہون نے ایک چاندی کی نلی مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موی مبارک
رکھہ چھوڑے تھے - وقت ضرورت کو اون کو نکال کر پانی مین ہلا دیتین وہ مریض پانی پی لیتا
تھا روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے - حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا فصل ومن
اعظامہ واکبارہ اعظام جمیع اسبابہ مین لکھتے ہین - وکانت فی قلنسوۃ خالد بن الولید شعرات
من شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت قلنسوتہ فی بعض حروبہ فشد علیہا شدۃ انکر علیہ اصحاب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرۃ من قتل فیہا فقال لم افعلہا بسبب القلنسوۃ بل لما تضمنتہ من شعر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتہا وتقع فی ایدی المشرکین - **خلاصہ ترجمہ**
خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مین جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے موی مبارک تھے

ابر ہرگز نبود یکے توبہ کرد و دیگران گفتند قضیۂ اتفاقیہ است۔ دگر بار بر آوردند دیگر بار ابر پارہ ظاہر شد
دیگر سے توبہ کرد ہمہ تسیمی گفتند این نیز قضیۂ اتفاقیہ است سیوم بار بآفتاب بردند دیگر بار ابر پارۂ ظاہر شد
ہمہ تسیمی نیز در سلک نائبان منسلک گشتند۔ دیگر آنکہ برائے زیارت برآوردم مجمع عظیم بود۔ ہر چند
کلید قفل سے ہادم و سعی سکردم مفتوح نمیشد بدل خود متوجہ شدم معلوم شد کہ فلان جنب است
التماس جنابت او مستفسر گشتہ آبدر عیب پوشی کردم و ہمہ را بتجدید طہارت فرمودم جنب ازان مجمع
بیرون رفت انگاہ بسہولت مفتوح گشت زیارت کردیم۔ حضرت الشان در آخر عمر تبرکات
قسمت میفرمودند یکے ازان دو موے بکاتب حروف عنایت فرمودند۔ الحمد للہ رب العالمین۔

جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مس کیا یا استعمال فرمایا یا آپکے نام سے مشہور ہو اوسکی تعظیم کو علماء دین مستحب لکھتے ہین ٭

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفاء فصل ومن اعظامہ واکبارہ اعظام جمیع اسبابہ
واکرام مشاہدہ وامکنتہ من مکۃ والمدینۃ ومعاہدہ وما لمسہ علیہ الصلوٰۃ والسلام او عرف بہ مین لکھتے
ہین۔ خلاصہ ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباب و مشاہد و مکانون کی اور جس چیز کو آپنے
ہاتھ لگایا یا آپ کی طرف منسوب ہو ان سب کی تعظیم و عظمت کرنی آپ کی محبت کی علامات مین سے
ہے۔ اسی عبارت کی حاشیہ پر لکھا ہے۔ والمراد جمیع ما نسب الیہ وعرف بہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی عرف بہ سے یہ مراد ہے کہ جو چیز آپ کی طرف منسوب ہے اوس کی تعظیم کرنی۔ حضرت ملا علی
قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفاء مین فرماتے ہین قولہ او عرف بہ بصیغۃ المجہول ای تمکین
اکرامہ الان واعظامہ فی ہذا الزمان۔ ونیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ زیارۃ مصطفویہ
مین فرماتے ہین واعلم انہ یستحب زیارۃ المسجد والدار والآثار المنسوبۃ الیہ صلی اللہ علیہ
وسلم سواء علمت عینہا او جہتہا صرح بہ جماعۃ منا ومن الشافعیۃ والمالکیۃ وغیرہم

خلاصہ ترجمہ مستحب ہے زیارت کرنی مسجد اور کنوؤن اور اون آثار کی جو منسوب ہین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بعینہ باجہتہ اور تصریح کی ہے اس استحباب پر ہمارے علماء حنفیہ نے اور ائمہ شافعیہ اور مالکیہ نے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اسی فصل مین لکھے ہین

روی عن صفیۃ بنت نجدۃ قالت کان لابی محذورۃ قصۃ فی مقدم راسہ اذا قعد وارسلہا اصابت الارض فقیل لہ الا تحلقہا فقال لم اکن بالذی یحلقہا وقد مسہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ

خلاصہ ترجمہ ابی محذورہ کے سر پیشانی کی جانب بالون کا موٹھا بندھا ہوا تھا۔ جب اوس کو بیٹھکر کھولتے زمین تک لٹک جاتا تھا۔ لوگون نے کہا کہ تم اسے کیون نہین منڈاتے۔ کہا کیونکر مونڈواؤن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے چھوا ہے اور اسی فصل مین ہے رأی ابن عمر واضعا یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعہا علی وجہہ ولہذا کان مالک رحمہ اللہ تعالی لا یرکب دابۃ بالمدینۃ وکان یقول استحیی من اللہ ان اطاء تربۃ فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحافر دابۃ

خلاصہ ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھنے کی جگہہ ہاتھہ پھیر کر اپنے مُنہہ پر ملتے تھے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ مین سوار ہوکر نہ چلتے اور فرماتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے اللہ تعالی سے کہ جس زمین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ چلے ہون مین اوس کو جانورون کے کھرون سے روندون۔ **انفاس رحیمیہ** مین حضرت شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبد الرحیم علیہ الرحمۃ کے ملفوظ مین لکھتے ہین۔ امام مالک رضی اللہ عنہ درکوچہ ہاے مدینہ گاہے سوار نشد زیراچہ جاے کہ محبوب رب العالمین وسید المرسلین علیہ افضل التحیات واکمل التسلیمات پیادہ رفتہ باشد آنجا سواری سوء ادب است وآن امام ہمام ہر جا کہ عمارت ویدیمے دید با دب تمام بوسہ مے داد بر آنہمہ

آنکہ شاید آن گلِ بوستانِ نبوت و آن ثمرۂ باغ رسالت یکو دستے رسانیدہ باشد۔

ایضاً اسی فصل میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکہتے ہیں۔ عن احمد بن فضلویۃ الزاہد وکان من الغزاۃ الرماۃ انہ قال ما مسست القوس بیدی الا علی طہارۃ منذ بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہ۔ **خلاصۂ ترجمہ** احمد بن فضلویہ کہتے ہیں جب سے میں نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمان ہاتھ میں رکھی ہے کبھی بے وضو کمان کو ہاتھ نہیں لگایا۔ تواریخ حبیب آلہ میں لکہا ہے کہ عبد اللہ بن انیس انصاری رضی اللہ عنہ کو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عصا دیکر فرمایا کہ اس عصا کو بہشت میں اپنے ہاتھ میں رکہنا وہ ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکہتے تھے۔ وقت انتقال کے اونہوں نے اپنے کفن میں رکہنے کی وصیت کردی تہی۔ اسی حکایت کو صاحب روضۃ الاحباب نے بھی لکہا ہے۔ عبارتہ ہکذا۔ آنحضرت عصا بمن داد و فرمود تخصر بہذہ فی الجنۃ۔ آوردہ اند کہ آن عصا نزد وے بود تا وقت وفات او در رسید اہل خویش را وصیت کرد تا آن عصا را در کفن وے بپیچیدند۔ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکہا ہے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی زرہ اور عصا اور تلوار اور پیالہ اور انگوٹہی اور موے مبارک اور نعلین شریف اور ظروف کو بعد حضور کی وفات کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے تبرکاً استعمال کیا ہے۔ چنانچہ اسی مضمون سے باب کو شروع کیا ہے۔ باب ما ذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعصاہ وسیفہ وقدحہ وخاتمہ وما استعمال الخلفاء بعدہ الی آخرہ۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفاء فصل فی کراماتہ وبرکاتہ میں لکہتے ہیں وضع بیدہ علی راس حنظلۃ بن خذیم وبرک علیہ فکان حنظلۃ یوتی بالرجل قد ورم وجہہ والشاۃ قد ورم ضرعہا فیوضع علی موضع کف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیذہب الورم **خلاصۂ ترجمہ**۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ رکہکر

برکت کی دُعا فرمائی تھی - آپ جس کسی آدمی یا بکری کے ورم ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ رکھی ہوئی جگہہ کو ورم پر پھیر دیتے تو وہ ورم جاتا رہتا تھا -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرک کی بےادبی سے ہلاکت و عتاب الٰہی کا ظہور

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا فصل من اعظامہ و اکبارہ مین لکھتے ہین - ان جہجاہ الغفاری اخذ قضیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ید عثمان رضی اللہ عنہ وتناولہ لیکسرہ علی رکبتہ فصاح الناس فاخذتہ الاکلۃ فی رکبتہ فقطعہا ومات قبل الحول - خلاصہ ترجمہ جہجاہ غفاری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ سے عصا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چھین کر توڑنے کے لئے گھٹنون پر رکھا - لوگون نے واویلا کی اوس کے گھٹنون پر ایسا زخم ہوگیا کہ پیر کاٹا گیا اور اوس کے صدمہ و تکلیف سے اُسی سال مر گیا - نور الایمان فی آثار حبیب الرحمن مین مولوی عبد الحلیم لکھنوی لکھتے ہین - روی ان معاویۃ رضی اللہ عنہ فی زمان امارتہ کتب الی مروان ان یحمل الیہ المنبر فامر بقلعہ فلما حرکہ عن موضعہ انکسفت الشمس واظلمت الدنیا حتی بدت النجوم فخطب فقال انما امرنی امیر المومنین ان ارفعہ فدعا نجارا فزاد ست درجات و وضع المنبر الشریف علیہا ثم اراد الخلیفۃ المہدی ان یزید علی ذلک المقدار فمنعہ الامام مالک رحمۃ اللہ تعالی - خلاصہ ترجمہ - حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مروان کو لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر شریف اُٹھا لاؤ - مروان نے جبھی ارادہ اوس کے اوٹھانے کا کیا اس بے ادبی کی وجہ سے آفتاب گہنا گیا اور تمام دُنیا مین تاریکی چھا گئی یہان تک کہ تارے نکل آئے - مروان نے یہہ حالت دیکھ کر خطبہ پڑھا اور کہا کہ مین نے یہ کام امیر المومنین معاویہ کے کہنے سے کیا تھا - اس ارادہ کو موقوف کیا اور بڑھئی کو بلا کر چھ

درجے اور سوا کر منبر شریف کو اوسپر رکھا - بعدہ خلیفہ مہدی نے ارادہ کیا کہ اس کی تعظیم کے واسطے اور درجہ سوا دین حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرما دیا - واضح ہو کہ اس واقعہ کو صاحب عینی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جلد ثالث باب فی الخطبۃ علی المنبر مین لکھا ہے - بخوف طوالت وہ عبارت نقل نہین کی - ارباب ایمان و صدق و یقین کو معلوم ہو کہ عبارات ماسبق سے بوجہ احسن ثابت ہو گیا کہ زمانۂ حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آج تک تبرکات کی تعظیم ہمیشہ علی الاتصال ہوتی چلی آئی ہے - اکابر دین مثل انبیاء علیہم السلام و اصحاب کرام و تابعین عظام و اولیاء ذوی الاحترام تعظیم تبرکات مین مساعی جمیلہ مرعی فرماتے رہے اور جسنے بے ادبی کی وہ مغضوب و معتوب ہوا اور آثار غیظ و غضب الٰہی علی الاعلان مشاہد ہوئے - اللھم احفظنا من اساءۃ الادب - یہ تعظیم و تکریم اصلی تبرکات کی تھی جو کتب معتبرہ سے منقول ہوئی - اب یہ بھی واضح رہے کہ جو چیزین مشابہہ و مماثل تبرکات اصلیہ کی ہوئی ہین اون کی تعظیم و توقیر بھی مثل تبرکات اصلیہ کے صلحاء امت و اکابر دین سے ماثور و منقول ہوئی ہے - جو روایات کہ کتب سیر و زیر متداولہ مین لکھی ہوئی ہین منجملہ اُن کے چند روایات اس محل پر ارادۃ الاختصار مین نقل کی جاتی ہین - علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا فصل و من توقیرہ صلی اللہ علیہ وسلم مین لکھتے ہین بلغ معاویۃ ان کابس بن ربیعۃ یشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما دخل من باب الدار قام عن سریرہ و تلقاہ و قبّل بین عینیہ و اقطعہ المرغاب لشبہ صورتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - خلاصہ ترجمہ - حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جس وقت کابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ جاتے آپ کی صورت مشابہ صورت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھکر تخت پر سے کھڑے ہو جاتے اور آپ کی آنکھون کو بوسہ دیتے - آپکی تعظیم مشابہت کی وجہ سے حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ نے برکتہ مُرعاب اون کے پیشکش کیا - مدارج النبوۃ میں حضرت شیخ محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ
افادہ فرماتے ہیں - یکے از اہلبیت کرام را نام یحییٰ بن القاسم بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی
بن الحسن بن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہ ملقب بود بشبیہ در موضع خاتم نبوت مشابہ بود مقدار بیضہ الحمام
مشابہ خاتم نبوت بود وے چون مے آمد در حمام و میدیدند او را مردم درود میفرستادند بر
حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وار دحام مے نمودند بروے و می بوسیدند گشت او را
تبرکا و مراد بشبیہ بعض امور خواہد بود والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تمام حسن شریکے ندارد۔

	مُنزّہٌ عن شریکٍ فی محاسنہ		فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم	

حضور کے اصلی کفشِ پا کی مثال صنیا کی تعظیم

حضرت شیخ الشیوخ محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ من اللہ القوی شرح سفر السعادت میں افادہ فرماتے ہیں
تمثال نعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواص و برکات بسیار دارد و بعضے از اکابر محدثین رسالہ جدا
در بیان آن جمع کردہ و گفتہ کہ نگاہ داشتنِ آن باعث وجود حرز و امان ست از شر بغی و عداوت
حسد اشرار و از شر شیطان مارد - واگر زنے کہ دشوار شدہ باشد زائیدن بروے آنرا نگاہ دارد
آسان شود بروے این دشواری و بعضے از محبان را از علماء و محدثین اشعار و قصائد است
در مدح آن - کذا فی مواہب اللدنیہ انتہیٰ - کتاب روضۃ الاحباب فصل ششم در بیان عادات
سید السادات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات میں لکھا ہے - تمثالے از نعل حضرت رسالت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل این قصہ ہست از کاغذ بریدہ و بر آن خط ہا کشیدہ بمنزلہ دوالہائے
نعل و جائے انگشت بزرگ و جائے دو انگشت میانگی و جائے دو انگشت دیگر خنصر و بنصر معین ساختہ اند
و بر آن کاغذ بخط شریف زبدۃ المحدثین و قدوۃ المحققین برہان الملۃ والشریعۃ والتقویٰ والدین

المشہور بخواجہ ابی نصر پارسا قدس سرہ نوشتہ باین طریق کہ نعلین پاک آنحضرت از چند تاہ ادیم بودہ است برہم بخیہ کردہ وبراو آنچنین دوالہا بودہ است وہم بخط شریف ایشان نوشتہ بعبارت عربی چیزیکہ سوداش باین معنی راجع است این مقدار نعل رسول خدا است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحسب آنچہ ثابت شدہ تصحیح آن ومنقول گشتہ باسناد صحیح مبین گشتہ۔ در کتاب تصحیح المصابیح تالیف العبد الفقیر الی اللہ تعالیٰ ابی الخیر محمد بن محمد بن الجزری اثابہ اللہ تعالیٰ ومن نظمہ فیہ مما نقل من خطہ۔ ص

یا طالبا تمثال نعل نبیہ	ھاقد وجدت الی اللقاء سبیلا
فاجعلہ فوق الراس واخضع واعتقد	تعال فیہ واول لہ التقبیلا
من یدعی الحب الصحیح فانہ	یبدی علی مایدعیہ دلیلا

وہم بر آنجا بخط شریف البنان نوشتہ کہ از جملہ آنچہ مجرب شدہ از برکات تمثال این نعل شریف آنست کہ ہر کس کہ آنرا دایم با خود دارد اورا در میان خلق قبولی تام باشد والبتہ پیغمبر را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیارت کند یا در خواب بیند۔ فقد راہ حقًا واین تمثال شریف در ہر لشکر کہ باشد نگریزند ودر ہر قافلہ کہ باشد غارت نیابد ودر متاع کہ بود دزد بر آن دست نیابد ودر ہر کشتی کہ باشد غرق نشود وتوسل بجویند بصاحب آن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در ہیچ حاجتے اِلّا آنکہ گذاردہ شود ودر ہیچ ضیقے اِلّا آنکہ فرجے حاصل شود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مولوی ابو الخیر رضی الدین صاحب قول السدید میں لکھتے ہیں۔ مثال نعل شریفہ حضرت رسول فخیم علیہ صلوٰۃ اللہ والتسلیم وتوسل کردن بآن در استحصال حاجات ومرادات وپناہ جستن بآن عند حلول الصوادم والحادثات الصعبات از عہد خیریت مہد حضرات تابعین تا ابندہم درمیان جمہور ائمہ دین رائج وجاری یافتہ است وبسیاری از علماء عظام وائمہ کرام درین خصوص بتصنیف رسالہا وکتابہا ساختہ پرداختہ۔ چنانچہ علامہ

محدث تلمسانی کتابے دارد مبسوط مسمّی بہ فتح المتعال فی مدح خیر النعال مشتمل بر فاتحہ و چہار باب
و خاتمہ۔ پس در باب دوم آن مے نویسد کہ ذکر نمودہ اند مثال مطہر را امام ابوبکر بن العربی و حافظ
ابوالربیع کلاعی و حافظ ابن الابار و ابن رشید فہری و ابن مرزوق و حافظ ابن عساکر و سراج
بلقینی و حافظ سخاوی و سیوطی و قسطلانی وغیرہم و سلاسل روایات و اجازت این اکابر از آئمہ
تا انتہا بطرق متعددہ بسند متصل مذکور است۔ منجملہ آنہا سند نسبت کہ تمام میشود بر ابراہیم بن عبدالرحمن
مخزومی کہ نواسہ حضرت صدیق اکبر است و بود نزد وے اصل نعل مبارک۔ باز پسر آن اسمٰعیل
بن ابراہیم کہ اُستاذ امام مالک و ثوری و وکیع است داد مثال آنرا باِبو اویس و ابن ابو اویس
چنین شخصے است کہ روایت میکنند از وے مسلم و ترمذی و نسائی وغیرہم و توثیق کردہ او را ابوزرعہ
دمشقی۔ باز ابو اویس داد آن مثال النعل را بہ پسر خود اسمٰعیل بن ابی اویس کہ ہمشیر زادہ امام مالک
و اُستاذ بخاری است و ہمچنین طور اسنادہائے متعددہ نوشتہ و ہفت نقشہائے مثال را نقل
نمودہ اول آنہا را بسیار صحیح گفتہ۔ انتہیٰ۔ اکابر محدثین نے تمثال شریفہ کی توصیف میں جو
اشعار لکھے ہیں قول السدید سے نقل کئے جاتے ہیں۔ ابن عساکر گفتہ۔ ع

یا بتیہ لنعل المصطفیٰ بہ وحی الھداۃ	لیحللک الاسمی الشریف العالی

حلبی علیہ الرحمۃ گفتہ۔ ع

یا مثال لنعل خیر البرایا	بک نستدفع العنا والبلایا
بک نرجو الشفا من کل داء	بک نستمنح الالٰہ العطایا
لک یا مثل نعلہ مثل ما کان	لھا من فضیلۃ و مزایا
وکفی شاھدا لک ما یظہر	للعین مصراً فی المرایا

مولانا محمد فاضل بن محمد عارف دہلوی رحمہ مزرع الحسنات شرح دلائل الخیرات میں لکھتے ہیں و ھذہ

صفۃ الروضۃ المبارکۃ - درینجا فائدہ آنست کہ زیارت مکند آں مثال را کسیکہ قدرت نیافتہ
است کہ زیارت عین روضہ مقدسہ و مشاہدہ مکند این شکل مبارک را از روے محبت و اشتیاق
و بوسہ و ہد بر آں از عاشت محبت و بیفزاید شوق خود را و اکثر از بزرگان براے این شکل مبارک
خواص و برکات بسیار ذکر کردہ اند و تجربہ آوردہ اند انتہی کلامہ - اور قول السدید مبین ہے۔
علامہ تاج الدین فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب فجر المنیر فی کیفیتہ الصلوٰۃ علی البشیر والنذیر
کے اوایل میں لکھا ہے ومن فوائد ذلک ان یزور المثال من لم یمکنہ زیارۃ الروضۃ فلیشاھدہ
مشتاقاً ولیلثمہ کما ان قد ناب مثال النعل الشریف مناب عینہا فی المنافع والخواص بشہادۃ التجربۃ
الصحیحۃ ولھذا جعلوا لہ الاکرام والاحترام ما یجعلون للمنوب عنہ وقالوا فی توصیفہ اشعاراً
کثیرۃ وذکروا خواص مجربۃ - انتہی - **خلاصہ ترجمہ** - جس شخصکو زیارت اصل روضہ مقدسہ
کی میسر ہو اوس کو چاہیے کہ نقل و تمثال روضہ مقدسہ کی زیارت کرے اور کمال اشتیاق و فرط
محبت سے اوسکو چومے - کیونکہ تجربہ صحیحہ سے یہہ بات ثابت ہوئی ہے کہ نقل و اصل منافع و خواص
میں برابر ہیں - بنا برآں اعلیہ علماء و صلحاء امت نے نقل و تمثال کی تعریف و توصیف میں بہت
اشعار تصنیف فرمائے اور اپنی اپنی تصانیف میں اون کے خواص و منافع کو لکھا ہے۔
ایضاً قول السدید مبین باب چہارم کتاب فتح المتعال سے ایک عبارت طویل نقل کی ہے مختصراً
یہاں لکھی جاتی ہے - ان منافع ھذا المثال الکریم المعدس لا یحتاج فیہا الی زیادۃ بیان
اذ اغنی عن شرحہا العیان وقد ذکر جملۃ منہا جماعۃ من الائمۃ الاعیان منہا ما ذکرہ صاحب المواہب
فی آخر نوعہ من المقصد الثالث عن ابی اسحٰق ابراھیم بن الحاج الاندلسی - قال اخبرنی القاسم
بن محمد قال حدثنی ابو جعفر احمد بن عبد المجید صاحب ھذا المثال لبعض الطلبۃ فجاءنی یوماً فقال رأیت
البارحۃ من برکۃ ھذا المثال عجباً فذ اصاب زوجتی وجع شدید کاد یہلکہا فجعلت مثال النعل

علی موضع الوجع ۵ ا ے اللهم ارنی برکۃ صاحب ھذا النعل فسفاھا اللہ تعالی للحس - انہی مختصراً

خلاصۂ ترجمہ - یعنی منافع اس مثالِ مبارک ومقدس کے اپنی آنکھوں سے اپنے دیکھے ہین کہ جن کا بیان نہین ہوسکتا اور ائمۂ اعیان نے اس کے فضایل ومحامد بہت لکھے ہین منجملہ ان کے صاحب مواہب نے مقصدِ ثالث مین لکھا ہے کہ ابواسحٰق اندلسی کہتے ہین کہ قاسم بن محمد نے سا بن کیا کہ ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بعض طالبین کے واسطے مین نے اس نعل شریف کا نقشہ قطع کرکے دیا تھا - ایک روز اوس نے کہا کہ کل رات کو مین نے اس نقشہ کی عجیب برکت دیکھی وہ یہ کہ میری بی بی کے البساعت درد ہوا کہ قریب ہلاکت کے پہونچی - مین نے اس نقشہ کو اوس کے درد کی جگہہ رکھکر یہ کلمات کہے اللھم ارنی برکۃ صاحب ھذا النعل - اللہ تعالی نے اوس کی برکت سے اوسی وقت صحت بخشی - صاحب قول السدید نے رسالہ مرتجی بالقبول مین مثال نعل شریف کی توصیف وتعریف میں بڑے بڑے اکابر کے بہت سے اشعار نقل کئے ہین - بخوف اطناب وطوالت صرف حوالہ نام کتاب پر اکتفا کرکے راقم عرض کرتا ہے کہ حوالجات مذکورہ سے بوجہ احسن ظاہر ہوا ہے کہ مثال صناعیہ تبرکات کی تعظیم وتکریم مثل تبرکات اصلیہ کے اکابرِ دین وفضلائے امت سے منقول وماثور ہے منتبعین اقدام صلحائے کرام کو اون کے اتباع اتخاذ عظمت کے لئے کافی وافی ہے - اگر کوئی شخص اون کے اتباع واقتداء سے انحراف کریگا وہ خود سعادت وفلاح سے محروم رہیگا - وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ؕ

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک کو جس مقام پر اہل بصیرت نے جلوہ فرما دیکھا اور زیارت کی اس جگہہ کی تعظیم وتکریم

اخبار الاخیار مین شیخ اجل محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے شیخ المعروف سلطان نصیر الدین چراغ دہلی

رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت حضرت سید الکملا شیخ محمد ترک نارنولی قدس سرہٗ کے حال فیض اشتمال
مین تحریر فرمائی ہے وہ یہہ ہے۔ نقل است کہ یکبار شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی را بادشاہے
باکراہ بجانب ٹھٹھہ روان ساختہ بود براہ نارنول متوجہ ٹھٹھہ بودند۔ چون یک کروہے نارنول
رسید از چوڈول فرود آمد و متوجہ مقبرہ شیخ محمد ترک شد درون روضہ سنگیست مقابل قبر
زمانے متوجہ بآن سنگ ایستادہ بود بعد ازان متوجہ قبر شیخ شد۔ چون از زیارت فارغ شد
پیچ بیارے کہ ہمسر بود کہ اول بسنگ متوجہ شدید و بعد ازان بقبر۔ فرمود زہے خدمتگارے کہ
خداوندگارش میخواہش او در خانہ اوساید و او را سر بلند سازد من روحانیت حضرت سید
کائنات را صلی اللہ علیہ وسلم بالائے این سنگ حاضر دیدم تا آن دم کہ آن معنی بر من منکشوف بود
متوجہ آن سنگ بودم۔ چون آن معنی از بصیرت من غائب شد متوجہ تربت شیخ شدم بعد ازان
شیخ نصیر الدین محمود سر در مراقبہ برد چون سر از مراقبہ برداشت فرمود ہر کرا مہمے صعب پیش آید
دربان روضہ متوجہ گردد امید است کہ آن دشواری آسان گردد یکے از حبابکان گفت کہ اکنون
خود شمارا مشکلے پیش آمدہ است۔ فرمود از برائے ہمین معنی مے گویم کہ دشواری مرا حق تعالیٰ
ببرکت ایشان آسان گرداند دو سہ منزل از نارنول نگذشتہ بود کہ بادشاہ را واقعہ شد و شیخ
نصیر الدین محمود بدہلی بازگشت۔ آن سنگ در مقابل قبر او ہنوز ہست و مردم زیارت او میکنند
رحمہ اللہ علیہ۔ انتہیٰ۔ اس حکایت سے بخوبی ظاہر ہے کہ جس مقام پر حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ
وسلم کی روح پر فتوح کی زیارت سے اہل بصیرت مشرف ہوئے ہین وہ جگہہ آج تک ارباب
عقیدت کے لئے باعث احترام و اکرام ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرتے ہین۔ اور بحسن ادب اسکو
معظم و محترم جانتے ہین۔ علی ہذا القیاس بارگاہ عرش اشتباہ قدم مبارک بیرون شہر دہلی واقع
کوٹلہ فیروز شاہی ہین کہ جہان محمد امیر تحویلدار چینی خانہ شاہ عالمگیر نے تین دروازے حظیرہ اولیں

کے بنائے ہین۔ دروازۂ درمیانی مین سروایت اکابر صلحا یہہ امر مشہور ہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت سید العرفا سید حسن رسول نما رحمۃ اللہ علیہ نے اقامت فرما دیکھا چنانچہ اس واقعہ کو میان سید شرف الدین حسن رح نے اپنے رسالۂ اسناد قدم مبارک مین لکھا ہے عبارتہا ہکذا۔ روزے سید حسن رسول نما ولی کامل کہ از اولاد امجاد حضرت علیہ السلام اند شبے در عالم خواب کہ بیداری است بعینہ آن فخر الانبیا صلوات اللہ علیہ را زیارت کرد۔ عرض نمود کہ شناب دیدار لامع الانوار زبان از حد بیان است اگر باز خواہم کہ باین سعادت مستفیض و مستفید شوم چہ طور باشد ارشاد شد کہ ما بدولت اکثر در حظیرۂ فتح خان می نشینیم یعنی درگاہ قدم شریف۔ چنانچہ سید موصوف رحمۃ اللہ علیہ مریدان عصر خود را نصیحت موکدہ میفرمود کہ دروازہ متصل زینہا واقع اند از آن دروازہ وسط را بوسہ دادہ از دروازۂ یمین و یسار آمد و رفت میداشتہ باشید چنانچہ تا حال وصیت در آئیں مریدین آن سیادت پناہ جاریست۔ حال صاحب نظران این بود۔ فقط۔ راقم اثم نے جب یہہ حکایت سنی اور رسالۂ مذکور مین دیکھی معًا یہہ خیال ہوا اگر اس مقام پر ایک پتھر گہرا اونچا عرض دروازہ مین ایستادہ کردیا جاوے تو کوئی شخص اس طرف سے اندر نہ جاسکیگا۔ حضور پرنور قدس اللہ سرہ سے یہہ حال عرض کیا۔ حضرت جدی و مرشدی رح نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہہ امر اعتقادی ہے۔ بانیٔ دروازہ نے یہہ تین دروازے عام خلایق کی آمد و شد کیلئے بنائے ہین ماہ ربیع الاولے مین جسقدر ہجوم ہوتا ہے اوس وقت باوجود سہ گانہ دروازون کے کسقدر کشاکش ہوتی ہے۔ جب پتھر ایستادہ ہوگا تو کیسی تکلیف و تکلف متصور ہے اون کا اسی طرح رہنا مناسب ہے۔ خاکسار نے ارشاد والا کو تسلیم کیا اور اپنے ارادہ کو فسخ کیا۔ مگر طبیعت مین خیال بے ادبی کا باقی رہا۔ ایک روز بتائید الٰہی و توجہ موجبہ حضرت ارشاد پناہی بعالم خواب یہہ واقعہ دیکھا کہ بالائے زینہ چبوترہ پر باہر کے جانب مشرق

دروازہ درمیانی سے حضرت مولانا علی القاری علیہ الرحمۃ من اللہ الباری تشریف فرما ہین اور خاکسار حضرت ممدوح موصوف کی خدمت مین حاضر ہے اور کچھ عرض کر رہا ہے۔ اسی اثنا مین ایک شخص قدم فیض شیم کی زیارت کرکے دروازہ درمیانی سے باہر آیا۔ حضرت مولانا قدس سرہ نے اوس کی طرف غصہ کی نظر سے دیکھکر تین بار اس کلمہ کو فرمایا غیر مدعو۔ غیر مدعو۔ غیر مدعو پھر خاکسار سے ہمکلام ہونے رہے۔ بعد تھوڑے عرصہ کے خود ہی جناب موصوف اسی دروازہ سے اندر حظیرۂ شریف کو تشریف لیگئے۔ یہہ واقعہ دیکھکر خواب سے بیدار ہوا اور خیال کیا کہ فی الحقیقت یہہ امر اعتقادی ہے۔ جو شخص بحسن ادب اس دروازہ سے نگذرے اور فرط محبت سے تعظیماً طریق سلف صالحین کو مرعی رکھے اوس کے لئے بہتر و انسب ہے ورنہ مختار ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ خاکسار تابع حضرت جدی و مرشدی انار اللہ برہانہ و اقتدا ے اسلاف صالحین جس طرح یہہ حضرات امام عیض التیام کو مس کرکے اور سینہ و منہہ پر ہاتہہ پہیرتے ہوئے آستانہ مین تشریف لیجایا کرتے تھے اسی طرح تعظیم کرتا ہوا جانب راست دروازہ سے آستانہ شریف مین حاضر ہوتا ہے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آثار شریف کو دیکھکر درود شریف پڑھنا

کتاب منتطاب مجمع البحار جلد ثالث کے خاتمہ فصل فی تعیین الاحادیث المشتہرہ مین لکہا ہے

و اقد انتخب العلماء لمن رائی شیئاً من آثارہ صلی اللہ علیہ وسلم ـ ان یصلی علیہ ـ علماء کے نزدیک مستحب ہے درود شریف پڑہنا جس وقت کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار شریف کو دیکھے۔ چونکہ طریقہ اخذ تبرک کا حضرات انبیاء علیہم السلام کے زمانہ ہدایت نشان سے قرناً بعد قرن علی الاتصال چلا آتا ہے اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان نبوت و اتباع اقدام کی برکات سے اولیاء امت مین بہی الی یومنا ہذا یہی طریقہ ملحوظ و ماخوذ ہوتا

رہاہے ہر ایک مُسترشد اپنے اپنے مُرشدین کرام کے تبرکات سے ہر امر دینی و دنیاوی مین حل
مُشکلات صعب مین متوسّل رہے ہین - کُتب معتبرہ مین اس قسم کی حکایات اسقدر لکھی ہوئی ہین
کہ احاطہ اون کا موجب اطناب ہے - چند اقوال صُلحاء و کُملا کے باب اخذ تبرک مین نقل کرکے
ناظرین رسالۂ ہذا کی خدمت مین پیش کئے جاتے ہین - انفاس العارفین مین مولانا شاہ ولی اللہ
مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کے مُرشد ارشد حضرت
خلیفہ ابوالقاسم قدس سرہٗ کی حال فیض اشتمال مین لکھا ہے - خلاصہ حکایت یہہ ہے کہ حرمین
شریفین مین ایک شخص کو اپنے بزرگون سے جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کلاہ مُبارک تبرکاً ملی
تہی اور یہ شخص بہت مشہور و نامی تہا - ایک شب اُس نے جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کو خواب مین
دیکھا کہ فرماتے ہین یہہ ہماری کلاہ ابوالقاسم اکبرآبادی کو پہونچا دے - اس شخص نے بقصد امتحان
حضرت ابوالقاسم کے ایک جُبّہ قیمتی خریدکیا اور اوس کلاہ مُبارک کے ہمراہ لیکر خدمت مین حاضر ہوکر
عرض کیا کہ مجکو جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کے حضور سے حکم ہوا ہے کہ یہہ تبرک آپکو پہونچا دے
یہ دونون تبرک حضور کے ہین - آپ بہت خوش ہوئے - اوس شخص نے عرض کیا کہ آپ کو نعمت
عظمیٰ ملی ہے اس کے شکریہ مین روساء شہر کی دعوت کیجئے - آپنے فرمایا کل تم جسکے چاہو دعوت
کردینا مین کہانا پکواؤن گا - چنانچہ دوسرے روز کہانا پکواکر حضرت کا فاتحہ دیکر بہت لوگون کو
کہلایا - اس شخص نے عرض کیا کہ آپ متوکّل ہین اسقدر کہانا کہان سے پکوایا؟ - آپنے فرمایا کہ جُبّہ
کو فروخت کرکے - اوس شخص نے لوگون سے کہا کہ مین نے انکو درویش کامل سمجہا تہا انہون نے اس
تبرک کی کچھ قدر نہ کی - آپنے فرمایا جو چیز تبرک تہی وہ ہمنے رکھ لی اور جو چیز امتحاناً تہی وہ فروخت
کردی - وہ شخص آپ کی کشف صادق کا قایل ہوا اور اہل محفل سے واقعہ بیان کیا - سب نے کہا کہ
الحمد للہ تبرک مستحق کو پہونچا - چنانچہ انفاس العارفین کی مُفصّل عبارت یہہ ہے :- از انجملہ

آلست کہ در حرمین شخصے از آبا و اجداد خود معنعن کلاہ حضرت غوث الاعظم تبرک یافتہ بود و در آن
موضع محتشم و مشہور بود شبے در واقعہ حضرت غوث الاعظم را دید میفرمایند کہ این کلاہ را بابوالقاسم
اکبرآبادی برسان۔ و برا در خاطر آمد کہ تخصیص این عزیز لابد وجہے دارد لقصد امتحان جبۂ قیمتی با آن
کلاہ منضم ساخت و برسان برسان بایشان آمد و گفت این ہر دو تبرک حضرت غوث الاعظم
است و مراد در خواب فرمودند کہ بابوالقاسم اکبرآبادی بدہ و پیش ایشان نہاد قبول نمودند
و بغایت مسرور گشتند۔ آن شخص گفت این تبرک نعمتے بس بزرگ است بشکرانہ آن طعامے وافر
مہیا کنید و رؤسا بلد را دعوت نمائید فرمودند فردا شما بیائید و ہر کرا در خواستہ باشید دعوت
کنید ما طعامے وافر خواہیم پخت۔ علی الصباح آن عزیز و رؤسا ہمہ آمدند و طعام وافر تناول کردند
و فاتحہ خواندند بعد از فراغ استفسار کردند کہ شما متوکل اید و اسباب ظاہری ندارید این قدر طعام
از کجا مہیا شدہ؟ فرمودند جبہ را فروختیم و حوائج خریدیم۔ آن عزیز فریاد برآورد کہ من این فقیر
را اہل دانستہ بودم زراقی بر آمد۔ قدر این تبرک ہا نشناخت۔ ایشان فرمودند آہستہ باش آنچہ
تبرک بود نگاہ داشتیم و آنچہ تبرک نبود بل امتحان بود فروختیم و ضیافت شکرانہ بجا آوردیم
ازین قصہ متنبہ شد و با ہمہ اہل مجلس حقیقت حال بیان کرد ہمہ گفتند الحمد للہ کہ تبرک بمستحق آن
رسید۔ ایضاً اسی کتاب مین آپ ہی کے حال مین لکھا ہے۔ شخصے را کلاہ عنایت نمودہ بود
وے در وقت محاربہ آنرا پوشیدہ ناگاہ تیرے بر آن کلاہ رسید پیکان او دو نا شد و باز گردید
انتہیٰ۔ از انجملہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کتاب تذکرۃ الاولیاء مین حضرت ابوالحسن
خرقانی قدس سرہ کی حال مین لکھتے ہین۔ سلطان محمود غزنوی جب حضرت شیخ موصوف
کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ حضرت نے وقت رخصت کے اون کو اپنا کرتا عنایت فرمایا جب
سلطان محمود نے سومنات پر فوجکشی کی تو آثار شکست کے معلوم ہوئے۔ حسب تذکرۃ الاولیاء

لکھتے ہین۔ ناگاہ از اسپ فرود آمد و بگوشۂ شد و روبر خاک نہادہ و آن سیر ہن شیخ بر دست گرفت
وگفت الٰہی ما بروئے خدا وند این خرقہ مارا برین کفار ظفر دہ کہ ہر چہ از غنیمت میگیرم بدرویشان دہم
ناگاہ از جانب کفار غدرے و ظلمے بدید آمد تا ہمہ تیغ در یکدگر نہادند و قتل ہمی کردند و منفرق شدند
تا لشکر اسلام ظفر یافت و آن شب محمود بخواب دید کہ شیخ گفت اے محمود آبروے خرقہ ما بردی
بدرگاہ حق کہ اگر دران ساعت درخواستے جملہ کفار را اسلام روزی گردے۔ ایضاً حضرت ابوالحسن
خرقانی قدس سرہ کی نعلین کی برکات کی نسبت لکھا ہے۔ نقل است کہ عضد الدولہ را یکے
وزیر بود در بغداد۔ اورا درد شکم برخاست اطبا را جمع کردند دران عاجز ماندند تا آخر نعلین شیخ
بشکم او فرو بیاوردند حق سبحانہ تعالیٰ شفا داد۔ انتہیٰ۔ از انجملہ کتاب خزینۃ الاصفیاء مین
حضرت شیخ نظام الدین ابو المؤید رحمۃ اللہ علیہ کے حال مین لکھا ہے۔ در عہد سلطان غیاث الدین
بلبن در شہر دہلی امساک باران شد بادشاہ بخدمت شیخ ابو المؤید التجائے دعا برائے نزول باران
رحمت الٰہی نمود۔ شیخ بر منبر آمد و در اثناے دعا دست در آستین کرد و جامۂ خورد بیرون آورد و بسوے
آسمان دید کہ آن جامہ را جنبانید و چیزے زیر لب گفت فی الحال ابر پیدا شدہ باران بے انتہا
بارید۔ چون بمنزل خود آمد مولانا وجیہہ الدین کہ مرید خلیفہ خواجہ قطب الدین و مصاحب وے بود
گفت کہ این جامہ کہ از آستین برآوردی و بسوے آسمان دیدی و بجنبانیدی از چہ بود گفت
وا ستنے بود کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار بوالدۂ ماجدۂ من عطا فرمودہ بود از برکت او باران
رحمت نزول شد۔ ایضاً خزینۃ الاصفیاء مین حضرت شاہ علی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کا حال لکھا
ہے۔ در خانقاہ عالیجاہ حضرت شاہ چاہے است کہ خود تعمیر کنانیدہ بود چون درست شد آبش
شور برآمد۔ مریدان شکایت تلخی آب بحضور آنجناب بردند۔ اتفاقاً دران وقت شخصے چند کاک
تبرک منزل حضرت خواجہ قطب الدین بختیار بخدمت حاضر آورد۔ پس حضرت شاہ کاک ہاے مذکور را

مدسبب خود شکستہ در چاہ انداختند و فاتحہ بخواندند و فرمود کہ آب از چاہ بکشید و بخورید چون کشیدند
و خوردند شیرین و سرد بود۔ ایضاً خزینۃ الاصفیاء میں حضرت سلطان نصیر الدین روشن چراغ
دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں لکھا ہے۔ آنجناب بوقتِ رحلت وصیت فرمود کہ بوقت دفن
خرقہ سلطان المشائخ بر سینۂ من اندازند و عصائے پیر دستگیر برابر من در قبر نہند و تسبیح حضرت
بسر انگشت شہادتِ من بہ پیچند و نعلین چوبی در آغوش من دارند۔ چنانچہ خدام ہمچنان
بعمل آوردند۔ ایضاً خزینۃ الاصفیاء میں حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے حال فیض اشتمال
میں لکھا ہے۔ منقول است کہ حضرت سلطان المشائخ فرمود کہ روزے بخدمت شیخ فرید الملۃ والدین
نشستہ بودم دیدم کہ تار موے از محاسن مبارک جدا شدہ در کنار شیخ افتادہ است۔ عرض کردم
کہ سوالے دارم اگر جناب قبول فرمایند و عطا کنند فرمود کہ بگو عرض کردم کہ از ریش مبارک تار موے
جدا شدہ است اگر فرمان باشد من آن را بگیرم و بجاے تعویذ نزد خود نگاہدارم۔ فرمود کہ بگیر۔ من
آن تار را باعزاز تمام گرفتم و در جامۂ بپیچیدم و برابر خود در دہلی آوردم و از ان تار ازہا دیدم کہ ہر رنجورے
و دردمندے کہ سابقے و از من تعویذ خواستے من ہمان موے مبارک را بوے میدادم
و ایشان ہمے بردند و چند روز نزد خود داشتہ شفاے یافتند۔ بعد شفا باز پس ہمے آوردند درین
اثنا پسر تاج الدین ملتانی کہ از محبان ما بود بیمار شد و او ہمان تعویذ از من درخواست کرد و من آن
موی مبارک را در طاقے نہادہ بودم۔ ہر چند براے دادنِ تاج الدین تلاش کردم نیافتم۔ آن دوست
نامراد گشت و پسر وے در ہمان زحمت وفات یافت۔ بعد از چند روز دیگر دوستے بیامد و آن تعویذ
طلب کرد چون نگاہ کردم در ہمان طاق نہادہ بود یافتم و حوالہ وے کردم۔ ازین معلوم شد کہ حیات
پسر تاج الدین باقی نبود ازین سبب آن تعویذ را از نظر من پوشیدہ کردہ بودند۔ انتہیٰ ✢
از انجملہ کتاب فردوسیہ قدسیہ میں حضرت شاہ ولایت مخدوم شیخ بدر الدین برناوی رحمۃ اللہ علیہ

کے حال میں لکھا ہے [۵۱]۔ جب آپ حضرت سلطان نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور چند روز رہے حضرت سلطان نصیر الدین علیہ الرحمۃ نے موسم سرما میں
حضرت شیخ بدر الدین قدس سرہ کو پا برہنہ دیکھکر اپنی پاپوش عطا فرماکر کہا اسکو پہنو آپنے
بڑے فخر سے اون کو لیکر ایک کلاہ بنوائی اور سر پر رکھی۔ حضرت نے پہر آپ کو جب پا برہنہ دیکھا
دریافت فرمایا آن کفش ہا را چہ کردید؟ آپنے فرمایا طاقیہ ساختہ بر سر نہادم۔ یہہ حکایت
بہت بڑی ہے مختصراً یہاں نقل کی جاتی ہے۔ نقل است کہ چوں آن مخدوم غنی از علائق
دنیا و دنی بہ احسن حال و نیکو فال فارغ البال گشت بعبادت ایزد متعال لایزال اشتغال
مے ورزید و در صومعہ خاصہ خود بریاضت و مجاہدات شاقہ سگذرانید و آنچہ متنقل از آبا
کرام و از جانب سلسلہ حضرت ابو اسمٰعیل عبد اللہ انصاری قدس سرہ عن عن رسیدہ بود
بعنایت و فضل حضرت باری در عمل مے آورد و صفائی ظاہری و باطنی بحصول پیوستہ روز بروز در
تحصیل ترقی و تزاید میکوشید و حسن عقیدہ کہ بحضرت چراغ دہلی در دل مضمر داشت آنرا مے کوشید
چون انتظار و اضطرار از حد اصطبار افزود روزے باولی نعمت خود التماس نمود کہ آنچہ نعمتہائے
موروثی از آبا و اجداد خود رسیدند بار ازانی شدند الحمد للہ علی ذلک و حالیا درین دیار غلغلہ
بزرگوار خواجگان چشت و کمالیت حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین محمود اودہی چراغ دہلی
قدس سرہ کہ قطب الاقطاب این زمانہ اند چند مدت اقامت نمودہ نعمت ہای خانوادہ چشتیہ
نیز حاصل وقت خود گردانم درسود کہ این ارادت استرشاد ہر آئینہ میمون و مبارک باد۔ حضرت
مخدوم شیخ بدر الدین قدس سرہ بمدران نیت صادق و عزم واثق در دل مقرر نمود و نذر معین

[۵۱] واضح ہو یہہ کتاب نواب حمزہ علیخان کے صاحبزادہ نواب علام نصیر الدین عرف نواب منجھن صاحب
کے پاس موجود ہے اس فقیر نے اون سے مستعار لیکر یہہ حکایت نقل کی ہے۔ ۱۲

فرمود که سهیه بجهت گرم کردنِ آب برای وضوی درویشان و هیزم افروزینه روزینه برای پختن
طعام ایشان بر سر کرده بمطبخ آن صاحب نعمت رسانم و با آب طاهر برای طهارت ظاهر و غسل
صوفیانِ باهر می کشیده باشم - چون بخدمتِ آن خواجه بنده نواز با چندین نیاز رسیده بقدمبوسی
مُشرف شد آن عارفِ ربّانی در حقِ این طالب سبحانی بغایت مهربانی نمود بعده این راغب
رغائب التماس ایفای نذر و نیت خود معروض داشت - فرمود که اینچنین مشقّت ها و محنتها
مُبتدیان را می فرمایند ایشان عرض کردند که چون بنده نذر کرد بر ذمّه واجب آید - اُمّید
فرمان دارم و دستوری میخواهم پس بجهت دلداری این مقبول باری اشارت بچشمهٔ جاری ست
کرد که متّصل بخانقاه آن ارشاد پناه بود فرمود و امر کرد که کوزهٔ خاص مرا هم ازین هیئت پُر کرده بیارید
این قدر برای سقوط وجوب نذر کافی است - پس مخدوم این مقدار از اذن سرمایهٔ سرمدی
شناخته التزام آن خدمت نموده بدل و جان مداومت می فرمود و در هوای گرما و سرما پای
برهنه سفید ریش کوزه بر سر - روزی بهمین هیئت بنظر کیمیا اثر رسید بعین عنایت و شفقت
بلا نهایت پرسید که ای بابا بدرالدین که از دنیای دنی بدین حد بیزار شده که نعلین و پاپوش
نیز در راه دینِ متین صرف کردید - ایشان از غلبهٔ حیا سر فرو کردند - فرمان شد که پیشتر بیائید
قریب آمدند پس یک جُفت کفش خاصه بخشیده بعنایت بی نهایت مخصوص گردانیده فرمود که
هوای سرما غالب است و شما پیر کبیر در شیوهٔ ریاضت ضعیف و نحیف شده اید این کفشها زیر پای
بپوشید - ایشان ابواب مفاخرت بر خود مفتوح دانسته از روی حُسنِ ادب هم دران روز از آن کفشها
کلاه سعادت پناه راست کنانیده روز آینده مهیّا ساخته بر سر مبارکِ خود پوشیده زمین خدمت
بوسیدند - بعد از مدّتی هم بر آن شکل سابق پای برهنه هنگام سرما بنظر خضر اثر در آمد باز قریب
طلبیده پرسید که آن کفشها را چه کردید؟ - عرض کردند که آن را در موضعی و عضوی که لایق

وسزاوار آن کفش بزرگوار بود بهمان محل پوشیدم یعنی طاقیہ ساختہ بر سر نہادم چون آنجناب
ازین قدوۂ طلاب چنین کمال ادب معائنہ نمود دعا ہائے فراوان ارزانی داشت وفرمود کہ
کار شما بکمالیت رسید وخرقۂ خلافت پوشانید ولقب صاحب ولایت بخشید ازان روز
مشہور بحضرت مخدوم شیخ بدرالدین صاحب ولایت شد وآن کلاہ سعادت پناہ باعظمت
وکرامت تاامروز درمیان جامہ ہائے بزرگواران بخانۂ فرزندان آن مخدوم زمان باقی است وامید
تام از درگاہ ملک علام آنست کہ تا قیام قیامت آن طاقیہ متبرکہ ہمبران نہج بابرکات باقی وپایندہ
باشد - انتہی - حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وصیت نامہ مین لکھتے ہین
دو چادر رضائی کہ حضرت ایشان شہید رضی اللہ عنہ عنایت فرمودہ بودند دران تکفین نمایند
ان روایات فیض آیات سے بوجہ احسن ثابت ہے کہ تبرکات حضرات انبیاء علیہم السلام کے
ہون و یا اولیاء کبار رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے اُن کی تعظیم وتکریم سلف صالحین سے ماثور ومنقول
ہے۔ ہر شخص ان کتب کو ملاحظہ کرکے یقین کرسکتا ہے - **راقم الحروف** ودیگر مریدان خاندان
نے جو حضرت جدی ومرشدی انار اللہ برہانہ وقدس اللہ سرہٗ کی تبرکات یعنی تبرک لعاب دہن
وکلاہ مبارک وغیرہ کی تاثیر وفوائد بچشم خود دیکھے تھے اور اون کے متعلق جو واقعے گذرے
وہ واقعات کتاب ریاض الانوار مین لکھدئے ہین تبصرۃً للناظرین اس رسالہ مین بھی لکھی
جاتے ہین - راقم الحروف کی موجودگی مین ایک شخص درد چشم وضعف بصری پریشان جمعہ کو
مسجد شریف مین آیا اور بعد نماز جمعہ کے کہ اوس وقت تک اکثر حاضرین جماعت موجود تھے
حاضر خدمت ہوکر بہت تضرع والحاح سے عرض رسا ہوا کہ میری ضعف حالی پر نظر کرم فرمائیے -
اور عین عنایت وچشم رحمت سے تھوڑا سا لعاب دہن عطا فرمائیے - اللہ تعالیٰ حضور کی برکت
لعاب دہن سے مجھکو معذوری سے نجات دلوے - جناب والا نے ہضماً للنفس اولاً انکار فرمایا

بعدہٗ قدرے لعاب دہن اوس کو عطا کیا - اوس خوش عقیدہ نے بہت شوق و محبت سے
اوس کو آنکھ مین لگایا - اللہ تعالیٰ نے بافضالہٖ اوس کو صحت بخشی - ازانجملہ شیخ قادر بخش سوالی پتی
حضور والا کے مرید بیان کرتے تھے کہ ایکبار حضور پُرنور قدس اللہ سرہٗ نے بشفقت والطاف
مربیانہ ارشاد فرمایا کہ قادر بخش حضرت یعقوب علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت یوسف
علیہ السلام کو ایک قمیص بحفظ جان عطا فرمایا تھا یہہ فقیر اپنی کلاہ بحفظ امان تمکو دیتا ہے
اس کو بہت حفاظت سے اپنے پاس رکھنا - حضور کے عطیہ کو اپنے سر و جسم پر رکھا اور ہر سفر و حضر
مین اپنے ہمراہ رکھتا تھا - اتفاقاً کئی ماہ کے بعد پنجاب کا سفر پیش آیا اون دنون ہردوار کا میلہ
تھا - مسافرون کی ایسی کثرت تھی کہ گاڑی مین بہت تنگی سے بیٹھنا ہوا - جب ریل قریب
دریاے بیاس کے پہونچی واللہ اعلم کیا واقعہ ہوا کہ گاڑیان اولٹ گئین تمام سواریان صدمۂ
انقلاب سے سراسیمہ و پریشان ہوئین اور بہت زحمت اوٹھائی - بافضالہٖ تعالیٰ و توجہ حضرت مرشد
برحق و برکت تبرک کلاہ شریف کے خاکسار کو ایسا معلوم ہوا کہ کسینے ہاتھہ پکڑ کر گاڑی سے باہر
کھڑا کر دیا کسی قسم کی زحمت و تکلیف خادم کو نہین پہونچی - خلاصۂ کلام و ملخص مرام یہہ ہے کہ معجزۂ
نقش قدم جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم محدثین و اہل سیر سے ثابت ہے - اور خاص یہہ
نقش قدم بیرون شہر دہلی واقع کوٹلہ فیروز شاہی بتصدیق اولیاء امت و تحقیق صلحاء دین
متین صحیح و مستند ہے اور تبرکات کی تعظیم خواہ وہ تبرکات اصلیہ ہون و یا مثالیہ یعنی
مماثل و مشابہہ تبرکات اصلیہ کے ہون اون کی تعظیم و توقیر و عظمت و اجلال سلف صالحین و
ارباب کمال سے ماثور و منقول ہے - حتیٰ اگر کوئی اثر آثار مبارک سے محض آپکے نام پاک سے مشہور
ہو اوس کی تعظیم و تکریم بھی ارباب کمال و اہل علم سے ماثور ہے - چنانچہ حضرت مولانا علی قاری
رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ زیارت مصطفویہ کی عبارت مصرحہ بالا و عبارت کتاب انفاس رحیمیہ

مندکرہ سابق سے بوجہ حسن ظاہر ہو چکا ہے یہ دونون محدثین معتبرین تصریح فرماتے
ہین کہ جو چیز آپکے نام مبارک واسم سامی کی طرف منسوب ہو یا آپکا ناخن اوسکو پہونچا ہو
اوس کی تعظیم کرنی مقتضائے حسن ادب وطریقہ محبت سے ہے - یہی ایک وجہ صحیح اس امر پر دال
ہے کہ توبہ توبہ اگر یہہ قدم شریف واقع کوٹلہ فیروز شاہی صحیح و مستند بھی نہو صرف علماء کرام کی
تحریر و تقریر سے آپ کی طرف منسوب و مشہور ہوگیا ہو تاہم مقرانِ فضایل حضور سید العالمین
کو اس کی تعظیم و تکریم کرنی لازم ہوگی - اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے ہمارے ابناء جنس و برادران
اسلام کو کہ باوجود موجود ہونے حجج قاطعہ و براہین ساطعہ کے اب بھی اگر معجزہ نقش قدم
اور خاص اس قدم شریف سے منکر ہین اور حاضرین بارگاہ عالی کو بالفاظ ناملایم یعنی گور پرست
وسنگ پرست وخاص دربار شریف کو تہپر گدھ کہین تو خدا حافظ ہے - حفظنا اللہ تعالیٰ
من اساءۃ الادب ووساوس الشیطان الرجیم - یہہ بھی واضح رہے کہ مقام موصوف کو تہپر گدھ
کہنا سخت بے ادبی ہے اسلئے کہ بڑے بڑے محدث و اکابر دین کہ جن کے نام نامی و اسماء گرامی
درج اوراق کر چکے ہین مقام فیض التیام کو قدم رسول و قدم شریف و حرم محترم وغیرہ لکھتے چلے
آئے ہین جب سے یہ قدم مبارک دہلی مین رونق افروز ہوا سلاطین اسلام و امراء ذوی الاحترام
بحسن ادب و خلوص نیت تعظیم کرتے رہے اور یہان کی خدمتگذاری کو اپنا شرف و فخر
جانتے رہے - چنانچہ حوالجات سابقہ اسکے شاہد ہین - اگر کوئی مخالف اسلام و معاندین اسیا
کلمہ کہتا یا لکہتا تو کچہہ تعجب نتہا کہ وہ نفس رسالت کا منکر ہے تو تصدیق معجزہ کجا - بڑا
تعجب ہے صاحب ایمان مدعی علم سے کہ باوجود موجود ہونے بینات و ضحات و تصدیق کملاء
شریعت و طریقت کے ایسا سخت انکار کرے اور کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ معجزہ
ہی نہین ہوا اور خاص یہہ قدم شریف بالکل بے اصل ہے - الامان الامان الحفیظ الحفیظ -

مخلصین ائمۂ دین کے احوال کو دیکھو کہ محض نام پاک کی نسبت کی وجہ سے کیا کیا تعظیم کرتے
تھے - حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عمارات قدیمہ مدینہ مطہرہ کو اس خیال سے بوسہ دیتے
تھے کہ شاید حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اسکو چھوا ہو جیسا کہ
انفاس رحیمیہ کی عبارت سے واضح ہے - چہ جائیکہ یہہ تبرک متبرک قدم شریف کہ جسکو ہزارہا
اکابر شریعت و طریقت نے صحیح تسلیم کیا اور فیضیاب ہوئے متبعین اقدام کے لئے کیونکر
واجب التعظیم نہ ہوے اور چند اشخاص لا یعلم کے امتناع سے صدق معجزہ سے کس طرح
انحراف کیا جاوے - بیشک و شبہہ و بلا ارتیاب یہہ قدم شریف صحیح ہے اور یہان حاضر ہونا
اور حسن اعتقاد استشفاع و توسل چاہنا اور آب قدم مبارک کو متبرک سمجھنا موجب سعادت ہے
ہان حرام خلاف شرع ہین مثل رقص و سرود و ارتکاب فواحش و پنکہا چڑھانا و آب یا شیشہ
مکیتہ حرام حوض قدم شریف مین ڈلوانا و یا اس سے سبیل لگانی و دیگر فواحش و محرمات کا
ارتکاب - ان سب باتون کا مٹانا اور موقوف کرا دینا بلا خلاف مزید بران حسنات ہے حضرت
جدی و مرشدی انار اللہ برہانہ و حضرت والدی ماجدی مولانا محمد فرید الدین شہید قدس سرہ
ان باتون کو ہمیشہ منع فرماتے تھے - راقم الحروف بارہوین ربیع الاول شریف کو لحد بیان
اسناد قدم مبارک و اتخاذ عظمت و جلال کے علی الاعلان ارتکاب فواحش و محرمات سے
منع کیا کرتا ہے اور قرآن مجید غلط پڑھنے کو اور مدایح و مناقب مین الفاظ بیمعنی و خلاف شرع
شریف کو برابر روکتا ہے - الحمد للہ علی احسانہ بہ نسبت زمانۂ سابق کے اب بہت کمی ہے
بمقتضاے الدین النصیحۃ سواے اظہار حق کے جہلا و عوام کالانعام سے مقابلہ نہین
کیا جا سکتا - مگر جہلا کے افعال شنایع و فواحش کی وجہ سے مقام موصوف و معظم کی بے تعظیمی
اور حاضرین اہل خلوص کو سب و شتم کیون کیا جاوے - صدہا مقامات متبرکہ و مشاہد و معتابر

مقدسہ مین جہلاء کی قبائح دیکھی جاتی ہین۔ صلحا و معاصرین متفیضین کے مقصود کیلئے وہ
قبائح سد راہ نہین ہوسکتین۔ چنانچہ حکایات آیندہ اسکی شاہد حال ہین۔ سب کا ایک ہی حال
نہین ہوتا جو بے محابا طعن و تشنیع کے مستحق ہون۔ **حکایت** - حضرت مولانا شاہ عبد القادر
صاحب دہلوی برادر خورد مولانا شاہ محمد عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہما مولوی[۱] حافظ سید محمد عبد اللہ
صاحب بلگرامی مرحوم جناب مولوی فضل حق خیرآبادی سے روایت کرتے تھے کہ ایک سال بتاریخ
دوازدہم شہر ربیع الاول روز عرس قدم مبارک کہ جو محلہ نبی کریم منجملات شہر دہلی مین واقع ہے
حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب دہلوی وقت شب زیارت قدم مبارک کے لئے تشریف لے
گئے اور مولوی فضل حق صاحب موصوف غفر اللہ تعالیٰ لہ تلمیذ رشید جناب مولانا صاحب
ممدوح کے اون کی ہمراہ تھے۔ وہان فرش زیرین پر جہان چند مقابر جانب جنوب مسجد واقع
ہین مجلس رقص و سرود منعقد تھی اور تماشائیون کا اسقدر ہجوم تھا کہ راہ حظیرہ قدم مبارک
کی بالکل مسدود تھی۔ حضرت مولانا موصوف بلا لحاظ خلاف شرع ہونے مجلس مذکور کے آدمیون
کو متفرق کرتے ہوئے بیباکانہ حظیرۂ قدم شریف تک چلے گئے۔ یہ امر مولوی فضل حق صاحب
کو بدرجہ اتم ناگوار ہوا لیکن پاس ادب استاد اس بارہ مین کچھہ عرض کرنے کو مانع ہوا الحاصل
مولینا شاہ عبد القادر صاحب وہان کچھہ عرصہ تک مراقب رہے۔ بعد ازان وہان سے معاودت
فرمائی و عند المراجعت پھر بطور اول تماشائیون کو متفرق کرتے ہوئے چلے آئے۔ مولوی
فضل حق صاحب کو کہ طالب العلم نوجوان تھے پھر جوش آیا لیکن ضبط کیا۔ آخر الامر تھوڑی دور
چلنے کے بعد اون سے ضبط نہ ہوسکا اور جناب مولانا صاحب کی خدمت شریف مین عرض کیا

[۱] واضح ہو کہ مولوی حافظ سید محمد عبد اللہ صاحب مرحوم بلگرامی مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی کے شاگرد ہین اور حضور پر نور جدی و مرشدی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ ہین مولوی شاہ محمد عادل صاحب کا پوری کہ حضور جدی و مرشدی کے مرید و خلیفہ و برادر طریقت مولوی صاحب مرحوم کے ہین ان سے مرحوم نے یہ حکایت دستخط خاص سے لکھکر خاکسار راقم کو بذریعہ خط کے بھیجی تھی بلاحظہ ناظرین رسالہ راقم نے لکھدی ہے ۱۲

کہ مولوی صاحب آپ کو کیا ضرور جہان امور خلاف شرع ہوویں وہان آپ تشریف لیجاویں - یہہ کلام

سنتے ہی حضرت مولانا ممدوح کا چہرۂ مبارک بوجہ غیظ و غصہ کے سرخ ہوگیا اور اونکی طرف

پھر کر فرمایا کہ میرے اعمال کا حساب آپ سے نہ لیا جاویگا اور بعد فرو ہونے غصہ کے ارشاد فرمایا

کہ ہندوستان میں تین حضرات ایسے گذرے ہین کہ اون کا فیض جس طرح حین حیات جاری تھا

ویسا ہی بعد ممات بھی جاری ہے اور تا قیام قیامت جاری رہیگا - اوّل حضرت خواجہ معین الدین

چشتی قدس اللہ سرہ العزیز - دوم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نور اللہ مضجعہ -

سوم - حضرت شاہ عبد الحق ردولوی نور اللہ مرقدہ - اور اس قدم شریف کا فیض ان تینون

حضرات سے زیادہ ہے - واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب - انتہیٰ - فقط

بیت یہہ حکایت مولوی محمد انوار الحق صاحب نے عنایت فرمائی تھی

مولوی حافظ سید اکبر علی صاحب بخاری مغفور اولاد حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری قدس اللہ

سرہٗ ہمشیر زادہ مفتی محمد اکرام الدین خان دہلوی مرحوم نے بیان کیا کہ مین مع دوسرے

ہمراہیان کے بارہوین تاریخ ماہ ربیع الاول کے درگاہ شریف مین حاضر ہونے کو جاتے تھے دروازہ

درگاہ شریف پر کثرت و ازدحام خلایق کے علاوہ مداری فقرا بھی چند تن کھڑے ہوئے جیسا

اون کا معمول ہے دھمال کر رہے تھے کہ وہ ہجوم اور اون فقراء کے کودنے اور دھمال کرنے سے

اور بھی مجال آمد و رفت تنگ تھی - بمشکل چار چار اونگل قدم بڑھا کے چلتے تھے - اوس وقت

مین نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ یہہ کیا حرکت ناموزون کو دیکھی ان فقراء نے درگاہ شریف کے

دروازے پر اختیار کی ہے - نہ یہہ رسم شریعت ہے نہ معمول طریقت - بیفائدہ کودنے سے اور بھی

زیادہ راہ آمد و رفت کو مزاحم ہو رہے ہین - جب اور آگے بڑھا اور قریب فقراء کے پہونچا تو اون

ہین سہ ایک مداری فقیر نے میری طرف تیز نظر سے دیکہا اور کہا کہ ؎ خاکساران جہان را
بحقارت منگر ⁂ تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد۔ ایضاً مولانا محمد انوار الحق صاحب وام مجدہ
نے کوہ آبو سے یہ حکایت حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کی کتاب مناقب احمدیہ
ومقامات سعیدیہ سے نقل کر کے خاکسار کے پاس بہیجی ہی جو نکہ وہ حکایت موجب عبرت تہی مناسب
وقت جانکر نقل کردی۔ نقل از صفحہ ۱۶۹ یکصد و شصت و نہ کتاب مناقب احمدیہ مقامات
سعیدیہ در احوال حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ تالیف مولوی محمد مظہر
صاحبزادہ اصغر حضرت ایشان علیہما الرحمۃ مطبوعہ مطبع اکمل المطابع دہلی مولفہ ۱۲۷۰ھ ہجری
یکہزار و دو صد و ہفتاد و ہفت ہجری۔ از باب ششم در بیان کرامات و مکشوفات و خوارق
و عادات حضرت شاہ احمد سعید موصوف علیہ الرحمۃ بالفاظ مندرجہ کتاب مکاشفہ۔ میفرمودند
کہ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہ بزائرین خود التفاتہا ہست و بفقیر
کمال خصوصیت دارند کہ یکسے آن مشاہدہ نمی گردد۔ مکاشفہ میفرمودند کہ یکبار وقت شب
بجہت زیارت ایشان رفتم۔ چونکہ شب عرس ایشان بود گفتم درین شب مردم شور و غوغا
قریب مزار ایشان بسیار میکنند پس درشب مستریح نخواہم شد از راہ متوجہ مزار حضرت سید نور محمد
و بداؤنی پیر حضرت مرزا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہما شدم و مدتے آنجا استراحت کردہ آخر شب
بعد نماز تہجد بر مزار پر انوار ایشان حاضر گردیدم و تحیۃ و سلام و آداب ادا نمودم۔ ایشان از من
روی مبارک خویش گردانیدند سہ بار ہمچنان شد۔ آخر عرض نمودم کہ چہ قصور شد۔ فرمودند کہ شما
بجہت زیارت من بیاید بمزار سید صاحب بروید۔ عرض نمودم کہ سید صاحب ہم مرید جناب اند و معذرت
و تضرع بسیار کردم آخر قبول فرمودند و لطفہا سے را ئد از سابق مبذول داشتند۔ انتہی بلفظہ
ناظرین با تمکین حکایات مصرحہ بالا کو بغور و بنظر انصاف ملاحظہ فرماوین۔ یہہ حضرات موصوفین کیسے

دی رتبہ متبع شریعت و طریقت تھے۔ ان حضرات نے باوجود موجود ہونے تواحش و قبائح کے
مقام مقدس کی حاضری وقت معہودہ کو موقوف و ترک نہیں کیا اور اپنے شاگرد رشید
مولوی محمد فضل حق صاحب جیسے عالم کو کن الفاظ واجب الاتعاظ سے تنبیہہ فرمائی گویا اس
قدم مبارک کی صحت و اصلیت کا اسقدر وثوق تھا کہ وقت خاص حصول فیوض و برکات
کی ایسی توقع بلکہ تیقن حاصل تہا کہ اور کسی وقت بر مزید بر آن متصور نہوا۔ اور حضرت
شاہ احمد سعید قدس سرہ کی حکایت فیض آیت تو بہت ہی عبرت خیز ہے کہ اولیا کاملین
کو بحال زائرین علی الخصوص بحال اہل بصیرت اسقدر وقوف ہوتا ہے کہ با دنے تغیر نیت
کیسے ناخوش ہوئے کہ شاہ صاحب کو معذرت کرنی پڑی اور پہر بعد عذر و معذرت و عفو تقصیر
کے ایسا الطاف و کرم مبذول فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ خود اسکے مقر ہین حق
ہے نزد لکان رابیش بود حیرانی اس تنبیہہ مین گویا طالبان صادق کو ترغیب فرمائی کہ
حاضرین باخلوص قبائح و شنائع کی جانب متوجہ نہوں اور ما ہوالمقصود کی طرف سرگرم
رہین سبحان اللہ و بحمدہ نعم الطالب و نعم المطلوب فی الواقع عاشقان حضرت رسول کریم
محبان اولیاء کرام ایسے ہی پختہ و قوی خیال ہوتے ہین کہ اون کے لئے فواحش و قبائح
سد راہ و حاجب و مانع نہین ہوسکتے۔ یقین کامل ہے کہ اگر متبعین اقدام اسی اتباع و خلوص
سے اون کے افعال حسنہ کی اقتدا کرین گے تو ضرور فائز المرام و کامیاب ہونگے۔ رزقنا اللہ اتباعہم
وافاض علینا برکاتہم والی ارحم - آمدم بر سر سخن - بالجملہ مقام موصوف و منعوت کو
بتکدہ اور حاضرین باعقیدت کو سنگ پرست کہنا سوائے لفاظیت و تعصب کے اور کوئی
امر نہین۔ دیکھو ائمہ دین متین کے آداب و عظمت کو حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے
مدینہ مطہرہ کی خاک پاک کی بے ادبی کرنیوالے کو درّے ماریکا حکم فرمایا ہے - وہ خاک

پاک کسی جگہہ خاص کی نہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوس خاکِ پاک پر تشریف فرما ہوے ہون وہاں کوئی اور وجہ تعظیم وہان کے لیئے پائی جاتی ہو بلکہ مطلق خاک مدینہ طیبہ کو ردی اور نکمی کہنے والیکے لئے تیس درّے مارنیکا حکم فرماتے ہین۔ حضرت قاضی عیاض کتاب شفا فصل ومن اعظامہ واکبارہ مین افادہ فرمائی ہین وقد افتی مالک فیمن قال تربۃ المدینۃ ردیۃ یضرب ثلاثین درۃ وامر بحبسہ۔ انتہی۔ **خلاصہ ترجمہ** حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا ہے جو شخص مدینہ مطہرہ کی خاک پاک کو ردی ونکمی کہے اوسکو تیس درّے مارو اور قید کرو۔ محض خاک پاک کو ردی کہنے کی یہہ سزا ہے۔ ایسی جگہ کہ جہان حضور کا اصلی تبرک نقش قدم شریف کہ جس کی تصحیح وتنقیح عند الکملاء مسلم ہوچکی ہو اس مقام مبارک کو پتھر گڑھ کہنا دیدہ ودانستہ حق پوشی وناحق کوشی کرکے خلق خدا مقرانِ فیضل حضرت سرورِ عالم وسید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ راست سے منحرف کرنا گویا اپنے آپکو وبال بے درمان مین مبتلا کرنا ہے اور مصداق خسر الدنیا والاخرۃ کا ہونا ہے۔ اللہ جلشانہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے توفیق رفیق نصیب کرے اور بزرگان اولوالعزم وائمۂ دین متین کی اتباع واقتدا عطا فرماوے وما علینا الا البلاغ المبین واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

وآخر کلامنا وختم مرامنا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سید الانبیاء وسیدنا محمد وآلہ واصحابہ واہل بیتہ واتباعہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

آمین آمین آمین۔ فقط

رقمہ بقلمہ احقر الطلبہ محمد عمر الملقب بشاہ سراج الحق عفی عنہ وتاب علیہ

تحریر تاریخ بست ودوم ۲۲ ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ

تقریظ کتاب ھذا

از ارشاد فیض بنیاد اکرم العلماء اعظم الفضلاء جناب مولانا محمد یعقوب صاحب دامت برکاتہ خلف الصدق حضرت قدوۃ الکملا مولانا مولوی محمد کریم اللہ صاحب دہلوی قدس سرہ

باسمہ سبحانہ اما بعد فانی نظرت فی ھذہ الرسالۃ النافعۃ والعجالۃ الرائقۃ فوجدتھا تذکرۃ لطالبی سبیل الرشاد و تبصرۃ لمن یبتغی الاستقامۃ والسداد فبشری لمن یطلب الصواب وطوبی لاولی الالباب وویلا لمن لم یجد ھا حلیلا و حسرۃ علی من لم یجد منھا سبیلا وجزی اللہ عنا مؤلفھا جزاء موفورا وجعل سعیہ مشکورا۔ نمقہ الفقیر محمد یعقوب عفا اللہ عنہ الذنوب فقط

از حضرت عالم عامل فاضل کامل فقید النظیر عدیم المثال محقق لاثانی مصنف تفسیر حقانی مولانا واستاذنا جناب مولوی محمد عبد الحق صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔ اما بعد فانی نظرت فی ھذہ العجالۃ النافعۃ والرسالۃ الساطعۃ فوجدتھا مشحونۃ بجواھر التحقیق ولآلی التدقیق للہ در المصنف حیث اجاد فیما افاد و المحب کل العجب من قوم ینظرون الآیات والمعجزات ثم یکفرون بھا واثر قدم النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم علی الاحجار لیس یستبعد من کلام الاحجار والاشجار وما ثبوت القدم الشریف علی الحجر الذی ھو فی الدھلی یزار ویتبرک بہ فلیس یخفی علی اھل التحقیق کما اثبتہ المصنف المحقق بطرق اسنی جزاہ اللہ جزاء موفورا وجعل سعیہ مشکورا۔ ابو محمد عبد الحق۔ ۵ جمادی الاخری سنہ ۱۳۱۹ھ

از جناب مستطاب مقبول رب الارباب مقتدا ام اولی الالباب منظہر فیض مطلق حضرت مولوی محمد انوار الحق صاحب دام مجدہ از اولاد امجاد حضرت اسوۃ المحققین زبدۃ الموفقین مولانا محمد عبد الحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ وافاض علینا فیضانہ

ھو الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامدا و مصلیا و مسلما وانی التشرف بالنفس لم سری طاب عیس

مقتفیان آثار سلف صالحین اور مقتدیان اطوار اکابرین کو نوید تازہ ہے اور بشارت بے اندازہ کہ یہ رسالہ شریفہ و عجالہ منیفہ متضمن بیان ثبوت صدور معجزہ نقش قدم و ظہور اثر اصابع مبارک حضرت رسول اکرم سید دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم مع دیگر آثار متبرکہ اور بالخصوص تحقیق و توثیق آستانہ قدم شریف واقع دہلی اور مشتملبر وجوب تعظیم و تکریم و آداب زیارت بطریق حضرات علماء و عظماء امت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نور افزاے بصارت اہل الیقین ہوا الحمد للہ تعالیٰ کہ جناب مولف رسالہ جامع الاوصاف والمناقب حائز الفضائل والمواہب نخبتہ الکملاء عمدۃ العرفا سند الاصفیا سید الاتقیا زبدۃ العلماء الکرام اسوۃ الفضلاء العظام الحبر القمقام والبحر الطمطام بقیۃ السلف حجۃ الخلف العالم العامل الکامل الفاضل حضرت مولانا وسیدنا المولوی شاہ محمد سراج الحق المعروف حافظ محمد عمر صاحب دہلوی قادری سلمہم اللہ تعالیٰ والفاہم علی رؤس المسترشدین والمستفیدین نے بکمال سعی جمیل و کوشش بلیغ اس گرامی تالیف میں اسی کامیابی حاصل فرمائی ہے کہ بعد مطالعہ اس صحیفہ شریفہ کے تصدیق و تیقن معجزہ نقش قدم مبارک میں کوئی حالت انتظار اور سوا مکابر کے کسیکو مجال انکار نہیں رہی۔ حق یہ ہے کہ جمع و تالیف اس رسالہ نفیسہ کی باین جامعیت و استیعاب دلائل و اقاویل محدثین و محققین ایک کرامت ہے جس کا ظہور حضرت مولانا مولف کے دست و قلم سے ہوا

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید	دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

فللّٰہ درہ و علی اللہ اجرہ جزاہ اللہ تعالیٰ عن المسلمین فی الدارین احسن الجزاء بحق الحق واہلہ اجمعین

آمین

کتبہ العبد الفقیر الفانی محمد انوار الحق الدہلوی القادری تاب اللہ علیہ و غفر لہ ولوالدیہ ضحوۃ یوم السبت

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ طبع

از ہیچمیز رو ہیچمدان عاصی بنی محمد محسن عفی عنہ مقیم شہر میرٹھ کاتب رسالہ ہذا
و مرید حضرت مرشدنا و مولنا جناب مولوی حافظ محمد عمر صاحب الملقب بشاہ سراج الحق
قادری دہلوی ادام اللہ فیوضہم

قبلہ و کعبۂ دین شاہ سراج الحق نے / کیا ہی نایاب رسالہ یہہ کیا ہے تالیف
احمدِ پاک کے ہے نقشِ قدم کا اثبات / کیون نہ مقبولِ خلائق ہو یہ تصنیف لطیف
سب بیانات مدلل ہین تو اسناد قوی / کُل روایات صحیحہ ہین نہین کوئی ضعیف
خوبیان اس کی بیان کیا ہون قلم ہے قاصر / اسکے اوصاف مین ہے گنگ زبانِ تعریف

لکھیئے اب یہ سرِ سوس یہ محسن تاریخ
ہے یہہ نقشِ قدمِ پاکِ نبی کی توصیف

۱۳۱۹ ہجری

تمت

کتبہ محمد محسن عفی عنہ مقیم شہر میرٹھ

۱۲- جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ

اعلان

ناظرین! شائقین کو مژدہ ہو کہ در بے بہا کتاب مستطاب لاجواب یعنی رسالہ فیض مقالہ

باثبات صحت و اصلیت قدم شریف شہر دہلی واقعہ کوٹلہ فیروز شاہ مدلل بدلائل قاطعہ محکمہ

و حجج [illegible] من تصنیف انیف حضرت مولانا و مقتدانا و ہادینا الی صراط مستقیم

اعنی حافظ شاہ محمد [illegible] صاحب الملقب بشاہ سراج الحق قادری دہلوی دامت شموس افادتہ

و افاضتہ لامعۃً ابن حضرت [illegible] و بقیۃ الخلف سلطان الواعظین شہید فی سبیل اللہ

جناب مولانا حافظ و قاری کتاب اللہ مولوی [illegible] الدین صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

و سجادہ نشین حضرت قدوۃ العرفا زبدۃ الکبریٰ مقصد [illegible] گاہ احد حضرت مولانا و مرشدنا حافظ

شاہ محمد عبد العزیز صاحب الملقب بشاہ مقبول احمد قادری [illegible] انار اللہ برہانہ۔ شہر دہلی۔

مطبع خادم الاسلام میں طبع ہو کر شائع ہوا۔ فی الواقع متانت [illegible] سلاست عبارت و صحت

و صدق حکایات و تحقیق حق و تصریح و توثیق موافق مذہب [illegible] اہل حق ببراہین ساطعہ

و حجج لامعہ حضرت مؤلف مدظلہ کے کمال رفعت شان و سعت نظر [illegible] پر دال ہے الحق ذلک

فضل اللہ یؤتیہ من یشاء [illegible]

المشتہر محمود [illegible] خان قادری منصرم مطبع خادم الاسلام دہلی

خادم خاص خاندان [illegible]